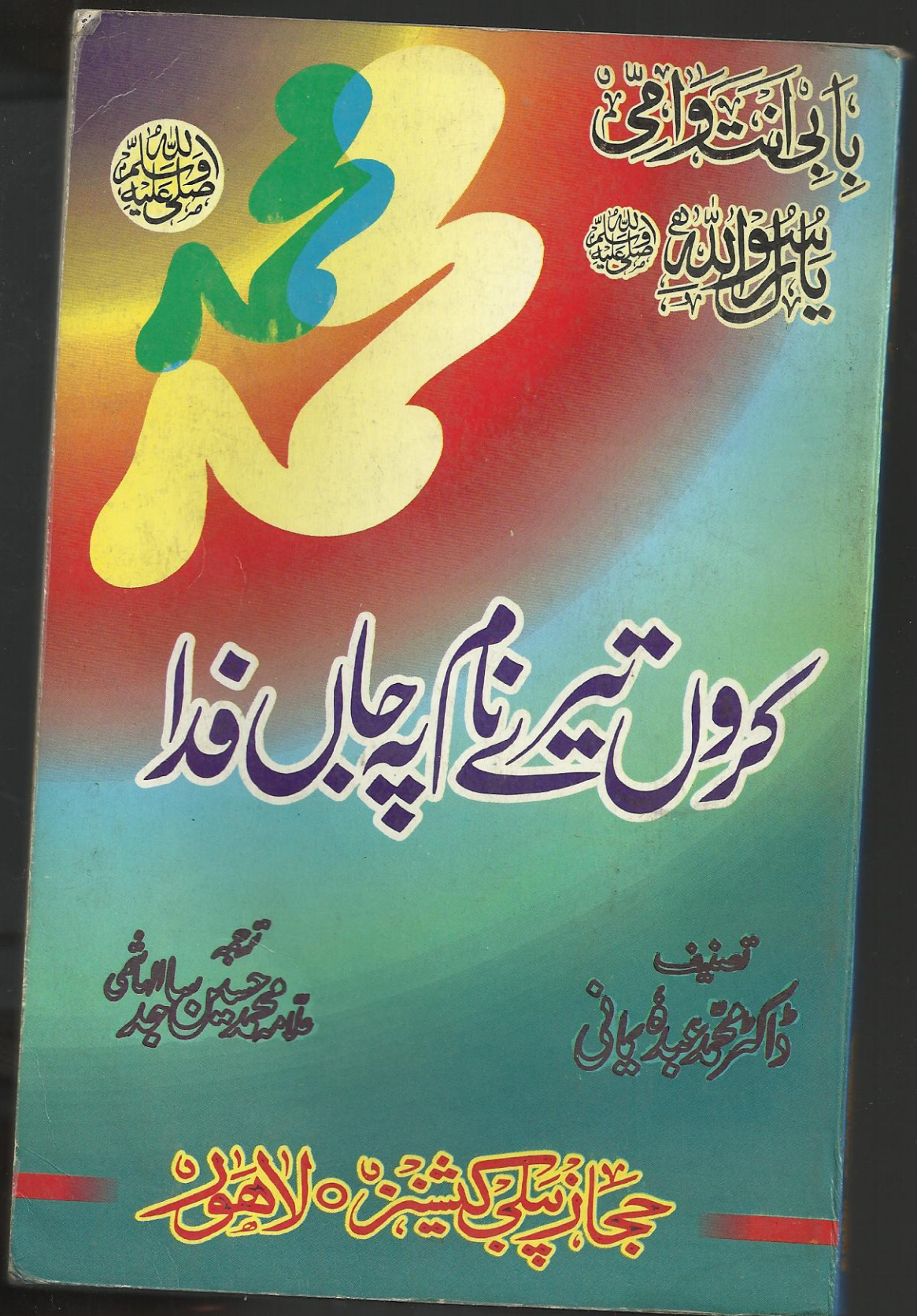

بابی انت وامی
یا رسول اللہ ﷺ
محمد ﷺ
کروں تیرے نام پہ جاں فدا
تصنیف
ڈاکٹر محمد عبدہ یمانی
ترجمہ
علامہ محمد حسین ساجد الہاشمی
حجاز پبلی کیشنز ۰ لاہور

"بِاَبِیْ اَنْتَ وَاُمِّیْ یَارَسُوْلَ اللّٰہ"

صلی اللہ علیک وسلم

(اُردُو ترجمہ)

کروں تیرے نام پہ جاں فدا

۱۲۷

تصنیف

ڈاکٹر محمد عبدہٗ یمانی

سابق وزیرِ اطلاعات ونشریات سعودیہ

مترجم

علامہ محمد حسین ساجد الھاشمی

تقدیم

مفتی محمد خان قادری

حجاز پبلی کیشنز ۰ لاہور

جملہ حقوق بحق حجاز پبلیکیشنز محفوظ ہیں

نام کتاب	بابی انت و امی یارسول اللہ
تصنیف	ڈاکٹر محمد عبدہ یمانی
ترجمہ	علامہ محمد حسین ساجد الہاشمی
تقدیم	مفتی محمد خاں قادری
زیرِ اہتمام	محمد اسلم شہزاد
ناشر	مولانا محمد اکرم
سالِ طباعت	۱۹۹۹ء

قیمت ۶۰/ روپے

محقق العصر مفتی محمد خان قادری کی تمام تصانیف کے علاوہ دیگر علماء کی تحقیقی و علمی کتب بارعایت حاصل کرنے کے لیے حجاز پبلی کیشنز دربار مارکیٹ لاہور سے رجوع فرمائیں۔

فہرست

تعارف مترجم ۷
تعارف ناشر ۱۰
تقدیم ــــ تعارف مصنف ۱۵

پہلی فصل

آپکا رب آپکی خواہش کی تکمیل میں جلدی فرماتا ہے ۳۹
۱۔ اولاد آدم کا سردار ہوں مگر فخر نہیں ۴۱
۲۔ اور اللہ کا آپ پر فضل عظیم ہے ۴۶

دوسری فصل

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ــــ ادب سیکھو ۵۹
۱۔ نیا فتنہ ــــ اور پرانا موضوع ۶۱
۲۔ مستشرقین کے ــــ آلہ کار ۶۵
۳۔ یونیورسٹیوں کی ڈگریاں اور ان کا معیار ۶۸
۴۔ پوشیدہ ــــ کینہ و حسد ۶۹
۵۔ کیا بخاری و مسلم کے بعد ــــ کچھ نہیں؟ ۷۰
۶۔ کلمہ حق ــــ مگر اس سے مراد باطل ۷۲
۷۔ پردہ اٹھتا ہے ــــ زمانہ نبویؐ، عصر صحابہؓ ۷۳

تیسری فصل

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت سے ـــــ لطف اٹھاؤ ۷۵

۱۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت ـــــ میزانِ ایمان ہے ۷۷

۲۔ فضیلت تو وہی ہے ـــــ جسکی گواہی دشمن بھی دیں ۷۹

۳۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت کی معرفت ـــــ آپ کی محبت سے لطف اندوزی کا ذریعہ ہے ۸۴

۴۔ میں نبی تھا ـــــ جب آدم روح و بدن کے مرحلہ میں تھے ۸۵

۵۔ آپ صلی اللہ کی بعثت ـــــ اہل کتاب کا موقف ۸۶

۶۔ سچی سیرت ـــــ اور انسان کامل ۹۰

۷۔ پاکیزہ نسب ۹۶

۸۔ آپکے آباء کی پاکیزگی اور ان کی عظمت ۹۷

۹۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے اسماء گرامی ۱۰۱

۱۰۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا مدینہ منورہ تشریف لے جانا ″

۱۱۔ سیرۃ نبویہ کے ماخذ ۱۰۳

چوتھی فصل

جنہوں نے رسول سے محبت کی ـــــ صلی اللہ علیہ وسلم ۱۰۹

۱۔ انسان ـــــ اپنے محبوب کے ساتھ ہوگا ۱۱۱

۲۔ تکبر ـــــ سراپا ذلت ہے ۱۱۶

۳۔ ہر مصیبت آپکے ہوتے ہوئے ہیچ ہے ـــــ یا رسول اللہ ـــــ صلی اللہ علیہ وسلم ۱۲۴

۴۔ صحابہ نے آپ سے محبت کی ـــــ آپکے آثار کی تبرک بطور طاعت و تبرک کی ۱۲۷

۵۔ انہوں نے محبت کی آپ سے اور آپکے طریقوں کی اتباع کی ـــــ زندگی میں ـــــ بعد از وصال ۱۳۵

۶۔ سچی دوستی ـــــ اور پر خلوص محبت ۱۳۸

۷۔ اگر آپ تند مزاج سخت دل ہوتے۔ تو یہ آپ کے گرد سے منتشر ہو جائے ۱۴۲

۸۔ اور کیسی ہوگی ـــــ آپ کی محبت صلی اللہ علیہ وسلم ۱۴۶

پانچویں فصل

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا اسوہ ہی رہنما ہے ۱۴۹

۱۔ ہدایت کے راستے ۱۵۱

۲۔ صحابہ آپ کے اسوہ کی تصویر کشی فرماتے ہیں ۱۵۳

۳۔ محفل ذکر رسول صلی اللہ علیہ وسلم ۱۵۸

۴۔ یادوں کی محفل کا انعقاد ـــــ امت کا اپنی تاریخ کے ساتھ اتصال ۱۶۲

۵۔ محافل ذکر نبوی ـــــ ہر وقت کی اہم ضرورت ۱۶۳

چھٹی فصل

کس طرح ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر درود بھیجیں ۱۶۷

۱۔ آپ پر درود پڑھنے کی کیفیت کے بارے میں آپ سے سوال ۱۶۹

۲۔ آپ پر درود بھیجنے کا معنی ـــــ صلی اللہ علیہ وسلم ۱۷۲

۳۔ حضرت ابراہیم علیہ الصلوۃ والسلام کو ہی تشبیہ کے ساتھ خاص کیوں کیا؟ ۱۷۴

۴۔ آپ پر درود بھیجنے کا ثواب ـــــ صلی اللہ علیہ وسلم ۱۷۶

۵۔ رسول اللہ ـــــ ہمیشہ زندہ ہیں ـــ صلی اللہ علیہ وسلم ۱۷۹

۶۔ جمعہ کے دن آپ پر درود بھیجنا ـــــ صلی اللہ علیہ وسلم ۱۸۶

۷۔ ہفتہ کے دنوں میں آپ پر درود بھیجنا ـــــ صلی اللہ علیہ وسلم ۱۸۸

۸۔ آپ پر درود بھیجنے کے بارے میں ـــــ احادیث ـــــ صلی اللہ علیہ وسلم ۱۸۹

۹۔ رسول اللہ ـــــــ صلی اللہ علیہ وسلم پر درود بھیجنے کی فضیلت اشعار میں ۱۹۷

تعارف مترجم، علامہ محمد حسین ساجد الھاشمی
استاذ جامعہ قادریہ رضویہ فیصل آباد

از: ڈاکٹر محمد ایوب قادری

اسلام نگر فیصل آباد

۱۶۷

ولادت:۔ آپ ۵ جنوری ۱۹۶۷ء کو فیصل آباد سے ۳۲ کلومیٹر دور چک نمبر ۲۴ ج۔ب لاہور یانوالہ میں پیدا ہوئے۔ خوش قسمتی سے گھر میں مذہبی ماحول ملا آپ کے والد گرامی کا نام صوفی فضل حسینؒ تھا جو ایک درویش منش اور نیک سیرت انسان تھے۔ صوفیاء کرام کی صحبت میں بکثرت اٹھتے بیٹھتے بایں وجہ انکا طبعی میلان تصوف کی طرف تھا لوگ آج بھی انہیں "فقیر قادری" کے نام سے یاد کرتے ہیں

تعلیم و تربیت۔ آپ کی تعلیم و تربیت میں آپ کے والد گرامی کا بڑا ہاتھ ہے۔ ان کی تمام تر توجہات اور شفقتیں آپ کے لئے وقف تھیں ابتدائی درسی کتب بھی انہوں نے آپکو خود پڑھائیں آپ نے اپنے والد گرامی کی لائبریری سے بھی استفادہ کیا اس کے علاوہ والد گرامی کے پاس جو بزرگ اور صلحاء تشریف لاتے انکی زیارت کا شرف پاتے۔

اہم واقعہ:۔ آپ خود بیان کرتے ہیں کہ ایک صبح میں اپنے والد گرامی کی معیت میں آ رہا تھا اپنے دروازے پر ایک درویش سے ملاقات ہوئی جو کہہ رہے تھے میں تمہارا مہمان ہوں اور جلدی میں ہوں رات کا جو کچھ پکا ہے وہی لے آؤ۔ ماحضر پیش کیا گیا۔ اب وہی بزرگ والد گرامی سے زبانیں بدل بدل کر باتیں کرنے لگے۔ قبلہ والد گرامی فرماتے ہیں کہ میں نے دل میں خیال کیا کہ یہ اپنی علمیت کا اظہار فرما رہے ہیں۔ ابھی یہ سوچ ذہن میں آئی ہی تھی تو وہ بزرگ فورا بولے "واما بنعمۃ ربک فحدث" یعنی میں تو اپنے رب کی نعمتیں گنوا رہا ہوں اب والد گرامی کو احساس ہوا تو احقر کے علم میں اضافہ کی درخواست کی انہوں نے دعا فرمائی اور

چار آنے بھی عطا فرمائے ہم برتن چھوڑنے اندر گئے ' جب واپس پلٹے تو ان بزرگوں کا کوئی نام ونشان نہ تھا۔

دینی علوم کا حصول:۔ آپ نے ابتدائی کتب جن میں کریما ' نام حق ' پند نامہ شامل ہیں ' اپنے والد گرامی سے سبقا سبقا پڑھیں ۱۹۸۳ء میں اہلسنت و الجماعت کی عظیم درسگاہ "جامعہ قادریہ رضویہ" فیصل آباد میں داخلہ لیا ' دوران تعلیم ایک سال "جامعہ ریاض العلوم" میں رہے۔

عصری علوم کا حصول:۔ جہاں آپ نے مذہبی علوم کے حصول کے لئے مختلف مدارس اسلامیہ میں رہ کر علمی تشنگی بجھائی وہاں آپ نے عصری علوم کے حصول کے لئے بھی ان تھک محنت کی ۱۹۸۱ء میں میٹرک کا امتحان اعلی فرسٹ ڈویژن میں پاس کیا ۱۹۸۲ء میں فیصل آباد کے مشہور و معروف گورنمنٹ کالج میں داخلہ حاصل کیا اور ۱۹۸۴ میں F.S.C کا (EXAME) پاس کیا ۔ کالج میں آپکا شمار نہایت ذہین و فطین (Students)میں ہوتا تھا ۔ اس کے بعد پنجاب یونیورسٹی (PUNJAB UNIVERSITY) سے B.A اور M.A عربی کے امتحانات اعلی فرسٹ ڈویژن میں پاس کیے

سند فراغت و دستارِ فضیلت:۔

مختلف مدارس سے علم و حکمت کے جواہر کے حصول کے بعد ۱۹۸۷ء میں جامعہ قادریہ رضویہ سے سند فراغت حاصل کی ۔ آپ کی دستار بندی قائد اہلسنت علامہ شاہ احمد نورانی صدیقی مد ظلہ العالی نے فرمائی ۔

فرائض تدریس۔ جیسا کہ آغاز میں بیان کیا گیا کہ آپ شروع ہی سے نہایت ہونہار اور ذہین طالب علم تھے اسی بنا پر اساتذہ کی گوہر شناس آنکھوں نے اس درمکنون کو پہچان لیا اور آئندہ آنے والی نسلوں کی تعلیم و تربیت کے لئے مختص کر لیا فراغت سے ایک سال قبل ہی آپ کو درس و تدریس کی ذمہ داری سونپ دی گئی ۔ ایک سال جامعہ رحمانیہ فاروقیہ ' ایک سال جامعہ امینیہ رضویہ اور تین

سال جامعہ ریاض العلوم اور اب آپ مادر علمی جامعہ قادریہ رضویہ میں ہی علم و عرفان کے موتی بکھیر رہے ہیں آپ کے اساتذہ اپنے اس لائق اور تابع فرمان فرزند ارجمند پر فخر کرتے ہیں۔

امامت و خطابت:۔ آپ فن خطابت کے شاہسوار ہیں۔ مذہبی اور عصری علوم میں مہارت کی بدولت ہر موضوع کو بڑی خوبی سے (HANDLE) کرتے ہیں۔ روحانی محافل میں علم وحکمت کے موتی بکھیرنا آپ کا طرہ امتیاز رہے کتاب و سنت اور فلسفہ و منطق کے معارف جب کھول کھول کر بیان کرتے ہیں تو سامعین پر ایک وجد کی سی کیفیت طاری ہو جاتی ہے ۔ آپکی گوہر فشانی کی بدولت احباب کا ایک کثیر حلقہ آپ کے فن گویائی سے متاثر ہے ۱۹۸۴ء سے آپ "جامع مسجد بہار مدینہ" اسلام نگر میں خطابت و امامت کے فرائض سرانجام دے رہے ہیں۔

تصانیف:۔

تدریس و خطابت کی ذمہ داری کے ساتھ ساتھ آپ نے مختلف موضوعات پر تحریری کام بھی کیا ہے ۔ آپ کی تصانیف یہ ہیں

۱۔ صداقت سیرت کا نکھار (مطبوعہ)
۲۔ اشعہ البدر فی لیلہ القدر (مطبوعہ)
۳۔ سورۃ آل عمران بیضاوی ترجمہ و تشریح (غیر مطبوعہ)
۴۔ جنت و جہنم ' ترجمہ مختصر الترغیب و الترہیب (غیر مطبوعہ)
۵۔ الاربعین لاصلاح المسلمین (غیر مطبوعہ)
۶۔ اسم محمد صلی اللہ علیہ وسلم (غیر مطبوعہ)
۷۔ کروں تیرے نام پہ جاں فدا " بابی انت وامی یا رسول اللہ " کا رواں ترجمہ

ڈاکٹر محمد عبدہٗ یمانی

(سابق وزیر اطلاعات و نشریات سعودیہ)

مولانا ذوالفقار حسین،
جامعہ اسلامیہ لاہور

نام : محمد عبدہٗ یمانی

تاریخ پیدائش : ۱۳۵۹ھ (۱۹۳۹ء)

جائے پیدائش : مکۃ مکرمہ

تعلیمی زندگی

آپ نے ابتدائی تعلیم مدارس فلاح مکہ مکرمہ میں حاصل کی۔ جامعہ الریاض میں جیالوجی میں بی اے کیا اور جامعہ کورنیل نیویارک امریکہ سے ایم اے اور ڈاکٹریٹ کی ڈگری حاصل کی۔ ادارۃ الجامعات کا ڈپلومہ جامعہ وسٹنکس سے کیا۔ علم موسمیات و کائنات کے علاوہ علوم ثروت المعدنیہ پر بھی عبور حاصل کیا۔ آپ نے سرمایہ کاری و موسمی سروے اور علم اقتصادیات میں بھی کمال حاصل کیا۔

عملی زندگی

آپ مختلف اوقات میں جامعہ الریاض کے کلیۃ العلوم کے منتظم، نگران اور نائب کے

حیثیت سے اپنے فرائض سرانجام دیتے رہے۔ بعد ازاں آپ الثانویۃ العسکریہ اور کچھ عرصہ الکلیۃ الحربیہ میں تدریسی خدمات سرانجام دینے کے علاوہ الکلیۃ الارکان میں بھی پڑھاتے رہے۔ آپ جدہ میں جامعہ الملک عبدالعزیز کے ڈپٹی اور محکمہ تعلیم کے فنی علوم کے ڈپٹی سیکرٹری بھی رہے ہے۔ آپ ۱۹۷۵ء تا ۱۹۸۳ء حکومت سعودیہ کے وزیر اطلاعات و نشریات بھی رہے۔

آپ درج ذیل اداروں اور کمپنیوں کی مجلسِ انتظامیہ کے صدر رہ چکے ہیں :-

(۱) شرکۃ دار القبلۃ للثقافۃ الاسلامیہ۔
(۲) شرکۃ دلۃ للتعدین۔
(۳) الشرکۃ العربیۃ للاستثمار الذراعی۔
(۴) جمعیۃ اقرأ الخیریۃ۔
(۵) جمعیۃ اصدقاء القلب۔
(۶) جمعیۃ الایمان الخیریۃ۔
(۷) جمعیۃ القرآن الکریم۔
(۸) مجلس الادباء ۔ تونس۔
(۹) شرکۃ التوفیق للضادیق الاستثماریۃ۔
(۱۰) شرکۃ سماحۃ للبترول۔
(۱۱) شرکۃ الامین للضادیق الاستثماریۃ۔
(۱۲) شرکۃ لانساء۔
(۱۳) شرکۃ اقرا للتنمیۃ۔

آپ درج ذیل کمپنیوں اور کمیٹیوں کے تاحیات رکن اور ممبر ہیں :-

(۱) المجلس الاعلی لجامعۃ الملک عبد العزیز۔ جدہ
(۲) المجلس الاعلی لجامعۃ الریاض۔ الریاض

(۳) المجلس الاعلی لجامعة الامام محمد بن سعود الاسلامیة۔

(۴) المجلس الاعلی لجامعة الملک فیصل ۔ الدمام۔

(۵) جمعیة الملک فیصل الخیریة۔

(۶) جمعیة جائزة جائزة الملک فیصل الخیریة۔

(۷) المجلس التأسیس لرابطة العالم الاسلامی۔

(۸) مجلس الامناء بمعهد تاریخ العلوم العربیة والاسلامیة بجامعة فرانکفورت۔

تصنیفی خدمات

تصنیفی و تالیفی حوالے سے بھی ڈاکٹر صاحب نے بہت کام کیا ہے۔ موصوف نے اتنے اہم موضوعات پر قلم اٹھایا ہے جن کی اشد ضرورت تھی۔ جن کے مطالعہ کے بعد قارئین اپنے اندر ایمان و ایقان کی حلاوت محسوس کرتے ہیں۔ ابھی تک آپ کی کثیر تعداد میں کتب شائع ہو چکی ہیں اور اکثر کتب ابھی زیر اشاعت ہیں۔

آپ کی شب و روز تحقیق و ریسرچ کے بعد درج ذیل کتب شائع ہو چکی ہیں:

(۱) علموا اولادکم محبة رسول اللہ۔

(۲) بابی انت وامی یا رسول اللہ۔

(۳) علموا اولادکم محبة آل بیت النبی صلی اللہ علیہ وسلم۔

(۴) هکذا صام رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم۔

(۵) للعقلاء فقط (مجموعہ مقالات)۔

(۶) تادبوا مع رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم۔

(۷) المعادلة الحرجة فی حیاة الامة الاسلامیه

(۸) اصل حدید وادی فاطمه۔

(۹) اقتصادیات حدید وادی فاطمه۔

(۱۰) التراکیب الجیولوجیة الصغیرة فی الدواسب الالقوجیه فی منطقة الشمی۔

(۱۱) اقتصادیات المعادن بالمملکة العربیة السعودیة۔

(۱۲) الجیولوجیا الاقتصادیة والثروة المعدنیة بالمملکة۔

(۱۳) نظریات علمیة فی غزو الفضاء۔

(۱۴) الاطباق الطائرة حقیقة ام خیال۔

(۱۵) اقمار الفضاء غزو جدید۔

(۱۶) المعادلة الحرجة فی حیاة الامة الاسلامیة۔

(۱۷) حوار مع البهائیین۔

(۱۸) الید السفلی (مجموعه قصصیة)۔

(۱۹) جراح البحر (مجموعه قصصیة)۔

(۲۰) فتاة من حائل (مجموعه قصصیة)۔

(۲۱) صبی من مکة (باللغة الانجلیزیة)۔

(۲۲) ذهبوا شرقا (باللغة الانجلیزیة)۔

(۲۳) قارم من بکین الاسلام بخیر۔

(۲۴) وکشفت أزمة الخلیج عوراتنا۔

(۲۵) وداعا مذنب هالی۔

(۲۶) A BOY FROM MAKKAH

درج ذیل کتب ابھی زیر اشاعت ہیں:

(۱) علموا اولادکم محبة صحابة رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم۔

(۲) قضایا تعلیمیة۔

(۳) هکذا حج رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم۔

(۴) الاقليمات المسلمة فى العالم والاسلام۔
(۵) روسيا والمسلمون ومحنة الانفتاح الجديد۔
(۶) الخليفة الخامس الحسن بن على رضى الله عنه۔
(۷) لا تطرقي الباب مرة اخرى (مجموعه قصصية)
(۸) The Meaning of Islam

اہم خدمات پر تمغہ جات

اپنی زندگی میں جہاں بھی رہے محنت و اخلاص کے ساتھ کام کیا جس کے نتیجے میں آپ کو انعامات و تمغوں سے بھی نوازا گیا بہت سے ممالک سے آپ نے صدارتی ایوارڈز حاصل کئے جن میں ابوظبی، قطر، موریطانیہ، انڈونیشیا، اردن، فرانس، اسپین وغیرہ شامل ہیں۔ اس کے علاوہ ہر میدان میں اچھی کارکردگی کے سرٹیفکیٹس حاصل کئے۔ آپ نے جو تمغے اور سرٹیفکیٹس حاصل کئے ان کی تفصیل حسب ذیل ہے :

(۱) وسام الدرع التقديدى للطالب المثالى للنشاط الثقافي۔
جامعة الرياض۔
(۲) الذرع التقديدى۔ جامعة الملك عبد العزيز۔
(۳) وشاح الملك عبد العزيز۔
(۴) الميدالية التقديدية من حكومة ابوظبى۔
(۵) الميدالية التقديدية من حكومة قطر۔
(۶) وسام برتبه قائد (كوماندور) جمهورة موريطانية۔
(۷) وسام مهابوترا او بيراوتامع برأته من رئيس جمهورية اندونيشيا۔
(۸) برأة وسام الكوكب الاردنى من الدرجة الاولى من جلالة الملك حسين۔
(۹) برأة وسام الاستحقاق الوطنى درجة ضابط اكبر من رئيس جمهورية فرنسا۔
(۱۰) وسام نزبيل لاكاتونيكا نصب سبرمع برأتة من جلالة
ملك اسپين۔

تقدیم

مفتی محمد خاں قادری

۷ اگست ۱۹۹۲ء بعد نماز عصر محترم و مکرم الحاج لطیف احمد چشتی مدظلہ میرے پاس تشریف لائے اور فرمانے لگے کہ میں اس دفعہ بارگاہ نبوی میں حاضری اور بیت اللہ کی زیارت کے لیے گیا ہوا تھا۔ وہاں عرب کے عظیم محقق و مفکر شیخ محمد بن علوی مالکی مدظلہ سے ملاقات ہوئی۔ انہوں نے مجھے کچھ کتب عنایت فرمائیں جن میں " شفاء الفؤاد بزيارة خير العباد" بھی ہے۔ میں نے اس کے عنوانات دیکھ کر فیصلہ کیا ہے کہ اس کا ترجمہ ضرور ہونا چاہیئے۔ آپ میری آرزو کی تکمیل کریں، میں اس کی طباعت کی ذمہ داری لیتا ہوں لیکن کتاب ساتھ لانا مجھے یاد نہ رہا۔ اگر آپ وعدہ کریں تو میں کتاب دے جاؤں گا۔ میں نے عرض کیا کتاب میرے پاس ہے اور آپ کی آمد سے پہلے ہی میں اس کے ترجمہ کا عزم کر چکا ہوں۔ یہ سن کر وہ خوش ہوئے۔ الحمد للہ اس کتاب کا ترجمہ جلد مکمل ہو گیا اور اسے "در رسول" کی حاضری" کے نام سے انجمن تعمیر ملت کامونکے نے بڑی آب و تاب کے ساتھ شائع کیا۔ اہل محبت قارئین نے اس کوشش کو بہت سراہا، رسائل نے تبصرے کیے، بزرگوں نے اپنے اپنے انداز و الفاظ میں شفقتیں کیں۔ علامہ اقبال احمد فاروقی مدظلہ نے بھی ایک شفقت نامہ مجھے ارسال کیا۔ اس کا کچھ حصہ آپ کی نذر کرتا ہوں :

"میں تین ماہ کی حاضری کے بعد چند دن ہوئے لاہور پہنچا۔ آپ کو کعبۃ اللہ

میں ہجوم عاشقاں" میں تلاش کیا مگر کامیاب نہ ہو سکا۔ احباب سے پتہ چلا کہ آپ حج کرنے آئے ہیں میں تو کعبۃ اللہ کا پرانا مسافر تھا مگر آپ کو نہ پا سکا جس کا ملال رہا۔ اللہ تعالیٰ آپ کو حج مبارک فرمائے اور آپ کے دامن میں سعادتوں اور رحمتوں کے خزانے محفوظ رہیں۔

مجھے "دربارِ رسولؐ کی حاضری" کی چند جلدیں ساتھ لے جانے کا موقعہ ملا۔ مدینہ منورہ میں مولانا فضل الرحمان مدظلہٗ کو نذرانہ پیش کیا۔ مختلف ممالک سے آنے والے علماءِ کرام کی خدمت میں نسخے پیش کیے، پھر رمضان المبارک میں اعتکاف بیٹھنے والے حرم نبوی کے عشاق کو مطالعہ کے لیے پیش کرتا رہا۔ ماشاءاللہ لطف آگیا۔ دربارِ رسولؐ کی حاضری اور دربارِ رسولؐ کا سامنا تھا، پھر آپ کی کتاب ـــ اہلِ دل کو بڑا سرور ملا۔ مکہ مکرمہ میں حضرت سید محمد مالکی، صاحبِ کتاب کی زیارت نصیب ہوئی۔ ان کے مدرسے کے اساتذہ اور طلبہ کو آپ کا ترجمہ دکھایا پھر حضرت نے علماءِ کرام کی ایک محفل میں شرف باریابی بخشا۔ نوازشیں کیں۔ ٹوٹی پھوٹی کتابی عربی میں کتاب کے صفحات سامنے لاتا رہا۔ آپ کے حالات پر گفتگو کرتا رہا۔ ایک ترجمان نے میرے احساسات کو گوش گزار کیا۔ آپ کی کتاب کے سہارے مجھے یہ لطف ملا کہ آپ نے اپنے پہلو میں بٹھایا، خصوصی توجہ دی اور اپنی تصانیف کا ایک مکمل سیٹ عنایت فرمایا، سندِ اجازت عنایت فرمائی۔ مرکزی مجلسِ رضا کی خدمت کا صلہ عنایت فرمایا۔ اللہ آپ کو خوش رکھے۔ ع

کیا کیا ہمیں یاد آیا جب یاد تیری آئی

اس کتاب کی برکت سے مجھے اور محترم چشتی صاحب کو اللہ تعالیٰ نے بارگاہِ نبویؐ کی پھر زیارت

عطا فرمائی۔ ایک دن کہنے لگے کہ فیصل آباد میں میرے ایک عزیز ہیں۔ انہوں نے مولانا باغ علی صاحب کے ذریعے علامہ محمد حسین ساجد ہاشمی سے ڈاکٹر محمد عبدہٗ یمانی کی کتاب "بابی انت و امی یا رسول اللہ" کا اردو ترجمہ کروایا ہے۔ لیکن عدم کتابت کی وجہ سے ابھی طباعت کے زیور سے آراستہ نہیں ہو سکا۔ آپ اس سلسلے میں کچھ کریں۔ میں نے عرض کیا آپ مسودہ منگوائیں۔ انشاءاللہ کوشش کریں گے لہٰذا انہوں نے وہ مسودہ منگوا کر مجھے دے دیا۔ ترجمہ دیکھ کر بڑی خوشی ہوئی کیونکہ محترم ہاشمی نے اس پر بڑی محنت کی تھی۔ انہی دنوں حرمین شریفین کی زیارت کے لیے میری روانگی تھی جو ایک ماہ کا معاملہ تھا۔ واپس آکر مسودہ کمپوزنگ کے لیے دے دیا۔ لیکن ان دنوں میری تمام توجہ "شاہکارِ ربوبیت صلی اللہ علیہ وسلم (جسم و اعضائے نبوی کا حسن و جمال ـــ صحابہ کی نظر میں) پر مرکوز تھی ـــ کیونکہ وہ طباعت کے آخری مراحل میں تھی۔ ایک دن چشتی صاحب کے ساتھ محترم الحاج عبدالمجید کٹاریہ خود بھی تشریف لائے۔ ان کی خواہش تھی کہ یہ کام جلدی ہونا چاہیئے۔ بلکہ ان کے الفاظ یہ تھے آپ جلدی کریں،

"کہ کہیں اس کتاب کی تقسیم سے پہلے مجھے موت نہ آجائے"۔

اللہ تعالیٰ کے فضل اور ان لوگوں کے حسنِ اخلاق کی برکت سے آج یہ عظیم کتاب بھی منصۂ شہود پر آرہی ہے۔

یہاں کتاب کے مصنف اور اس کے موضوع کے بارے میں کچھ عرض کرتا ہے۔

ڈاکٹر محمد عبدہٗ یمانی اور اُن کی علمی خدمات

اس کتاب کے مصنف ڈاکٹر محمد عبدہٗ یمانی ہیں جو عالمِ عرب کی ایک عظیم علمی شخصیت ہیں، آپ اور آپ کے خاندان کی قومی، ملی اور علمی خدمات مسلمہ ہیں۔ جناب محمد زکی یمانی (سابقہ وزیر سعودی عرب) آپ کے سگے بھائی ہیں۔ موصوف نے ان

موضوعات پر کام کیا جو اس دور کی اہم ضرورت تھی۔

مطبوعہ تصانیف کے نام

آپ کی اب تک بائیس ۲۲ کتب طبع ہو چکی ہیں ان کے اسماء یہ ہیں:

۱ ۔ علمو اولادکم محبة رسول الله صلى الله عليه وسلم.
۲ ۔ بابي انت وامي يا رسول الله صلى الله عليه وسلم
۳ ۔ تادبوا مع رسول الله صلى الله عليه وسلم.
٤ ۔ هكذا صام رسول الله صلى الله عليه وسلم.
٥ ۔ المعادلة الحرجة في حياة الأمة الإسلامية.
٦ ۔ حوار مع البهائيين.
۷ ۔ البابية.
۸ ۔ افريقيا لماذا؟ لا تضيعوا افريقيا كما ضاعت الاندلس.
۹ ۔ للعقلاء فقط ۱/۲ .
۱۰ ۔ قادم من بكين الإسلام بخير.
۱۱ ۔ وكشفت ازمة الخليج عوراتنا.
۱۲ ۔ نظرات علمية حول غزو الفضاء.
۱۳ ۔ الاطباق الطائرة حقيقة ام خيال.
١٤ ۔ اقمار الفضاء غزو جديد.
١٥ ۔ الجيولوجيا الاقتصادية.
١٦ ۔ وداعاً هالي.
۱۷ ۔ قصص وروايات
اليد السفلى.
۱۸ ۔ فتاة من حائل.
۱۹ ۔ جراح البحر.
۲۰ ۔ امراة في الظلال.
۲۱ ۔ مشرد بلا خطيئة.
۲۲ ۔ ABOY FROM MAKKAH

زیرِ طبع کتب

۱ ۔ علموا اولادكم محبة صحابة رسول الله صلى الله عليه وسلم.
۲ ۔ قضايا تعليمية.
۳ ۔ هكذا حج رسول الله صلى الله عليه وسلم.

٤ ۔ الاقليات المسلمة في العالم وا[illegible]
٥ ۔ روسيا والمسلمون ومحنة الانفتاح الجديد
٦ ۔ الخليفة الخامس.
۷ ۔ THE MEANING OF ISLAM

بعض کتب کا تعارف

مذکورہ انتیس کتب میں سے بعض کا تعارف ملاحظہ ہو:

(۱) علموا اولادکم محبة رسول الله

(اپنی اولاد کو اللہ کے رسولؐ کی محبت سکھاؤ)

یہ کتاب اپنے موضوع اور مضامین کے لحاظ سے دیگر تمام کتب میں سرفہرست ہے اس کتاب کی مقبولیت کا یہ عالم ہے کہ یہ ہر سائز اور ہر قسم کے کاغذ پر مطبوعہ ـــــ مجلد اور غیر مجلد دستیاب ہے۔ اس وقت میرے سامنے دارالقبلہ للثقافة الاسلامیہ، جدہ مؤسسہ علوم القرآن دمشق کا مطبوعہ مجلد نسخہ ہے۔ یہ اس کا چوتھا ایڈیشن ہے۔ نہایت ہی اعلیٰ کاغذ اور اس کا ہر صفحہ رنگین ہے جس میں ایک سبز پھول کی جھلک دکھائی دے رہی ہے۔ دوسرا نسخہ جیبی سائز کا ہے۔ اس کا کاغذ اخباری ہے اور اس کا ناشر "الشركة السعودية للابحاث والتسويق" ہے۔ اس کا بھی چوتھا ایڈیشن ہے۔

کتاب کا انتساب

ڈاکٹر صاحب مدظلہ نے اس کتاب کا انتساب بطور ہدیہ اپنے آقا علیہ السلام کے حضور ان الفاظ میں کیا ہے:

السلام عليك ايها النبي ورحمة الله.

ہم یہ عقیدہ رکھتے ہیں کہ آپ نے رسالت کے تمام فرائض کو خوب نبھایا، آپ نے

امانت کی ادائیگی کا حق ادا کر دیا، امت کو کامل تعلیم سے نوازا، اور اللہ کے راستے میں وصال تک جدوجہد کی۔ (علموا اولادکم محبۃ رسول اللہ، ۷)

افتتاحیہ کلمات

افتتاحی کلمات مع ترجمہ ملاحظہ ہوں:۔

علموا اولادکم ان النبی محمدا صلی اللہ علیہ وسلم صفوۃ المصطفین واول النبیین و خاتم المرسلین۔ (اولاد کو تعلیم دو کہ ہمارے آقا سب سے اعلیٰ، پہلے اور آخری نبی ہیں)

علموھم انہ صلی اللہ علیہ وسلم دعوۃ ابراھیم و بشارات موسیٰ و عیسیٰ و امام النبیین (ان کو بتادو کہ آپ حضرت ابراہیم کی دعا اور حضرت موسیٰ و عیسیٰ علیہم السلام کی بشارات ہیں اور آپ سید الانبیاء ہیں)

علموھم ان اللہ اقسم بحیاتہ صلی اللہ علیہ وسلم دون احد من الانبیاء وان اللہ فضلہ فی الخطاب علی جمیع الانبیاء والمرسلین (ان کو یہ بھی بتاؤ کہ اللہ تعالیٰ نے انبیاء میں سے صرف آپ کی زندگی کی قسم اٹھائی ہے اور آپ کو تمام مرسلین سے، خطاب کے لحاظ سے فضیلت دی)

اغرسوا فی قلوبھم محبتہ صلی اللہ علیہ وسلم ومحبۃ آل بیتہ الطاھرین الطیبین و ذکروھم بقولہ صلی اللہ علیہ وسلم من احبنی فقد احب اللہ و من اطاعنی فقد اطاع اللہ۔ (ان کے دلوں میں حضور کی محبت، آپ کی آل کی محبت کا پودا کاشت کرو اور انہیں آپ کا یہ فرمان یاد دلاتے رہو "جس نے میرے ساتھ محبت کی اس نے اللہ سے محبت کی اور جس نے میری اطاعت کی اس نے اللہ کی اطاعت کی)

قولوا لھم ان المؤمن لا یصدق ولا یذوق حلاوۃ الایمان حتی یکون اللہ ورسولہ احب الیہ مما سواھما۔ (علموا اولادکم، ۱۱، ۱۲) (ان کے سامنے یہ بات بھی رکھو کہ مومن اس وقت تک اپنے ایمان کی مٹھاس نہیں پا سکتا جب تک اللہ اور اس کا رسول ماسوا سے زیادہ محبوب نہ ہو جائیں)

بعض عنوانات

طلع البدر علینا (ہم پر چودھویں کا چاند طلوع ہوا)

الاحتفاء بالمولد النبوی الشریف (محفل میلاد منعقد کرنا)

ام معبد تصف الرسول (حضور کا سراپا، ام معبد کی زبانی)

الان یا عمر (اے عمر اب ایمان مکمل ہوا ہے)

کتاب کا اردو ترجمہ

اس عظیم کتاب کا اردو ترجمہ مخدوم اہل سنت حضرت علامہ مولانا محمد عبد الحکیم شرف قادری دامت برکاتہم العالیہ کی سرپرستی میں محترم جناب ڈاکٹر محمد مبارز صاحب نے کیا ہے۔ موصوف پنجاب یونیورسٹی میں عربی کے استاذ اور قدیم و جدید عربی کے ماہر ہیں۔ ماہنامہ ضیائے حرم اس ترجمہ کو بالاقساط شائع کر رہا ہے۔ اگر کوئی صاحب محبت و ثروت اسے کتابی صورت میں شائع کر دے تو یہ بڑی خدمت ہوگی۔

(۲) علموا اولادکم محبۃ ال بیت النبی ؐ

(اپنی اولاد کو اہلبیت نبی (صلی اللہ علیہ وسلم) کی محبت سکھاؤ)

آج کے دور میں بھی دو قسم کے لوگ موجود ہیں بعض ان میں سے 'ال نبی کی محبت کا دم بھرتے ہیں مگر اصحاب نبی کے بارے میں ان کا سینہ صاف نہیں۔ اسی طرح بعض اصحاب رسول ؐ کا احترام اپنا ایمان تصور کرتے ہیں مگر 'ال رسول ؐ کا ان کے ہاں کوئی وجود نہیں۔ لہٰذا محترم ڈاکٹر صاحب نے اس موضوع پر دو کتابیں لکھیں ـــــ ایک "علموا اولادکم محبۃ ال بیت النبی" یہ طبع ہو چکی ہے۔ اور دوسری "علموا اولادکم محبۃ صحابۃ رسول اللہ" یہ ابھی زیر طبع ہے۔

پہلا ایڈیشن ـــــ ایک ماہ میں ختم

اس کتاب (علموا اولادکم محبۃ ال بیت النبی ؐ) کی مقبولیت کا یہ عالم ہے کہ جب دار القبلہ جدہ نے اسے ۱۴۱۲ھ میں شائع کیا تو اس کا پہلا ایڈیشن فقط ایک ماہ میں ختم ہو گیا۔ اس کا تذکرہ ڈاکٹر صاحب طبع ثانی کے مقدمہ میں یوں کرتے ہیں:

فقد نفدت الطبعۃ الاولیٰ	اللہ کے فضل و توفیق سے یہ کتاب جب
من ھذا الکتاب قبل ان	پہلی دفعہ طبع ہوئی تو ایک ماہ گزرنے
یمضی علی صدورھا شھر	سے پہلے اس کے تمام نسخے ختم ہو گئے
واحد بفضل من اللہ و	شدید مانگ کی وجہ سے ہم اسے دوبارہ
توفیقہ و اشتد الطلب	مزید اضافات کے ساتھ شائع کر رہے
علی الکتاب فاصدرناھذہ	ہیں۔
الطبعۃ منقحۃ ومزیدۃ	(علموا اولادکم محبۃ ال بیت النبی ؐ)

کتاب کے چند عنوانات

اس کتاب میں موصوف نے جن اہم مسائل پر لکھا ان میں سے چند یہ ہیں:

من ھم 'ال بیت ؟	('ال بیت نبی کون ہیں؟)
فضل 'ال بیت ؟	('ال بیت نبی کا شرف)
'ال بیت ھل تحل لھم الصدقۃ؟	(کیا 'ال بیت پر صدقہ جائز ہے)

ان کے علاوہ حضور سرور دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم، آپ کی ازواج مطہرات، سیدہ فاطمہ، حضرت علی اور حسنین کریمین رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے فضائل و مقامات پر بڑی تفصیلی گفتگو کی ہے۔ یہ کتاب بڑے سائز کے ۲۵۶ صفحات پر مشتمل ہے۔

(۳) ھکذا صام رسول اللہ ؐ

(رسول اللہ ؐ نے کس طرح روزہ رکھا)

اللہ تعالیٰ نے حضور علیہ السلام کے وسیلہ جلیلہ سے امت مسلمہ کو جو نعمتیں عطا کی ہیں ان میں سے رمضان المبارک اور حج بیت اللہ کی سعادت بھی ہے۔ اگر ان پر ان کی تمام تعلیمات کو سامنے رکھ کر عمل کیا جائے تو آدمی کی زندگی میں انقلاب آجائے چونکہ ہم ان پر رسماً عمل پیرا ہیں اس لیے ان عبادات کا ہماری زندگی پر کامل اثر دکھائی نہیں دیتا ڈاکٹر صاحب نے افراد امت کی اس کوتاہی کو محسوس کرتے ہوئے دو کتابیں تصنیف کیں ـــــ ان میں سے ایک میں یہ بیان کیا کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم روزہ کس طرح رکھا کرتے تھے؟ اس کا نام "ھکذا صام رسول اللہ" رکھا۔ یہ کتاب طبع ہو چکی ہے اور دوسری میں حبیب خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے سفر حج کی تفصیل بیان کی ہے تاکہ لوگ آپ کے مبارک اعمال کو سامنے رکھ کر ان عبادات کو ادا کریں اور ان کے ظاہری و باطنی فوائد سے متمتع ہونے کی کوشش کریں۔

زیرِ مطالعہ کتاب کا تعارف

بِاَبِیْ اَنْتَ وَاُمِّیْ یَارَسُوْلَ اللّٰہ !

اردو ترجمہ ——— کروں تیرے نام پہ جاں فدا

ہر مسلمان اس بات سے آگاہ ہے کہ ایمان اللہ جل جلالہ اور اس کے رسول کی محبت و تعظیم کا نام ہے۔ اگر کسی شخص کا دل اس سے خالی ہے تو وہ مومن نہیں ہوسکتا۔ اللہ رب العزت نے تمام انسانی رشتوں ——— ماں باپ، اولاد، رشتہ دار، کاروبار اور پسندیدہ رہائش کا نام لے کر فرمایا اگر

احب الیکم من اللہ	تمہیں اللہ، اس کے رسول اور اس
و رسولہ و جھاد فی سبیلہ	کے راستے میں جہاد سے زیادہ محبوب
فتربصوا حتی یاتی امر اللہ	ہیں تو تم انتظار کرو۔ یہاں تک کہ آجائے
واللہ لا یھدی القوم الفاسقین	اللہ کا عذاب، اور اللہ فاسق قوم کو کامیاب
	نہیں کرتا۔

اس بات کی نشاندہی خود آقائے دوجہاںؐ نے بھی کی :

لا یؤمن احدکم حتی	تم میں سے کوئی اس وقت تک ایماندار
اکون احب الیہ من	نہیں ہوسکتا حتی کہ وہ مجھے اپنی اولاد،
ولدہ و والدہ والناس	والدین اور تمام لوگوں سے زیادہ
اجمعین!	محبوب بنالے۔

اللہ اور اس کے رسولؐ سے، سب سے بڑھ کر، سچی محبت کرنے والے، اس امت میں، صحابہ کرام ہیں جن کا ظاہر و باطن اس محبت میں اس طرح مستغرق

تھا کہ اس کی خاطر ان کے ہاں دنیوی زندگی سے موت بہتر تھی۔ حضورؐ کے اشارۂ ابرو پہ وہ اپنی جان، مال اور اولاد قربان کرنے سے کبھی دریغ نہ کرتے۔ منافقین ان کے اس عمل کو بے وقوفی پہ محمول کرتے ہوئے کہتے :

انؤمن کما امن السفھاء	کیا ہم اس طرح ایمان لائیں جس
	طرح یہ بے عقل لوگ ایمان لائے ہیں۔

نہ انہیں جان کی پرواہ نہ اولاد کی اور نہ مال کی۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں، بے عقل یہ نہیں تم بے عقل ہو۔

الا انھم ھم السفھاء	سن لو یہی بے وقوف ہیں مگر وہ
ولکن لا یعلمون	علم نہیں رکھتے۔

گفتگوئے صحابہ کے دو اسلوب

صحابہ کرام کی محبت و ادب کے مظاہرے لاتعداد ہیں۔ ہم یہاں صرف دو کا ذکر ضروری سمجھتے ہیں

(۱) اللہ و رسولہ اعلم

صحابہ آپ کی بارگاہ میں حاضر ہوتے۔ آپ ان سے کوئی سوال فرماتے تو جاننے کے باوجود عرض کرتے "اللہ و رسولہ اعلم (اللہ اور اس کا رسولؐ ہی بہتر جانتے ہیں)۔ مقام عرفات میں آپ نے ہزارہا صحابہ کو مخاطب کر کے پوچھا آج کون سا دن ہے؟ عرض کیا "اللہ و رسولہ اعلم"۔ فرمایا کون سا مقام ہے؟ عرض اللہ و رسولہ اعلم۔" فرمایا یہ کون سا مہینہ ہے؟ عرض کیا "اللہ و رسولہ اعلم"——— حالانکہ

وہ مقام، مہینہ اور دن کے بارے میں جانتے تھے مگر ادب کرتے ہوئے عرض کیا اللہ اور اس کا رسول ہی بہتر جانتے ہیں۔ اس مقام پر امام بدرالدین عینی ایک سوال نقل کرتے ہیں:

لم کان جوابھم عند کل سؤال	صحابہ ہر سوال کے جواب میں "اللہ و
بقولھم اللہ و رسولہ اعلم	رسولہ اعلم" کیوں کہتے رہے؟

اس کا جواب دیتے ہیں:

انما کان ذلک من ادبھم	ان کا یہ عمل کمالِ ادب پر محمول ہے۔

(عمدۃ القاری، ۲: ۳۹)

ہمارے لیے بھی ضروری ہے کہ ہم یہی عقیدہ رکھیں اور اسے بیان کریں کہ ہر معاملہ میں اللہ اور اس کا رسول ہی بہتر جانتے ہیں۔

(۲) بابی انت وامی یارسول اللہ

صحابہ کا دوسرا اسلوبِ گفتگو یہ تھا کہ وہ جب بھی آپ سے ہم کلامی کا شرف پاتے خواہ سوال کی صورت میں یا جواب کی صورت میں، توزیرِ بحث مسئلہ پر گذارش کرنے سے پہلے عرض کرتے "بابی انت وامی یارسول اللہ" (یارسول اللہ آپ پر میرے والدین فدا ہوں) حضور علیہ السلام جب کسی صحابی کو یاد فرماتے تو وہ حاضر ہو کر سلام عرض کرتے اور یہی کلمات کہتے "بابی انت وامی یارسول اللہ" آئیے یہاں چند برگزیدہ صحابہ کے اس مبارک اسلوب کا تذکرہ کریں:

۱۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ایک دن حضرت ابوبکر اور حضرت عمر رضی اللہ عنہما مسجد نبوی میں منبر رسول کے پاس بیٹھے ہوئے تھے سرورِ کون و مکان صلی اللہ علیہ وسلم اپنے دولت کدہ سے باہر تشریف لائے۔ حضرت ابوبکر نے

آپ کی داڑھی مبارک میں سفید بال دیکھ کر عرض کیا:

بابی وامی لقد اسرع فیک	میرے ماں باپ قربان آپ پر بڑھاپا
الشیب فذرفت عینا ابی بکر	جلدی آگیا۔ اس کے بعد ابوبکر کی
	آنکھوں سے آنسوؤں کی جھڑی لگ گئی۔

اس پر آپ نے فرمایا مجھے سورۂ ھود اور اس کی مثل دوسری سورتوں نے بوڑھا کر دیا ہے۔ (طبقات ابن سعد)

۲۔ "لَآ اُقْسِمُ بِهٰذَا الْبَلَدِ وَاَنْتَ حِلٌّ بِهٰذَا الْبَلَدِ" کی تفسیر میں حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ سے جو قول منقول ہے۔ اہل ایمان و محبت کے دلوں کی ٹھنڈک ہے۔ آپ اپنے پیارے آقا کے حضور عرض کرتے ہیں۔

بابی انت وامی یارسول اللہ	یارسول اللہ آپ پر میرے ماں باپ
قد بلغت من الفضیلۃ	فدا ہوں۔ اللہ تعالیٰ کے ہاں آپ
عندہ ان اقسم بتراب قدمیہ	کا کتنا مقام ہے؟ کہ اس نے آپ
فقال لا اقسم بھذا البلد۔	کے مبارک قدموں سے مس ہونے

والی مٹی کی قسم کھاتے ہوئے فرمایا لا اقسم بھذا البلد۔

(نسیم الریاض، ۱: ۱۹۶)

حبیب خدا صلی اللہ علیہ وسلم کا جب وصال ہوا تو حضرت عمر کی زبان پہ بار بار جو کلمات آرہے تھے ان میں سے بعض یہ ہیں:

بابی انت وامی یارسول اللہ	میرے ماں باپ آپ پر قربان آقا
لقد بلغ من تواضعک	آپ نے تواضع میں انتہا کر دی ہمارے
انک جالستنا وتزوجت منا	ساتھ بیٹھے، آپ نے نکاح فرمایا،

واکلت معنا و لبست الصوف وارکبت الدواب وارد فت خلفه ووضعت طعامك علی الارض تواضعاً منك ۔

ہمارے ساتھ کھایا، صوف کا لباس پہنا، سواری پر سوار ہوئے، ہمیں اپنے ساتھ سوار فرمایا اور فرش زمین پر بیٹھ کر کھانا کھایا۔

(الرسول، للدکتور عبدالحلیم محمود شیخ الازہر، ۲۲)

(۴) مشہور تابعی حضرت سعید بن مسیب رضی اللہ عنہ کے صاحبزادے محمد سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کے بارے میں بیان کرتے ہیں کہ وہ جب کسی دیہاتی یا ایسے شخص کو پالیتے جس نے حضور علیہ السلام کی زیارت کا شرف پایا ہوتا تو اسے کہتے آ میں تجھے آپ کے محاسن و شمائل سناتا ہوں اس کے بعد آپ کے حسن و جمال کا تذکرہ کرتے اور آخر میں کہتے :

فدی لك ابی و امی ما رایت مثله ولا بعده

میرے والدین فدا ہوں آپ کی مثل آپ سے پہلے اور بعد میں نے نہیں دیکھی۔

(ابن سعد، ۱: ۱۴۴)

(۵) شاعرِ بارگاہِ رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم اسلام کے مخالفین اور رحمتِ عالم پر طعن کرنے والوں سے یوں مخاطب ہوتے ہیں :

ان ابی و والدتی وعرضی لعرض محمد منکم وقاء

(اے دشمنو! میں اپنے پیارے آقا کی عزت کی حفاظت کی خاطر اپنے ماں باپ اور اپنی عزت کو ڈھال بناتا ہوں)

(۶) حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ غزوہ احد کے موقعہ پر جب بڑا ہی نازک وقت آیا تو اس وقت بھی اللہ کے حبیب میدان میں جرأت مندی کیساتھ کافروں کی طرف بڑھتے رہے۔ حضرت ابوطلحہ انصاری نے جب دیکھا کہ آپ

تنہا ہیں تو انہوں نے یہ کہتے ہوئے آپ کے دفاع کے لیے اپنا سینہ [illegible] کی طرف کر دیا :

بابی انت وامی لا تشرف یصیبك سهم من سهام القوم نحری دونك

میرے ماں باپ قربان آقا آپ دشمن کی طرف نہ جھانکیے کہیں آپ کو تیر نہ لگ جائے، اس کے لئے میرا سینہ حاضر ہے۔

(البخاری، کتاب الجہاد)

یہ جملہ صحابہ کی گفتگو کا حصہ بطور تکیہ کلام ہی نہ تھا بلکہ یہ ان کے ایمان کا تقاضا [illegible] کی وہ آرزو تھی جس کی خاطر وہ تڑپتے تھے کاش وہ لمحہ نصیب ہو جب ہم اپنے [illegible] کے لیے ہر شے نچھاور کر دیں۔ اس کے عملی مظاہرے تاریخ اسلام کے اور [illegible] آج بھی تر و تازہ ہیں :

آپ کے ہوتے ہوئے سب غم ہیچ ہیں

۱۔ حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ کے پوتے اسماعیل بیان کرتے [illegible] کہ غزوہ احد کے موقع پر ایک انصاری صحابیہ کا باپ، بھائی اور خاوند [illegible] تمام شہید ہو گئے۔ جب کوئی اسے ان میں سے کسی کی شہادت کی اطلاع [illegible] دیتا تو وہ اس سے یہی پوچھتی :

این رسول اللہ ؟

رسول اللہ کیسے ہیں؟

تو وہ عرض کرتے کہ آپ بحمد اللہ خیریت سے ہیں تو وہ کہنے لگیں،

ارونیه حتی انظر الیه

مجھے آپ کے پاس لے چلو تاکہ میں اپنی آنکھوں سے آپ کو بخیریت دیکھ [illegible] سکوں۔

کا نام اسلام ٹھہرایا جا رہا ہے۔ ضرورت تھی اس بات کی کہ پھر اس امت کو محبت و تعظیم رسولؐ کا درس دیا جائے تاکہ اس کی سابقہ عزت و عظمت دوبارہ بحال ہو سکے ــــ چنانچہ اس دور زوال میں اس کام کا بیڑا جن لوگوں نے اٹھایا ان میں ڈاکٹر محمد عبدہ یمانی زید مجدہ کا نام سرفہرست ہے۔ انہوں نے اس موضوع پر متعدد کتب لکھ کر اس بے ادبی کے طوفان کے سامنے بند باندھ دیا ہے۔ زیر نظر کتاب بھی اس موضوع پر عظیم شاہکار ہے اس کا نام اصحاب رسولؐ کے استعمال کردہ کلمات کے ساتھ رکھ کر ڈاکٹر صاحب نے متنبہ کیا ہے کہ جب تک ان جیسی محبت نوٹ نہیں آتی کامیابی ممکن نہیں ہے

نماز اچھی حج اچھا روزہ اچھا زکوٰۃ اچھی
مگر میں باوجود اس کے مسلماں ہو نہیں سکتا
نہ جب تک کٹ مروں میں خواجۂ بطحیٰ کی عزت پر
خدا شاہد ہے کامل میرا ایماں ہو نہیں سکتا

نام ہی نہیں، اس کی ہر ہر سطر محبت و عشق اور ادب و تعظیم کا درس ہے۔ اس میں ایسی مہک و خوشبو ہے جو ایمان کو جلا بخشتی ہے۔

کروں تیرے نام پہ جاں فدا

اس کے عربی نام "بابی انت وامی یا رسول اللہ" کا لفظی ترجمہ "میرے ماں باپ آپ پر فدا ہوں یا رسول اللہ" ہے۔ اسی مفہوم کو امام اہل محبت شاہ احمد رضا خاں قادری رحؒ نے اپنے ایک شعر میں بیان کیا ہے ؎

کروں تیرے نام پہ جاں فدا بس ایک جاں دو جہاں فدا
دو جہاں سے بھی نہیں جی بھرا کروں کیا کروڑوں جہاں نہیں

ہم نے اس کے پہلے مصرعے کے نصف کو کتاب کے نام کے طور پر منتخب کیا ہے اللہ تعالیٰ مصنف، مترجم، ناشر، اور معاونین پر اپنا خصوصی لطف و کرم فرمائے۔ اور دیگر اہل درد کو یہ توفیق دے کہ محترم ڈاکٹر صاحب کی دیگر کتب کے تراجم کی اشاعت کا انتظام کریں۔ تاکہ معاشرہ، محبت و تعظیم رسولؐ کی خوشبو سے معطر ہو جائے۔

محمد خاں قادری

جامعہ رحمانیہ ۵۰۵ شادمان لاہور

۲۹ ربیع الاول ۱۴۰۳ھ بروز پیر

نوٹ:

الحمد للہ عقائد اہل سنت پر شیخ محمد بن علوی مالکی کی عظیم کتاب "الذخائر المحمدیہ" کا ترجمہ محترم الحاج لطیف احمد چشتی شائع کر رہے ہیں

(۲۷)

بأبي أنت
وأمّي
يارسول اللّه

الدكتور محمد عبده يماني

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ۝

اِھداء!

اپنے والدِ گرامی کی خدمت میں ——

ان کی اس تربیت کے اعزاز و اعتراف میں —— جس نے میرے دل میں اللہ عزوجل —— اور پیارے آقا حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت کو راسخ کر دیا۔

اور

اپنی والدہ ماجدہ کی روح کے حضور ——

جنہوں نے یہ محبت اپنے دودھ کے ساتھ ہی مجھے ودیعت کر دی!

جزائے تم دونوں کو اللہ تعالیٰ —— بہترین جزا

اور اس کا اجر تمہارے میزان میں رکھے —— اس دن —— جس دن نہ دولت نفع بخش ہوگی —— اور نہ ہی اولاد!

بابی انت وامی یارسول اللہ!

محمد عبدہ یمانی

یکم رمضان ۱۴۰۹ھ

مکۃ المکرمہ

پہلی فصل

آپکا رب آپکی خواہش کی تکمیل میں جلدی فرماتا ہے

یہ دو مباحث پر مشتمل ہے

پہلی بحث

اولاد آدم کا سردار ہوں مگر فخر نہیں

دوسری بحث

اور اللہ تعالیٰ کا آپ پر فضل عظیم

اولاد آدم کا سردار ہوں ——— مگر کوئی فخر نہیں

کیا خوب ہو --- اگر ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت مقدسہ اور حیات طیبہ سے وابستہ ہو جائیں

یہ ---- رسول کریم ---- نبی عظیم ------ جن کو ان کے رب نے ادب سکھایا تو کتنا عمدہ ادب سکھایا' اللہ تعالی نے خود ان کے لئے اس بات کی گواہی دی --- کہ آپ خلق عظیم کے مالک ------ اہل ایمان پر شفقت فرمانے والے ہیں ---- رحمت کی برسات کرنے والے ہیں ---- اس نے آپ کو عطا فرمایا ---- تاج کرامت سے سرفراز فرمایا ---- آپکے راضی ہونے تک مزید عطا کا وعدہ فرمایا ---- اور آپکے پسندیدہ قبلہ کی طرف آپ کو پھیر دیا۔

میرے ماں باپ آپ پر قربان ---- یارسول اللہ ---- صلی اللہ علیک وسلم کون سا شرف آپ کے شرف کے قریب ہو سکتا ہے ؟ ---- چہ جائیکہ وہ اس کے برابر ہو۔ کون سا رتبہ آپ کے رتبہ کی نظیر ہو سکتا ہے؟ چہ جائیکہ اس کا مقابلہ کرے بلکہ انبیاء آپ کے مقام کو کیسے حاصل کر سکتے ہیں ---- اے آسمان! کوئی آسمان بلندی میں تجھ سے بڑھ نہ سکا۔

وہ تو بلندی میں آپ کے قریب بھی نہ آسکے۔ آپ کی چمک ان کی راہ میں حائل ہو گئی' انہوں نے تو لوگوں کے لئے آپکی صفات کی تصویر کشی کی ہے جس طرح پانی ستاروں کی تصویر کشی کرتا ہے۔ اے اللہ تعالی کی ساری مخلوق میں اس کے انتخاب --- سب رسولوں سے بڑھ کر اس کی بارگاہ میں صاحب عزت ---- وہ صفات کمال و جمال جو ان میں متفرق طور پر تھیں ---- وہ سب آپ میں جمع فرمادیں اور پھر صاحب جلال و اکرام نے ---- آپ کو مزید خصائص عطا فرما کر ان سب پر بلند فرمادیا۔

وہ آپ کے لئے گواہی دے رہا ہے ---- کہ آپ صاحب خلق عظیم ہیں آپ اہل ایمان پر شفقت کرنے والے ---- رحم فرمانے والے ہیں۔

جو لوگ آپ کی بیعت کر رہے ہیں ---- وہ اللہ تعالیٰ ہی کی بیعت کر رہے ہیں
جس نے آپکی فرماں برداری کی ---- اس نے اللہ تعالیٰ ہی کی فرماں برداری کی
اور وہ جلد ہی آپ کو اس قدر نوازے گا کہ آپ خوش ہو جائیں گے۔ ارشاد باری
تعالیٰ ہے

ولسوف یعطیک ربک فترضی(۱) (آپ کا رب آپ کو اس قدر عطا کرے گا کہ
آپ راضی ہو جائیں گے۔)

میرے ماں باپ آپ پر قربان ---- یارسول اللہ ---- صلی اللہ علیک وسلم
آپ اللہ تعالیٰ کے ہیں ---- وہ آپ کا ہے۔ جب مخلوق میں سب سے بڑھ کر اس
کی رضا جوئی میں آپ کوشاں ہیں ---- تو اس نے بھی رضا جوئی کے لئے آپ کو
سب سے خاص کر لیا۔ ارشاد فرمایا

قد نری تقلب وجہک فی السماء فلنولینک قبلۃ ترضھا(۲) (آپ کا بار بار
آسمان کی طرف تکنا ہم دیکھ رہے ہیں۔ ہم ضرور آپ کو آپکے پسندیدہ قبلہ کی طرف
پھیر دیں گے) ----باری تعالیٰ نے اسطرح ارشاد نہیں فرمایا----ہمارے
پسندیدہ قبلہ کی طرف----اگر وہ آپ کو اپنے پسندیدہ قبلہ کی طرف پھیر دیتا
----تو یہ بھی آپکا ہی پسندیدہ قبلہ ہوتا----کیونکہ آپ اسی کو پسند کرتے ہیں
جسکو وہ پسند کرتا ہے لیکن اللہ تعالیٰ نے سب انسانوں، جنوں، فرشتوں اور اس تمام
مخلوق پر----جس کو فقط وہی جانتا ہے---- آپکے اس اعزاز اور خصوصیت
----اس برتری اور اس مرتبہ کو واضح کرنا ہے----جو فقط آپکے ساتھ ہی
مختص ہے----اللہ تعالیٰ جانتا ہے کہ اپنی رسالت سے کسے سرفراز فرمائے۔

حضرت موسیٰ ----علیہ السلام اللہ تعالیٰ کے رسول ہیں ----اپنی نگرانی
میں ان کی پرورش فرمائی ----طور کی دائیں جانب سے ان کو آواز دی
----راز کی باتیں کرنے کے لئے قریب کیا ----اور ان سے کلام فرمایا
----بارگاہ رب العزت میں عرض کر رہے ہیں

وعجلت الیک رب لترضی (۳)(اے میرے پروردگار! تیری بارگاہ میں جلدی
جلدی اس لئے حاضر ہو گیا ہوں کہ تو راضی ہو جائے)۔ ساری مخلوق پر آپ کی
فضیلت کا اظہار اور اس بات پر تنبیہہ کرنے کے لئے کہ آپ کا رتبہ سب رسولوں
سے بلند ہے باری تعالیٰ خود ارشاد فرما رہا ہے: **ولسوف یعطیک ربک فترضی (۴)**
(اور جلد ہی آپ کا رب آپ کو اسقدر عطا فرمائے گا ----کہ آپ راضی ہو جائیں
گے)۔ کیا موسیٰ ----علیہ السلام نے خود عرض نہیں کی؟

رب اشرح لی صدری(۵) (اے میرے پروردگار میرا سینہ کشادہ فرمادے)
جو پاس نہ تھا ---- مانگا---- تو باری تعالیٰ نے طلب کے بعد عطا فرمایا ---- اور
آپ سے اس امر کو باری تعالیٰ نے خود جان لیا ---- آپ کے طلب کرنے سے پہلے
ہی عطا میں جلدی کی ---- فرمایا!

الم نشرح لک صدرک(۶)
(ہم نے آپکی خاطر آپ کے سینہ کو کشادہ فرما نہیں دیا)
کس قدر سچ کہا ---- ہماری والدہ ---- ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ ----
رضی اللہ عنہا نے!

"ماازی ربک الا یسارع فی ھواک"(۷)
"میں نے آپ کے رب کو ---- آپکی خواہش کی تکمیل میں جلدی کرتے ہی دیکھا
ہے"
سچ ہے---- ایک رب نے آپ کو ادب سکھایا ---- تو خوب ادب سکھایا۔
اصحاب موسیٰ ---- علیہ السلام ---- نے کہا

انا لمدرکون(۸)
(ھائے ہم تو یقیناً پکڑ لئے جائیں گے)
تو ان کو حضرت موسیٰ ---- علیہ السلام نے فرمایا

کلا ان معی ربی سیھدین۔(۹)

(ہرگز نہیں! بلاشبہ میرے ساتھ تو میرا رب ہے وہ ضرور مجھے راہ دے گا"۔
لیکن غار ثور میں جب حضرت ابوبکر صدیق ---- رضی اللہ عنہ آپ کے بارے میں خوفزدہ ہوئے تو آپ نے انہیں ارشاد فرمایا:

"لا تحزن ان اللہ معنا"(۱۰)

(ہرگز حزن نہ کیجئے---- یقیناً اللہ تعالیٰ ہمارے ساتھ ہے۔)

سیدنا ---- حضرت موسیٰ ---- علیہ السلام نے معیت الٰہی کو صرف اپنے ساتھ مخصوص کیا۔ لیکن ہمارے آقا---- صلی اللہ علیہ وسلم نے اس پاکیزہ معیت خداوندی کو عام کردیا یہ آپ تک ہی محدود نہ رہی---- بلکہ آپ کے ساتھی پر بھی سایہ فگن ہوگئی۔

ولقد فضلنا بعض النبین علی بعض(۱۱)

(ہم نے بے شک بعض انبیاء کو بعض پر فضیلت عطا کی)

ورفع بعضھم درجت(۱۲)

(اور ان میں سے بعض کے درجات بلند کردئے)

لیکن آپ ---- قربان ہوں آپ پر میرے ماں باپ --- یارسول اللہ صلی اللہ علیک وسلم ---- آپ کا درجہ سب سے بلند ہے---- آپ کا رتبہ سب سے اونچا ہے۔ کیا آپ نے ارشاد نہیں فرمایا---- صلی اللہ علیک وسلم
جس کو امام مسلم ---- رحمہ اللہ نے حضرت ابو ھریرہ --- رضی اللہ عنہ ---- سے روایت کیا ہے۔

انا سید ولد ادم یوم القیامہ واول من ینشق عنہ القبر واول شافع واول مشفع (۱۳)

(قیامت کے دن اولاد آدم کا سردار میں ہی ہونگا---- سب سے پہلے میری ہی قبر کھلے گی ---- سب سے پہلے میں ہی شفاعت کرونگا---- اور سب سے پہلے میری ہی شفاعت قبول ہوگی)

کیا آپ نے ارشاد نہیں فرمایا:
میں اپنی امت کے پل صراط پر گزرنے کا انتظار کرتا کھڑا ہوں گا تو میرے پاس حضرت عیسیٰ ---- علیہ السلام ---- تشریف لائیں گے۔ کہیں گے۔ یہ انبیاء ہیں۔ آپ کی بارگاہ میں حاضر ہوئے ہیں ---- یا محمد ---- صلی اللہ علیہ وسلم ---- آپ سے التجا کررہے ہیں ---- اور اپنی پریشانی کی وجہ سے اللہ رب العزت کی بارگاہ میں دعا کررہے ہیں۔ کہ جہاں چاہے سب امتوں کو منتشر کردے حالانکہ تمام لوگ اپنے مونہوں تک پسینہ میں شرابور ہوں گے۔
تو آپ ---- صلی اللہ علیک وسلم ---- حضرت عیسیٰ ---- علیہ السلام سے فرمائیں گے
آپ میرے واپس آنے کا انتظار کیجئے---- پھر نبی علیہ الصلوۃ والسلام تشریف لے جائیں گے اور عرش کے نیچے جلوہ افروز ہوں گے تو آپ کو ایسے کلمات عطا ہوں گے۔ جو نہ کسی منتخب فرشتہ کو حاصل ہوئے اور نہ کسی نبی مرسل کو' اور آپ کی بارگاہ میں حضرت عیسیٰ کی عرض ---- **علیک وعلیہ الصلوۃ والسلام یا محمد** ---- کہ یہ انبیاء آپکی بارگاہ میں التجا کرتے آئے ہیں (الخ)(۱۴)
مجھے اس فرمان الٰہی کی یاد دلارہی ہے ---- یارسول اللہ ---- علیک الصلوۃ والسلام

ولو انھم اذ ظلموا انفسھم جاؤ ک فاستغفر واللہ واستغفر لھم الرسول لوجدوا اللہ توابا رحیما(۱۵)

(اگر یہ لوگ خود پر ظلم کر بیٹھیں تو آپکی بارگاہ میں حاضر ہوں۔ اللہ تعالیٰ سے بخشش طلب کریں۔ اور رسول کریم بھی ان کے لئے مغفرت طلب کریں۔ تو وہ ضرور اللہ تعالیٰ کو بہت زیادہ توبہ قبول فرمانے والا---- اور رحم کرنے والا پائیں گے)
یہ کتنی بڑی عظمت ہے ---- یہ کس قدر بلند مقامات ہیں ---- انکا اپنا بخشش طلب کرنا ان کو بالکل فائدہ نہ دے گا---- جب تک وہ پہلے آپ کی بارگاہ

میں حاضر نہ ہوں اور ان کے استغفار کے بعد آپ ان کے لئے استغفار نہ کریں ---- ہاں اسی صورت میں وہ اللہ تعالیٰ کو تواب اور رحیم پائیں گے۔ آپ کے بارے میں یہ فرمان الٰہی کافی ہے

وما کان اللہ لیعذبہم وانت فیہم (۱۶)

جب تک ان میں آپ تشریف فرما ہیں۔ ہرگز اللہ تعالیٰ ان کو عذاب نہ دے گا اور

وما ارسلنک الا رحمۃ للعلمین (۱۷)

(آپ کو تو سب جہانوں کے لئے رحمت کاملہ بنا کر بھیجا ہے)

سچ ہے ---- آپ اسی طرح ہیں ---- جس طرح حضرت مسلم ---- رحمہ اللہ ---- اور دوسرے ائمہ کرام نے حضرت ابو ہریرۃ ---- رضی اللہ عنہ ---- سے روایت کیا ہے۔

سید ولد آدم ولا فخر (۱۸)

(اولاد آدم کا سردار ہوں ---- اور کوئی فخر نہیں۔)

جی ہاں ---- لیکن ---- کیسا فخر ---- یہ تو بلاشک و شبہ ایسا فخر ہے جس سے گردنیں عاجز ہیں ---- جس کی طرف امیدیں نگاہ اٹھانے سے قاصر ہیں۔

جس کو وہ چاہتا ہے ---- اپنی رحمت سے خاص فرمالیتا ہے۔

جس کو وہ مختص کرنا چاہے گا تو آپکی تمام خصوصیات میں سے بعض ہی عطا فرمائے گا۔

صلوات اللہ علیک وسلامہ

(۲) اللہ تعالیٰ کا آپ پر فضل عظیم

جس طرح آپ کو ادب سکھایا ---- یارسول اللہ صلی اللہ علیک وسلم ---- آپکے پروردگار نے تو کس قدر اعلیٰ ادب سکھایا ---- اور آپ کے علاوہ کسی کو بھی اس ادب کے ساتھ مختص نہ کیا ---- تمام انسانوں کو بھی آپکے کمال ادب کا حکم دیا اور اس کی ابتداء انبیاء ---- صلوات اللہ وسلامہ علیہم سے کی، فرمایا:

واذ اخذ اللہ میثاق النبین لما اتیتکم من کتاب وحکمۃ ثم جاء کم رسول مصدق لما معکم لتؤمنن بہ ولتنصرنہ قال اقررتم واخذتم علی ذلکم اصری قالوا اقررنا قال فاشہدوا وانا معکم من الشہدین (۱۹)

(اور یاد کیجئے ---- جب اللہ تعالیٰ نے انبیاء سے پختہ وعدہ لیا۔ تمہیں قسم ہے اس کتاب و حکمت کی جو تمہیں عطا فرماؤں گا۔ تمہارے پاس تمہاری کتابوں کی تصدیق فرماتے ہوئے رسول تشریف لائیں۔ تو تم ان پر ضرور ایمان لانا۔ اور انکی ضرور ضرور مدد کرنا فرمایا۔ کیا تم نے اقرار کر لیا اور تم نے اس پر میرا بھاری ذمہ اٹھا لیا۔ سب نے عرض کی ہم نے اقرار کیا۔ فرمایا۔ تو گواہ رہنا میں بھی تمہارے ساتھ گواہوں سے ہوں)۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا

ما بعث اللہ نبیا من الانبیاء الا اخذ علیہ المیثاق لئن بعث اللہ محمدا وہو حی لیؤمنن بہ ولینصرنہ (۲۰)

(انبیاء میں سے جس نبی کو بھی اللہ تعالیٰ نے مبعوث فرمایا۔ اس سے پختہ وعدہ لیا کہ اگر تمہاری زندگی میں اللہ تعالیٰ نے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کو مبعوث فرمایا۔ تو تم ان پر ضرور ایمان لاؤ گے اور ضرور ان کی مدد کرو گے)

ذرا اس عظمت کا تصور کیجئے ---- جس سے بڑھ کر کوئی عظمت نہیں، دیکھئے اس رتبہ کو ---- جس سے بلند کوئی رتبہ نہیں، یہ تو اللہ تعالیٰ کا فضل ہے جس کو چاہتا ہے عطا فرماتا ہے۔ اسی لئے جب حضرت عیسیٰ علیہ السلام نزول فرمائیں گے ---- تو ہمارے کتاب قرآن سے ہی فیصلے فرمائیں گے۔ ہماری ہی شریعت پر عمل کریں گے۔ سید المرسلین کے کمال ادب کی خاطر امام مہدی کے پیچھے نماز ادا فرمائیں گے جو ہم میں سے ہیں اور خود امامت نہیں کروائیں گے، حدیث صحیح میں ہے۔

کیف انتم اذا نزل ابن مریم فیکم وامامکم منکم (۲۱)

(تمہاری کیا شان ہوگی جب ابن مریم علیہ السلام تم میں تشریف لائیں گے تو

تمہارا امام تم سے ہی ہوگا)

رسولوں میں سے کسی رسول کی بارگاہ میں ---- سوائے سید الاولین والاخرین کے آواز پست رکھنے کا حکم نہیں فرمایا

یا یھا الذین امنو الا ترفعوا صواتکم فوق صوت النبی و لا تجھروا لہ بالقول کجھر بعضکم لبعض۔(۲۲)

(اے ایمان والو! اپنی آوازیں نبی کریم علیہ الصلوۃ والسلام کی آواز سے بلند نہ کرو اور نہ زور سے آپ کے ساتھ بات کرو جس طرح تم ایک دوسرے سے بات کرتے ہو)

آپکی بارگاہ میں پستی آواز کو علامت تقوی قرار دیا۔

ان الذین یغضون اصواتھم عند رسول اللہ اولئک الذین امتحن اللہ قلوبھم للتقوی۔ (۲۳)

(جو لوگ اپنی آوازیں اللہ کے رسول کے حضور پست رکھتے ہیں۔ ان ہی کے دلوں کو اللہ تعالی نے تقوی کے لئے مختص کردیا ہے) ---- اور آپ کے حضور بلندی آواز کو ضیاع اعمال کا سبب قرار دیا

و لا تجھروا لہ بالقول کجھر بعضکم لبعض ان تحبط اعمالکم و انتم لا تشعرون (۲۴)

(اور زور سے آپ سے بات نہ کرو۔ جس طرح تم ایک دوسرے سے کرتے ہو کہیں تمہارے اعمال ضائع نہ ہوجائیں اور تمہیں خبر تک بھی نہ ہو۔)

بلکہ آپ کے حکم کی مخالفت کرنے ولاوں کو ڈرایا

ان تصیبھم فتنۃ او یصیبھم عذاب الیم(۲۵)

(انہیں کوئی مصیبت نہ پہنچے یا انہیں دردناک عذاب نہ آلے۔)

آپکے حکم کو اپنا حکم قرار دیا۔ جس طرح آپ کی اطاعت کو اپنی اطاعت قرار دیا۔

من یطع الرسول فقد اطاع اللہ(۲۶)

(جس نے رسول کی اطاعت کی اسنے اللہ تعالی کی ہی اطاعت کی۔)

اسی طرح آپکی بیعت کو اپنی بیعت قرار دیا۔

ان الذین یبایعونک انما یبایعون اللہ(۲۷)

(جو آپکی بیعت کررہے ہیں وہ اللہ ہی کی بیعت کررہے ہیں۔)

اولاد آدم کے سرتاج کے علاوہ رسولوں میں سے کسی رسول کی امت کو ---- نبی کے نام سے مخاطب کرنے سے نہیں روکا۔ لیکن آپ کے لئے فرمایا:

لا تجعلوا دعاء الرسول بینکم کدعاء بعضکم بعضا(۲۸)

(رسول کریم کو اس طرح نہ پکارو جس طرح تم ایک دوسرے کو پکارتے ہو۔)

ابن عباس۔ مجاھد۔ سعید بن جبیر رضی اللہ عنھم بیان کرتے ہیں۔

کانوا یقولون یا محمد یا ابا القاسم فنھاھم اللہ عز و جل عن ذلک اعظاما لنبیہ صلی اللہ علیہ وسلم و امرھم ان یقولوا یا نبی اللہ یا رسول اللہ (۲۹)

(کہ لوگ یا محمد یا ابو القاسم کہا کرتے تھے تو اللہ تعالی نے اپنے نبی کی عظمت کی خاطر اس سے روک دیا اور حکم فرمایا کہ کہا کرو یا نبی اللہ۔ یا رسول اللہ!)

پہلی امتیں اپنے انبیاء کو ان کے ناموں سے پکارتی تھیں جس طرح اللہ تعالی نے خبر دی ہے

قالوا یا نوح قد جادلتنا فاکثرت جدالنا(۳۰)

(بولے اے نوح! تم نے ہم سے جھگڑا کیا۔ اور جھگڑے کو بہت طول دیا۔)

یا صالح قد کنت فینا مرجوا قبل ھذا۔(۳۱)

(اے صالح تم ہم سے ہی تھے جن سے پہلے امیدیں وابستہ تھیں)

یا عیسی ابن مریم ھل یستطیع ربک(۳۲)

(اے عیسی ابن مریم کیا تمہارا رب طاقت رکھتا ہے؟)

قالوا یا موسی ادع لنا ربک(۳۳)

(کہنے لگے اے موسیٰ ہمارے لئے اپنے پروردگار سے طلب کیجئے)

رہا آپ کا معاملہ تو آپ کو ـــــ آپ کا پروردگار بھی ـــــ آپ کے نام سے خطاب نہیں فرماتا بلکہ وہ تو آپکی عظمت کے اظہار کی خاطر آپ کو وصف نبوت ورسالت سے مخاطب کرتا ہے

یاایھاالنبی اتق اللہ(۳۴)

(اے نبی مکرم اللہ سے ڈرتے رہئے)

یاایھاالنبی حسبک اللہ(۳۵)

(اے نبی معظم آپ کو اللہ ہی کافی ہے)

یاایھاالنبی اذا طلقتم النساء(۳۶)

(اے نبی محتشم جب تم عورتوں کو طلاق دے دو)

یاایھاالرسول لا یحزنک الذین یسارعون فی الکفر(۳۷)

(اے رسول پاک کفر میں تیز رو لوگ آپ کو غمگین نہ کریں)

یاایھاالرسول بلغ ما انزل الیک(۳۸)

(اے رسول کریم جو آپ کی طرف نازل ہوا پہنچا دیجئے)

اور باقی تمام انبیاء کو ناموں سے پکارا

یادم اسکن انت وزوجک الجنۃ(۳۹)

(اے آدم آپ اور آپکی رفیقہ حیات جنت میں ٹھہریں۔)

یاموسی انی اصطفیتک علی الناس(۴۰)

(اے موسیٰ میں نے تم کو تمام لوگوں پر سرفراز فرمایا)

یانوح اھبط بسلام منا(۴۱)

(اے نوح ہماری طرف سے امن و سلامتی کے ساتھ اتریئے۔)

یاابراھیم قد صدقت الرؤیا(۴۲)

(اے ابراہیم آپ نے خواب سچ کر دکھایا۔)

یایحیی خذ الکتاب۔(۴۳)

(اے یحیی کتاب تھامئے)

یاعیسی ابن مریم اذکر نعمتی علیک(۴۴)

(اے عیسی ابن مریم خود پر نازل ہونے والی میری نعمت یاد کیجئے)

یاداود انا جعلنک خلیفۃ فی الارض(۴۵)

(اے داؤد ہم نے آپ کو زمین پر خلیفہ بنادیا)

انبیاء میں سے کوئی بھی ایسا نبی نہیں ہے کہ جب اس کی قوم نے اس پر تہمت لگائی ہو تو اللہ تعالی نے خود دفاع فرمایا ہو۔ مگر ہمارے آقا صلی اللہ علیہ وسلم ـــــ جب قوم نے آپ کو کاھن کہا تو فورا فرمایا

ولا بقول کاھن(۴۶)

(یہ کاھن کا تو قول نہیں ہے)

اور جب انہوں شاعر کہا تو فرمایا

وما علمناہ الشعر وما ینبغی لہ(۴۷)

اور ہم نے آپ کو شعر کی تعلیم ہی نہیں دی اور نہ یہ آپ کے مناسب ہے)

اور جب انہوں نے گمراہ کہا تو فورا فرمایا:

ماضل صاحبکم وما غوی(۴۸)

(تمہارا ساتھی راہ حق سے نہ بھٹکا نہ بہکا)

اور جب مجنون کہا تو فرمایا:

وما انت بنعمۃ ربک بمجنون(۴۹)

(آپ اپنے رب کے فضل سے مجنون نہیں ہیں)

انھوں نے جب آپ کو افترا پرداز کہا تو فرمایا

انما یفتری الکذب الذین لا یؤمنون بایت اللہ واولئک ھم الکذبون(۵۰)

(بے شک جھوٹ تو وہی گھڑتے ہیں جو احکام الہی پر ایمان نہیں رکھتے اور جھوٹ بکنے والے تو یہ ہی ہیں۔)

یہ کیسی دلکش محبت ہے؟

حالانکہ آپ سے پہلے امتیں جب انبیاء سے جھگڑتیں تو وہ اپنا دفاع خود ہی کرتے تھے۔

قوم نوح نے جب نوح علیہ السلام سے کہا

انا لنراک فی ضلال مبین(۵۱)

(ہم تو آپ کو کھلی گمراہی میں دیکھ رہے ہیں) تو حضرت نوح علیہ السلام نے اپنا دفاع خود کرتے ہوئے کہا

یا قوم لیس بی ضلالۃ ولکنی رسول من رب العلمین(۵۲)

(اے میری قوم مجھ میں ذرا بھی گمراہی نہیں' میں تو سب جہانوں کے رب کا رسول ہوں)

اللہ تعالیٰ نے حضرت ہود علیہ السلام کا ذکر کرتے ہوئے ارشاد فرمایا:

قال الملأ الذین کفروا من قومہ انا لنراک فی سفاھۃ وانا لنظنک من الکاذبین

قال یا قوم لیس فی سفاھۃ ولکنی رسول من رب العلمین(۵۳)

(آپ کی قوم کے کافر سردار کہنے لگے ہم تو خیال کرتے ہیں کہ تم نرے نادان ہو اور ہم گمان کرتے ہیں کہ تم جھوٹوں سے ہو تو ھود (علیہ السلام) نے کہا اے میری قوم مجھ میں ذرہ بھی نادانی نہیں میں تو رب العلمین کا رسول ہوں۔)

فرعون نے موسیٰ علیہ السلام سے کہا۔

انی لاظنک یا موسی مسحورا(۵۴)

(اے موسیٰ میں تو خیال کرتا ہوں کہ آپ پر جادو کردیا گیا ہے۔)

تو موسیٰ علیہ السلام نے ارشاد فرمایا

انی لاظنک یا فرعون مثبورا(۵۵)

(اے فرعون۔ میں خیال کرتا ہوں کہ تو ہلاک کردیا جائیگا۔)

آج تک باری تعالیٰ نے کسی کی زندگی کی قسم نہیں کھائی ——— نہ کسی نبی مرسل کی

زندگی کی نہ کسی مقرب فرشتہ کی زندگی کی ——— قسم کھائی ہے تو صرف سید الخلق صلی اللہ علیہ وسلم کی حیات طیبہ کی اور اس قسم سے آپ کی رفعت مکانی کو واضح کردیا۔ کیوں کہ قسم کسی معظم ہستی کی ہی کھائی جاتی ہے۔

باری تعالیٰ نے ارشاد فرمایا "لعمرک" آپ کی حیات طیبہ کی قسم۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔

ما خلق اللہ خلقا احب الیہ من محمد صلی اللہ علیہ وسلم وما سمعت عز وجل اقسم بحیاۃ احد الا بحیاتہ فقال لعمرک انہم لفی سکرتہم یعمھون۔ وحیاتک انہم لفی سکرتہم یعمھون(۵۶)

(اللہ تعالیٰ نے محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے زیادہ محبوب کوئی پیدا ہی نہیں کیا اور آپ کی حیات مقدسہ کے علاوہ نہ ہی کسی کی زندگی کی قسم یاد کی' فرمایا۔ آپ کی زندگی کی قسم وہ تو اپنی طاقت کے نشے میں بہکے بہکے پھر رہے ہیں۔)

اس سے بڑھ کر آپ پر اللہ تعالیٰ کا کیا لطف و احسان ہوگا کہ اس نے ذکر کئے بغیر آپ کے اگلے پچھلے معاملات پر بخشش کا مژدہ سنادیا

انا فتحنا لک فتحا مبینا لیغفر لک اللہ ما تقدم من ذنبک وما تاخر ویتم نعمتہ علیک ویھدیک صراطا مستقیما۔(۵۷)

(یقیناً ہم نے آپ کو شاندار فتح عطا کی تاکہ اللہ تعالیٰ آپ کی (امت کے) گزشتہ و آئندہ تمام معاملات پر درگذر فرمادے۔ اور اپنے انعام کو آپ پر مکمل فرمادے۔ اور آپ کو سیدھی راہ دکھادے۔) جبکہ دوسرے انبیاء کے احوال کی طرف پہلے اشارہ کیا۔ پھر ان پر اپنی توجہ اور رحمت کا ذکر کیا۔

حضرت آدم کے بارے میں کہا۔

وعصی ادم ربہ فغوی ثم اجتباہ ربہ فتاب علیہ وھدی۔(۵۸)

(اور آدم سے اپنے رب کے حکم میں لغزش واقع ہوئی تو جو مطلب چاہا تھا اس کی راہ نہ پائی پھر ان کو ان کے رب نے چن لیا۔ ان پر نظر کرم فرمائی اور اپنے قرب

خاص کی راہ دکھائی۔)

حضرت موسیٰ علیہ السلام کے بارے میں کہا:

قال رب انی ظلمت نفسی فاغفر لی فغفر لہ انہ ھو الغفور الرحیم (۵۹)

(اے میرے رب میں اپنی جان پر ظلم کر بیٹھا مجھے معاف فرمادے۔ تو معاف فرمادیا بے شک وہ غفور و رحیم ہے۔)

حضرت داؤد کا ذکر کرتے ہوئے کہا

قال لقد ظلمک بسئوال نعجتک الی نعاجہ وان کثیرا من الخلطاء لیبغی بعضھم علی بعض الا الذین امنوا وعملوا الصلحت وقلیل ماھم وظن داود انما فتناہ فاستغفر ربہ وخر راکعا واناب ○ فغفرنا لہ ذلک وان لہ عندنا لزلفی وحسن ماب (۶۰)

(بے شک اس نے یہ مطالبہ کر کے کہ میری دنبی کو اپنی دنبیوں سے ملادے، ظلم کیا ہے اور اکثر حصہ دار ایک دوسرے پر زیادتی کرتے ہیں۔ اہل ایمان اور اعمال صالحہ کرنے والوں کے علاوہ ــــ اور ایسے لوگ بہت تھوڑے ہیں تو داؤد کو خیال آگیا ــــ کہ ہم نے اسے آزمایا ہے ــــ تو وہ اپنے رب سے معافی مانگنے لگ پڑے ــــ اور رکوع میں گر پڑے اور دل و جان سے اس کی طرف متوجہ ہوگئے تو ہم نے انہیں معاف کر دیا اور انکا تو ہمارے ہاں بڑا قرب اور خوبصورت انجام ہے۔)

حضرت سلیمان کے بارے میں کہا

ولقد فتنا سلیمان والقینا علی کرسیہ جسدا ثم اناب قال رب اغفر لی وھب لی ملکا لا ینبغی لاحد من بعدی انک انت الوھاب ○ فسخرنا لہ الریح (۶۱)

(اور ہم نے سلیمان کو آزمائش میں ڈال دیا ــــ اور ان کے تخت پر ایک بے جان جسم ڈال دیا۔ پھر وہ ہماری طرف متوجہ ہوئے، عرض کی میرے رب مجھے معاف فرمادے اور مجھے ایسی حکومت عطا فرمادے جو میرے بعد کسی کو میسر نہ ہو بے شک تو ہی بے انداز عطا فرمانے والا ہے۔ تو ہم نے ہوا کو آپکا فرمانبردار بنادیا۔

ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے علاوہ کوئی نبی بھی ایسا نہیں کہ اس نے آسمانوں کی طرف اپنے رب سے محو کلام ہونے کے لئے صعود کیا ہو۔ اور پھر واپس زمین کی طرف لوٹا ہو ــــ ہاں عیسیٰ علیہ السلام نے آسمان کی طرف رفع فرمایا ــــ اور وہ ضرور زمین کی طرف نزول بھی فرمائیں گے ــــ لیکن کسی نئی شریعت کے ساتھ نہیں تشریف لائیں گے ــــ وہ سید المرسلین کی اتباع ہی کریں گے۔

ہاں ہاں ــــ ہوا حضرت سلیمان کے لئے مسخر کردی گئی ــــ علیہ وعلی نبینا السلام ــــ ایک ماہ کی مسافت صبح کو ــــ ایک ماہ کی مسافت شام کو ــــ لیکن تاجدار کائنات ــــ ہمارے سردار حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے اس پر پچاس ہزار سال کا فاصلہ طے کیا ــــ سدرۃ المنتہیٰ تک ــــ جو آنکھ نے دیکھا وہ دل نے جھٹلایا نہیں ــــ اور نہ آنکھ درماندہ ہوئی نہ حد ادب سے آگے بڑھی۔

آپ پر درود و سلام ہو ــــ اے میرے آقا ــــ اے اللہ کے رسول ــــ جب آپ نے اللہ کے حکم "**واما بنعمۃ ربک فحدث**" (۶۲) اور اپنے رب کی نعمت کو بیان کیجئے) کی تعمیل کرتے ہوئے اس کی عطا کردہ نعمت کو بیان کرتے ہوئے فرمایا:

مجھے پانچ ایسی نعمتوں سے نوازا ــــ جن سے مجھ پہلے کسی کو بھی سرفراز نہ فرمایا گیا۔ ایک ماہ کی مسافت پر رعب سے مدد کی گئی۔ اور میرے لئے ساری روئے زمین کو مسجد اور پاکیزہ بنادیا۔ جہاں پر بھی میری امت کے کسی فرد پر نماز کا وقت آجائے وہ نماز ادا کرے۔ اور میرے لئے غنیمتوں کو حلال کردیا حالانکہ مجھ سے پہلے کسی ایک کے لئے بھی حلال نہ کی گئیں ــــ مجھے مسند شفاعت سے نوازا گیا۔ اور نبی تو خاص خاص قوموں کی طرف بھیجے جاتے تھے اور مجھے سب لوگوں کی طرف مبعوث کیا گیا۔ (۶۳)

بعثت بجوامع الکلم ونصرت بالرعب وبینما انا نائم اوتیت بمفاتیح خزائن الارض فوضعت بین یدی (۶۴)

(مجھے جامع کلمات کے ہمراہ بھیجا گیا، رعب سے میری مدد کی گئی، سوتے ہوئے مجھے

زمین کے سب خزانوں کی چابیاں میرے ہاتھ دیدی گئیں۔)

حضرت ابو ہریرۃ رضی اللہ عنہ نے فرمایا

فذھب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وانتم تنثلونہا۔(۶۵)

(رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تو تشریف لے گئے اور تم ان سے فیضیاب ہو رہے ہو)

اور فرمایا

ان اللہ فضلنی علی الانبیاء او قال امتی علی الامم واحل لنا الغنائم(۶۶)

(بے شک اللہ تعالیٰ نے مجھے سب انبیاء پر فضیلت عطا فرمائی۔)

یا فرمایا

(میری امت کو سب امتوں پر اور ہمارے لئے غنیمتوں کو حلال فرمایا)

اور فرمایا

ما من نبی من الانبیاء الا قد اعطی من الایات ما مثلہ امن علیہ البشر وانما کان اوتیت وحیا اوحاہ الی فارجو انا اکثرھم تابعا یوم القیامہ(۶۷)

(انبیاء میں سے ہر نبی کو ایسے معجزات عطا کیے گیے جن کی شان یہ تھی کہ جو انسان ان کا مشاہدہ کرتا ایمان لے آتا۔ اور مجھے تو قرآن عطا کیا گیا۔ امید کامل ہے قیامت کے روز سب سے زیادہ متبعین میرے ہوں گے)

اس کے علاوہ اور بھی متعدد احادیث ہیں مگر انہی پر اکتفا کرتے ہیں۔

میرے ماں باپ آپ پر قربان ـــــ اے میرے آقا ـــــ اے اللہ کے رسول ـــــ اے اولاد آدم کے سردار ـــــ اے اللہ کے انتخاب ـــــ اے قلادہ رسالت ـــــ اے دُر بے مثل۔ اے دربار خداوندی میں سب سے زیادہ معزز ـــــ اے اللہ کے ہاں سب سے زیادہ رفیع المنزلت۔ سچ ہے اللہ تعالیٰ نے آپ کے سینہ کو کشادہ فرمادیا ـــــ آپ کا بوجھ اتار دیا ـــــ آپ کے لئے آپ کا ذکر بلند کردیا ـــــ آپ پر کتاب و حکمت کو نازل کیا ـــــ جو آپ نہ جانتے تھے سکھا دیا ـــــ اللہ تعالیٰ کا آپ پر فضل عظیم ہے ـــــ

ان اللہ وملئکتہ یصلون علی النبی یا ایھا الذین امنوا صلوا علیہ وسلموا تسلیما

(بے شک اللہ تعالیٰ اور اس کے سب فرشتے نبی مکرم پر درود بھیجتے ہیں' اے ایمان والو تم بھی ان پر درود بھیجو اور خوب سلام بھیجو) **لبیک اللھم ربنا وسعدیک**

سب قوتیں اور قدرتیں تو تجھ سے ہی ہیں۔ تو اے اللہ تو ہی درود بھیج ـــــ اور سلام بھی۔ ہمارے سردار محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر ـــــ اولین میں ـــــ تو ہی درود بھیج ـــــ اور سلام بھی۔ ہمارے سردار محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر ـــــ آخرین میں ـــــ تو ہی درود بھیج ـــــ اور سلام بھی۔ ہمارے سردار محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر ـــــ ہر لحظہ ـــــ ہر آن تو ہی درود بھیج ـــــ اور سلام بھی ہمارے سردار محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر ـــــ ملأ اعلیٰ میں ـــــ قیامت تک ـــــ اے اللہ آپکی سنت پر ہی ہمیں زندہ رکھ ـــــ اور آپکی ملت پر ہی ہمیں موت دے ـــــ اور ہمیں آپکے غلاموں سے بنادے ـــــ اے اللہ بہترین درود بھیجنے والوں اور بہترین سلام بھیجنے والوں میں ہمارا نام بھی درج فرما۔

آمین ـــــ آمین ـــــ آمین

دوسری فصل

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ـــــ ادب سیکھو

یہ فصل سات مباحث پر مشتمل ہے

پہلی بحث

نیا فتنہ ـــــ اور پرانا موضوع

دوسری بحث

مستشرقین کے ـــــ آلہ کار

تیسری بحث

یونیورسٹیوں کی ڈگریاں اور ان کا معیار

چوتھی بحث

پوشیدہ ـــــ کینہ و حسد

پانچویں بحث

کیا بخاری و مسلم کے بعد ـــــ کچھ نہیں؟

چھٹی بحث

کلمہ حق ـــــ مگر اس سے مراد باطل

ساتویں بحث

پردہ اٹھتا ہے ـــــ زمانہ نبوی، عصر صحابہ

(۱) نیا فتنہ اور ـــــ پرانا موضوع

ایک فتنہ جسے زندیقوں اور خارجیوں کے گروہ نے بھڑکایا تھا ـــــ وہ آج نئے انداز سے ابھر رہا ہے۔ اور ایسے لوگ اس میں غوطہ زن ہو رہے ہیں جو اس میدان سے مکمل طور پر نابلد ہیں۔ اور اس تشویش کو بھڑکانے کے لئے ـــــ مسلمانوں کی صفوں میں فتنوں کو پھیلانے کی غرض سے ـــــ اور دین اسلامی میں طعنہ زنی کی خاطر ـــــ اسلام کے دشمنوں کی خدمت کر رہے ہیں۔ ان کا مقابلہ کرنا ـــــ ان کے عزائم کو ناکام کرنا ـــــ اور ان کی تردید کرنا سب پر واجب ہے **واللہ غالب علی امرہ ولکن اکثر الناس لا یعلمون**(٦٨)

کس قدر افسوس ہے کہ اس بار یہ فتنہ ایسے شخص سے بپا ہو رہا ہے۔ جو اپنی نسبت جامعہ ازھر کی طرف کرتا ہے اور مجتہد عالم ہونے کا مدعی ہے ـــــ کتنی برتر و اعلیٰ ہے وہ ذات جو فرما رہی ہے **یخادعون اللہ والذین امنوا وما یخدعون الا انفسہم وما یشعرون**(٦٩)

درود و سلام نازل ہو ـــــ خاتم المرسلین پر ـــــ جنہوں نے اس طرح کے لوگوں کی ہمیں پہلے ہی اطلاع دے دی جو دین سے اس طرح دور ہوں گے جس طرح تیر کمان سے دور ہو جاتا ہے ـــــ یہ امر یقیناً افسوس کن ہے کہ ان دنوں ہم ایسے باطل اقوال کی صدائے بازگشت سن رہے ہیں جو پاکیزہ سنت نبویہ سے بہکانا چاہتی ہے اور یہ بھی قابل افسوس حقیقت ہے کہ وہ شریعت کے بنیادی ماخذ کے طور پر قرآن کریم پر ہی اکتفاء کرتے ہیں ـــــ اور یہ دعوے جو قرآن حکیم کی خدمت کی آڑ میں ہیں ـــــ ریاکاری اور جھوٹ و بہتان ہے قرآن کریم کے پرچم کو بلند کرنے کا دھوکہ دے رہے ہیں ـــــ یہ دعوے اور افکار ہمارے لئے نہ تو نئے ہیں اور نہ

ہی اجنبی۔ سب تعریفوں کا سزاوار اللہ ہی ہے جس نے اس امت کے لئے قرآن کی حفاظت کی ذمہ داری لی' شریعت کی حفاظت کی اور اسکی عمارت ہر گمراہ کن سے محفوظ رکھی۔ جو اللہ اور رسول پر جھوٹ بولتا ہے یا دو مستقل بنیادی ماخذ ہونے اور شریعت الٰہی کے واضح ہونے میں قرآن و حدیث میں فرق کرتا ہے۔ اس امر پر رسول اللہ ـــــ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں آگاہ فرمادیا' خبردار کیا۔ حضرت ابو رافع سے مروی ہے فرمایا

لا الفین احدکم متکئا علی اریکتہ یاتیہ الامر من امری مما امرت بہ او نہیت عنہ فیقول لا ادری ما وجدناہ فی کتاب اللہ اتبعناہ (۷۰)

(میں تم میں سے کسی شخص کو تکیہ لگائے نہ دیکھوں کہ اس کے پاس میرا کوئی امر آئے جس کا میں نے حکم دیا ہو یا میں نے روکا ہو تو وہ کہے۔ میں نہیں جانتا۔ ہم تو اس کی اتباع کریں گے جس کو قرآن حکیم میں پائیں گے۔) اسے امام شافعیؒ۔ امام احمدؒ۔ ابوداؤدؒ ترمذی اور ابن ماجہ نے روایت کیا۔ ترمذیؒ اور حاکمؒ نے اسے صحیح قرار دیا اور ذہبیؒ نے ثابت رکھا ہے۔

حضرت مقداد بن معدیکرب رضی اللہ عنہ کہتے ہیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔

یو شک ان یقعد الرجل منکم علی اریکتہ و یحدث بحدیثی فیقول بینی وبینکم کتاب اللہ فما وجدناہ فیہ حلالا احللناہ و ما وجدنا فیہ حراما حرمناہ الا و ان ما حرم رسول اللہ کما حرم اللہ الا و انی اعطیت القران و مثلہ معہ (۷۱)

(تم میں سے ایک شخص تکیہ سے ٹیک لگائے بیٹھے گا۔ اس سے میری حدیث بیان کی جائیگی تو وہ کہے گا میرے اور تمہارے درمیان (فیصل) تو قرآن ہے۔ جس شے کو اس میں حلال پائیں گے حلال قرار دیں گے اور جس کو اس میں حرام پائیں گے حرام قرار

دیں گے خبردار اللہ کے رسول کا حرام کردہ اللہ کے حرام کردہ کی طرح ہے خبردار! مجھے قرآن بھی عطا کیا گیا اور اس کے سنگ اس کے مثل امر آخر بھی۔)

احمد' دارمی' ابو داود اور ترمذی نے اسے روایت کیا۔ ترمذی نے حسن' حاکم نے صحیح اور ذہبی نے صحت کو ثابت رکھا ابن ماجہ اور دار قطنی نے بھی روایت کیا۔

اور یہ دلیل ہے کہ رسول اللہ صلہ اللہ علیہ وسلم کی احادیث بھی علیم و حکیم اور لطیف و خبیر اللہ ہی کی طرف سے ہیں۔ اور یہ بھی تشریع سماوی ہی ہیں۔ اور اللہ سبحانہ و تعالیٰ نے آپکی سنت کو بھی وحی کی صورت میں آپکی طرف نازل کیا کیونکہ آپکی حفاظت اور عصمت کا وہی ذمہ دار ہے۔

اس نے آپ کو غیر کے سپرد نہیں کیا۔ جس طرح تعلیم حکمت کو نبی کریم کے اہم فرائض سے شمار کیا ہے اور یہ سنت ہی ہے جس کا عطف کتاب اللہ پر ہے۔

صحابہ کرام کے ہاں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ثابت ہر چیز ہر جاننے والے پر لازم ہے۔ اسے کوئی چیز کمزور نہیں کرسکتی۔ بلکہ لوگوں پر آپ کی اتباع فرض ہے۔ ور یہ مقام باری تعالیٰ نے اپنی مخلوق میں آپ کے سوا کسی کو عطا نہیں فرمایا جس طرح کہ آپ کے حکم کی مخالفت کا حق نہیں دیا۔

اس تمام معاملہ کی بنیاد یہ ہے کہ نبی اکرمؐ اللہ کی طرف سے پیغام لانے والے اور صادق و امین ہیں" **و ما ینطق عن الھوی ان ھو الا وحی یوحی**"(وہ خواہش نفس سے تو کلام ہی نہیں فرماتے (انکا کلام) تو وحی الٰہی ہوتا ہے) یہ تو بارگاہ جاہ و جلال سے آسمانی گواہی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تو فقط اپنے رب عزوجل سے ہی بیان کرتے ہیں اور حدیث شریف سراپا وحی ہے۔ آپ تو ایسے صادق و امین ہیں جنہوں نے کبھی لوگوں پر جھوٹ نہیں بولا چہ جائیکہ کہ آپ اللہ سبحانہ و تعالیٰ پر جھوٹ باندھیں۔ چونکہ آپ لوگوں کے حقوق پر امین تھے اس لئے آپ کو اپنے راز اور وحی پر امین بنادیا۔ اپنی نمائندگی پر سرفراز فرمایا۔ نبوت و رسالت کو آپ پر ختم فرمادیا۔ تمام لوگوں کی طرف مبعوث فرمایا اور گواہی دی کہ آپ خلق عظیم کے مالک

ہیں۔ آپ خواہش نفس سے کلام ہی نہیں کرتے۔ آپ کا کلام تو فقط وحی الٰہی ہوتا ہے جو انہیں زبردست قوتوں والا سکھاتا ہے **والنجم اذا ھوی ماضل صاحبکم و ماغوی وما ینطق عن الھوی○ ان ھو الا وحی یوحی**(۷۲)

حیرت انگیز امر تو یہ ہے کہ اس نئے فتنے کا بانی نہ تو کوئی محدث ہے اور نہ ہی حدیث سے متعلقہ کسی فن میں تخصص کا حامل ہے بلکہ اس نے فقط تاریخ میں ڈاکٹریٹ کی ہے۔ اور اس کے گرد اس کے افکار سے دھوکہ زدہ کچھ پیشہ ور کاریگر، مزدور، ناکارہ وکلاء، کالج آف میڈیسن کا پرنسپل، سائنس کالج کا استاد، دانتوں کے معالج اور بڑھئی جمع ہیں ظاہر ہے ان میں سے کوئی بھی نہ تو صاحب درایت ہے نہ صاحب روایت۔ اور ہرگز ہرگز اس طرح کے امور میں غور و خوض کے اہل نہیں ہیں۔ اس فتنہ کا بانی ڈاکٹر احمد صبحی ہے جو جامع ازہر کے سابقہ اساتذہ میں سے ہے۔

واضح رہے کہ وہ بیمار عقل و فہم کے مالک اور ان علوم سے کھوکھلا ہونے کی بنا پر انہیں باتوں کو دھرا رہا ہے جن کو بعض زندیقوں نے اور رافضیوں کی ایک جماعت نے اٹھایا۔ حجیت حدیث کا انکار کیا تھا اور قرآن پر اکتفاء کی فکر کو پھیلانا چاہا تھا۔

اللہ تعالیٰ کا فضل و احسان ہے کہ یہ اعتراضات ائمہ اربعہ کے زمانہ میں بھی بڑے زور و شور سے اٹھائے گئے ـــــ رضوان اللہ علیہم اجمعین۔ تو وہ ان کے بعد آنے والے منکروں کے سامنے دیوار بن گئے۔ ہاں خارجی بھی انہیں کی راہ پر چلے اور انہوں نے بھی قرآن کے سواء حجیت اجماع اور حجیت سنن کا انکار کردیا۔ ابن حزم ـــــ رحمہ اللہ عنہ نے ان افکار کا رد کیا اور کہا **ان من انکر حجۃ السنہ وادعیٰ بان ما وجدنا فی القران ناخذہ فقط فھو کافر باجماع الامۃ**(۷۳) (جس نے بھی حجیت سنت کا انکار کیا اور دعوی کیا کہ وہ صرف اس کو مانے گا جو قرآن حکیم میں ہے ایسے شخص کے کافر ہونے پر امت کا اتفاق ہے)

(۲) مستشرقین کے آلہ کار

بہر حال یہ لوگ پرانے افکار قبیح طریقوں سے دھرا رہے ہیں۔ اور ہر ذی شعور محسوس کرے گا کہ ان کے پیچھے ان افکار کو کوئی سپلائی کر رہا ہے اور ان افکار کو اسلام کے دشمن پھیلا رہے ہیں۔ جو وقتاً فوقتاً ایسے فتنوں کو ابھارنے میں کوشاں رہتے ہیں۔ اور نوخیز عقلوں میں ان شبہات کو وارد کرنے کی کوشش کرتے ہیں اور دین اسلامی میں طعنہ زنی کی خاطر ایسے نادانوں کو اپنے آلہ کار بنا لیتے ہیں۔

جب ہم اس گروہ کی فکر پر غور کرتے ہیں تو معلوم ہوتا ہے کہ اس گروہ کے فکر کی بنیاد یہ ہے کہ قرآن حکیم تنہا ہی ماخذ ہے ـــــ شریعت کے لئے اکمل ہے اور اھل اسلام کی جملہ حاجات پر مشتمل ہے۔

اس جماعت کے بانی و سرپرست کے خیال میں اکثر احادیث من گھڑت ہیں جن کو حالات کے سبب وضع کیا گیا۔

ڈاکٹر احمد صبحی نے اپنے اس موقف کو ایک مضمون "گنہگار مسلمان" میں جو اس کی ہی طبع ہوا ہے۔ ثابت کیا ہے۔ انسان کو بہکانے اور گناہ پر اکسانے کے لئے شیطان کے وسائل میں سے ایک یہ من گھڑت شیطانی روایات ہیں جن کو اس کے پیروکار عام کرتے ہیں اور ظلم اور بہتان کے طور پر دین کی طرف منسوب کردیتے ہیں۔

ڈاکٹر صبحی نے آخر میں گنہگاروں کے حساب کے بارے میں وارد ہونیوالی چند بخاری شریف کی احادیث کا انتخاب کیا ہے۔ وہ ان احادیث میں وضع کو ثابت کرنا چاہتے ہیں اور یہ بتانا چاہتے ہیں کہ انکی رائے میں یہ نصوص قرآن کے مخالف ہیں اور یہ بھی واضح کرسکے کہ صرف کفار ہی دوزخ میں ہمیشہ نہ رہیں گے بلکہ گنہگار بھی۔

موصوف نے سنت کے بارے میں اپنے موقف پر کچھ آرا پیش کی ہیں ان میں سے کچھ مندرجہ ذیل ہیں

۱۔ احادیث قدسیہ کو قبول کرنے سے انکار کیا۔ اور اپنی تحقیق میں کہا ہے کہ احادیث قدسیہ تو صرف کتاب اللہ ہیں۔

۲۔ التحیات کو اس خیال سے کہ یہ تو مخلوقات کے ساتھ میل ملاپ کا طریقہ ہے اور اللہ تعالیٰ تو اس طریقہ تخاطب سے بلند و بالا ہے لہٰذا التحیات کو نماز سے خارج کر کے اپنے تیار کردہ تشہد سے بدل دیا ہے جس کو وہ تشہد قرانی" کا نام دیتا ہے۔

۳۔ حدیث نبوی سے ماخوذ مرتد کے لئے حکم (من بدل دینہ فاقتلوہ) جو اپنے دین کو بدل دے اس کو قتل کر ڈالو کا بھی انکار کر دیا' بنیاد یہ ہے کہ یہ حکم قرآن میں وارد نہیں۔

۴۔ کسی ایک بھی مسلمان کے حق میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی شفاعت کا انکار کردیا۔ دلیل یہ ہے کہ قرآن سے ثابت ہے کہ شفاعت صرف اللہ کے لئے ہے۔

اس طرح ہم دیکھتے ہیں کہ یہ انہیں پرانے گمراہ کن افکار کو دھرا رہے ہیں جن کی ابتدا زندیقوں رافضیوں اور ان کے پیروکاروں نے کی۔ پھر ان کو مستشرقین نے ہاتھوں ہاتھ لیا اور پھیلانے لگے اور اسی فکر کو نئے سرے سے بھڑکانے کے لئے وقت کی تلاش میں رہنے لگے۔ یہ ہی وجہ ہے کہ وہ جب بھی امت اسلامیہ کے دفاع کو کمزور محسوس کرتے ہیں۔ انہیں شبہوں اور گمراہیوں کو پھیلانے لگتے ہیں۔ مستشرقین گذشتہ صدی کے اواخر تک حجیت سنت کے بارے میں شکوک ڈالنے کے درپے رہے اور ان کے پیش روؤں سے گولڈزیر (GOLDZIHER) اسپرنگر SPRENGER اور وان اکریمر ہیں۔ انہوں نے اپنے شکوک کو اپنی کتابوں اور مختلف و مصادر اور مراجع میں شامل کیا۔ ان ہی مقالات کے عربی میں ترجمے ہوئے تو بعض مسلمان دانشوروں نے بھی ان کو نقل اور عام کردیا۔ اسی راہ پر استاذ احمد امین اپنی مشہور کتاب "فجر الاسلام" جو ۱۹۲۸ء میں منظر عام پر آئی چلے۔ انہوں نے سولہ

صفحات حدیث کے لئے مختص کئے جن میں موضوع احادیث اور عدم تدوین کے بارے میں گفتگو کی اور ایسے اقوال پیش کئے جو حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کے بارے میں شکوک میں مبتلا کرتے ہیں۔

اس کے بعد شیخ محمود ابوریہ کی کتاب "الاضواء علی السنہ المحمدیہ" منظر عام پر آئی جس میں حجیت حدیث پر شکوک بیان کئے۔ سمشہور ترین راوی حدیث حضرت ابو ہریرہ پر شدید حملہ کیا گیا۔ کیونکہ ان کو ایسی عبارات اور الفاظ سے یاد کیا گیا جس کی کوئی عالم و ادیب جسارت نہیں کر سکتا۔ بعض راسخون فی العلم نے اس لہر سے شدید نفرت کی۔ ان میں سے بعض نے گولڈزیر' استاذ احمد امین اور شیخ ابوریہ کی آراء کو جمع کیا اور ان میں وجوہ خطا اور تحریف کو ظاہر کرتے ہوئے ان کے مقالات کا رد کیا ہے۔ اور بعض نے دلائل نقلیہ و عقلیہ سے حجیت حدیث کو ثابت کیا ہے اور بعض نے دونوں طریقوں کو جمع کیا ہے۔ ان میں سے اہم عبدالغنی عبدالخالق کا رسالہ "حجیت السنہ" ہے اور یہ نہایت ہی نفیس ماخذ ہے جو "اربعینات" کی ابتدا میں ہے اور ڈاکٹر مصطفیٰ سباعی کی تالیف "السنہ و مکانتہا فی التشریع الاسلامی"۔ یہ شام کے مشہور فقیہ ہیں۔ انہوں نے ۱۹۴۹ء میں یہ کتاب لکھی۔

ہمیں اللہ تعالیٰ ہی کافی ہے اور وہ بہترین کارساز ہے۔ ہمارے اسلامی احکام اور بالخصوص سنت نبویہ ان لوگوں کے لئے کھلونا بن گئیں۔ جنہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ادب نہیں سیکھا اور نہ سنت نبویہ کے مقام سے آگاہ نہیں۔ اور یہ کس قدر افسوس کن حقیقت ہے کہ ہر کس و ناکس اس طرح کے دقیق امور میں لکھنے لگے اور اس طرح کے لوگ سنت مطہرہ کو ہلکا اور معمولی جانتے ہوئے غیر معلوم امور کے بارے میں گفتگو شروع کر دیں حالانکہ توثیق و تدقیق کے اعتبار سے جس طرح سنت نبویہ کی خدمت کی گئی اور کسی بھی علم کی نہیں کی گئی حتیٰ کہ پوری علم روایت و اخبار کی تاریخ میں سنت صحیح ترین قرار پائی۔

بہر حال سنت نبویہ کی خدمت کی طرح اہل اسلام نے کسی اور علم کی خدمت نہ کی۔ کیونکہ انہوں نے اس کی تدوین میں پوری کوشش صرف کی اور حدیث کے فن کو مدون کیا۔ جس نے تصحیح اخبار کے لئے قواعد علمیہ کی بنیاد رکھ دی۔ ڈاکٹر السباعی نے کہا تاریخ میں صحیح ترین چیز روایت و اخبار کے علمی قاعدے ہیں۔ اور اس کوشش کا نتیجہ جرح و تعدیل یا اسماء الرجال کا علم ہے۔ جو راویوں کے احوال' ان کی امانت' ثقاہت' عدالت اور ضبط یا ان کی عکس جھوٹ' غفلت اور بھول کے بارے میں بحث کرتا ہے یہ ایسا جلیل القدر علم ہے جس کی نظیر دوسری امتوں کے معارف کے دامن میں نہیں ہے۔ اور وہ دوسرے علوم جو سنت کے مطالعہ' ضبط اور تحقیق کے لئے لازم ہیں امام ابو عبد اللہ الحاکمؒ نے اپنی کتاب "معرفہ علوم الحدیث" میں' انکی تعداد ۵۲ بتائی جب کہ امام نوویؒ نے "التقریب" میں ۶۵ بیان کی ہے

(۳) یونیورسٹی کی ڈگریاں ـــــ اور ان کا معیار

اور بلا شک و شبہ ہر کوئی عقلمند ان انتشار پھیلانے والی باتوں پر اور سنت مطہرہ پر ان حملہ آوروں کے خیالات سے خاموش نہیں رہ سکتا اس لئے ایسے لوگوں کا منہ توڑ جواب دینا ضروری ہے خصوصا ایسے مسلمانوں کا رد جو مسلمان ہونے کے دعویدار ہیں اور اس پردے کے پیچھے سے تیر اندازی کر رہے ہیں۔ خواہ ان کا یہ عمل غفلت' جہالت یا خباثت یا مادی منافع کے لئے ہے۔ اور اعداء اسلام اس طرح کی بے سروپا باتیں لوٹ کر پھیلانے کے لئے ان کو استعمال کر رہے ہیں۔ میں خیال کرتا ہوں کہ ہم پر فرض ہے کہ نوخیز نسل اور جمیع امت کی تربیت کی طرف ہم مکمل طور پر متوجہ ہوں اس طرح کے افکار کو ان سے دور رکھیں۔ اور اس طرح کے شبہات جو وقتاً فوقتاً ڈالے جا رہے ہیں ان سے ان کی حفاظت کریں۔ اس طرح ہماری ایک ذمہ

داری ہے جسے استاذ فہمی حدیدی نے بیان کیا کہ ہمیں ان معیاروں پر نظر ثانی کرنی چاہئے جن کی بنیاد پر جامعات میں علوم اسلامیہ میں تخصص کرنے والوں کو اسناد علمیہ عطا کی جاتی ہیں مثلاً جامعہ ازہر۔ کیونکہ یہ شخص جو سنت پر طعنہ زنی کر رہا ہے جامع ازہر سے ہی اسکو ڈگری حاصل ہے۔ اس نے ان آراء کو اس مقالہ میں دھرایا ہے جو اس نے ازھر کے اساتذہ کو پیش کیا ہے۔ ظاہر ہے کہ ان شیوخ نے اس مقالہ کو پڑھ کر ہی اس کو سند امتیاز دی ہے۔ تو اگر انہوں نے اس مقالہ کو پڑھ کر سند جاری کی ہے تو بہت بڑا ظلم ہے ـــــ اور گر نہیں پڑھا تو اس سے بڑھ کر کیا ظلم ہو سکتا ہے؟

(۴) پوشیدہ ـــــ کینہ و حسد

ہم سبھی جانتے ہیں کہ سنت نبوی کے ساتھ دشمنی پرانی ہے۔ اسلام کے دشمنوں نے تو قرآن میں گڑ بڑ کی پوری کوشش کی لیکن ناکام رہے اس لئے وہ مجبورا حدیث نبوی میں تشکیک پیدا کرنے کے درپے ہوگئے۔ اور سنت مبارکہ پر طعنہ زنی کر کے اپنے مقاصد حاصل کرنے کا ارادہ کیا۔ بلکہ اسلام ہمارے سردار محمد صلی اللہ علیہ وسلم اور حدیث نبویہ کے بارے میں اندر کے کینے اور بدباطنی کی وجہ سے انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر بھی زبان طعن دراز کی۔ افسوس کن بات تو یہ ہے کہ ان میں بعض تو اسلام کے دعویدار بھی ہیں اور اسلام میں شکوک بھی ڈال رہے ہیں۔ جبکہ حقیقت حال یہ ہے کہ باری تعالی نے اپنی کتاب میں جو مجمل معانی وارد کئے ہیں ان کی توضیح و تشریح سنت مبارکہ ہی کرتی ہے۔ یہ بھی باری تعالی کی وحی ہے

اس کی اسقدر ثقاہت کے ساتھ اور سنت نبویہ پر کئی سال گزرنے کے باوجود اس کی پوری حفاظت کی گئی جس نے اسلام کے دشمنوں کو مبہوت کردیا اور اس بات کی شہادت تو اس کے پیروکاروں کے علاوہ دشمنوں نے بھی دی۔ الحمد للہ ان کی تشکیک اور جھوٹی تہمتوں کے باوجود سنت محفوظ رہی۔ جب یہ لوگ مایوس ہوگئے تو مشنریز اور

مستشرقین ایسے رسائل لکھنے لگے جن میں بحث علمی اور جدید تحقیق کے نام پر سنت میں طعنہ زنی کرتے ہیں۔ فی الحقیقت یہ تو ان کے سینوں میں چھپا ہوا کینہ ہے۔

یہ دعوے اور طعنے کئی شکلوں میں ظاہر ہوئے لیکن سب کے سب ایک ہی کمان سے پھینکے جارہے ہیں۔ محفلوں میں خطبات کے روپ میں۔ رسائل و اخبارات میں مقالات کی صورت میں اور طبع ہونے والی کتابوں کی شکل میں

اور کبھی تو صحابہ کرام بالخصوص کثرت سے روایت کرنے والے مثلاً حضرت ابو ہریرہؓ، ابن عباس، عائشہ، ابن عمر اور ابن عمرو رضی اللہ عنہم کی واضح دشمنی میں ظاہر ہوتے ہیں۔ اور کبھی ان رجال حدیث میں جنہوں نے ان کے لئے روایت اور درایت کے معیار مقرر کئے جیسے زہری۔ اور کبھی اسلام کی حفاظت اور اس کی حمیت پر اور کبھی غیر مسلموں کو قریب کرنے کے نام پر۔ پس ہر ایسی حدیث میں طعنہ زنی کی جو غیر مسلموں اور نام نہاد مسلمانوں کی خواہشات کے موافق نہیں ہے مشرق اور بعض عربی ملکوں ایسی جماعتیں ظاہر ہوئی۔ جو خود کو اہل قران کہتے ہیں ان کا مذہب ہے کہ سنت پر اعتماد صحیح نہیں ہے اور یہ وہی سوچ ہے جو عصر عباسی میں بعض زندیقوں اور رافضیوں نے ابھاری۔ یہ ان کے باہمی اختلافات کی بنا پر تھا اور یہ امر اس وقت اپنی انتہا کو پہنچا جب بعض اسلامی ملکوں میں ایک نے اس دعوت کا آغاز کیا تاکہ سنت نبویہ سے اپنے مقاصد حاصل کرنے کے لئے جنگ کی جاسکے۔ منبروں پر ان کے ذکر سے روکا ان پر اعتماد کرنے سے منع کیا۔ ان کے پڑھنے پڑھانے پر اعتراض کیا۔ والمشتکی الی اللہ عزوجل

(۵) کیا بخاری و مسلم کے بعد ـــــ کچھ نہیں؟

جہاں بعض کتب، مقالات اور رسائل میں تمام احادیث پر طعنہ زنی کی گئی تو وہاں ان میں سے بعض بخاری و مسلم پر ہی طعنہ زنی کے لئے مخصوص ہیں۔ ان میں

اس جھوٹ اور افترا کو پھیلایا ہے کہ جمہور علماء محدثین صحیحین پر ہی اکتفا کا کہتے ہیں۔ انہوں نے ان بعض احادیث کا ذکر کیا جو ان کی گمراہ خواہشات کے مطابق نہیں تو انہوں نے ان پر طعنہ زنی کی اور اس کے بعد صحیحین میں شک ڈالنے لگے

یہ اگرچہ امت پر بالعموم اور علماء حدیث پر بالخصوص افتراء ہے اور سراپا جھوٹ ہے کہ وہ ان دونوں (بخاری و مسلم) پر ہی اعتماد کے مدعی ہیں اور یہ پروپیگنڈہ و تخریب کا بہت بڑا عمل ہے حالانکہ ان دونوں پر اکتفاء کا دعوی کیسے کیا جاسکتا ہے؟ پھر جب ان میں طعنہ زنی کر دی تو ان کے بعد کتب احدیث میں رہ کیا گیا؟ بلا شک و شبہ صحیحین میں طعنہ زنی بہت بڑا جرم۔ قابل نفرت۔ روح سوز معصیت۔ خطرناک گناہ اور سلوک و تفکیر سے انحراف ہے۔ اور ایسا کیوں نہ ہوگا جب کہ یہ اصح الصحاح ہیں۔ جب ان میں طعنہ زنی کردی گئی تو باقی میں طعنہ زنی آسان ہوگئی اور کمزور عقائد لوگوں پر زیادہ مؤثر

چونکہ صحیحین علماء کے ہاں عظیم اہمیت کی حامل ہیں اور اسی وجہ سے عام مسلمانوں کے ہاں بھی کیونکہ علماء امت نے ان کو قبول کیا ہے۔ اور ان پر عمل کرنے پر اجماع کیا۔ اور کتاب اللہ کے بعد صحیح ترین کتاب کہا اور باقی کتب احادیث کی نسبت سے اصح الصحاح کہا۔ اور کتاب اللہ کے بعد ان کے علاوہ کوئی ایسی کتاب ہمارے علم میں نہیں جس کی خدمت، شروح مستخرجات، مختصرات، حواشی، مستدرکات اور تعلیقات کی کثرت کے اعتبار سے کی گئی ہو ان کی تعداد تو ۱۰۰ سے بھی بڑھ گئی (۷۴)

حقیقت تو یہ ہے کہ الحمد للہ اس طرح کے طعنے اور افترا فرزندان اسلام پر ڈھکے چھپے نہیں رہے اور اللہ نے ایسے اہل علم و تقوی کو ان کا مقابلہ کرنے کے لئے مقرر فرمایا جو بلند حوصلے عظیم قوت، درست طریقے اور صاف عقیدہ سے ان کا رد کرتے ہیں۔

(۶) کلمہ حق ـــــ مگر اس سے مراد باطل

یہ نئے حملے عجیب قسم کے شبہات لوگوں کے ذہنوں میں ڈال رہے ہیں مثلاً ان کا کہنا ہے کہ قرآن کی ابتدا سے لکھ کر حفاظت کی گئی اس لئے اس میں نسیان اور تبدیلی اور تحریف واقع نہ ہوئی۔ بالخصوص اس کی زبان ایسی ہے جس کی مشابہت اور تغیر ممکن نہیں ہے اور نہ ہی اس میں ملاوٹ لیکن اس جہت سے حدیث کا معاملہ مختلف ہے کیونکہ اس کی زبان مشابہت کے لئے آسان ہے۔ اور اسلئے کئی جھوٹی اور ضعیف حدیثیں ہیں۔ جن کی نسبت حضور کی طرف کی گئی ہے اور یہ کلام تو حق ہے لیکن اس سے ارادہ باطل کا ہے کیونکہ حدیث کی کتابت زمانہ رسالت کی ابتدا میں نہ ہوئی کیونکہ اول امر میں صحابہ کرام کو قرآن کے علاوہ کسی اور چیز کو لکھنے سے روک دیا تاکہ قرآن غیر قرآن کی ساتھ ملتبس اور مختلط نہ ہوجائے لیکن جب قرآن کی حفاظت مکمل ہوگئی۔ اور یہ معروف مکتوب اور موثق ہوگیا۔ اس کے بارے میں کوئی خوف نہ رہا۔ اور اللہ رب العزت نے اس کی حفاظت کی ذمہ داری خود اٹھالی تب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کتابت حدیث کی اجازت فرمادی تو انہوں نے آپ کے اقوال و افعال کو مدون کیا۔ اس معاملہ میں وہ شدید احتیاط کرتے تھے۔ انہوں نے شدید باریک بینی سے کام لیا۔ اور سخت جانچ پڑتال کی یہی وجہ ہے کہ الحمدللہ حدیث انتہائی دقت نظر، اعلی درجے کا ضبط و انضباط کی صورت میں منصہ شہود پر آئی۔ علماء نے صحیح کی تعریف کی اور اس کو جدا کیا اور اسی طرح حسن، ضعیف، غریب کی پہچان کی۔ اسناد میں دقت سے کام لیا۔ بلاشبہ علم حدیث کے علاوہ کوئی ایسا علم نہیں ہے جس کی خدمت اس انداز میں کی گئی ہو۔ حتی کہ اس کے طرق ضبط نے غیر مسلم اہل علم کو ورطہ حیرت میں ڈال دیا۔ کیونکہ انہوں نے اس میں ایسا علم پایا جس کی بنیادیں صحیح ہیں۔ طرق دقیق ہیں اور اصول بلند ہیں

دوسرے طور میں اہل امصار نے وہ سب کچھ جمع کردیا جو ان کے علماء کے پاس تھا۔ اس کو لکھا اور تدوین کی تیسرے طور میں اس سارے کو جمع کردیا گیا اور دواوین کبریٰ مصنفات جلیلہ میں مدون کردیا تو اس کی تحقیق، تدقیق، مقارنت اور استخلاص کی تکمیل ہوگئی حتی کہ یہ آج کی موجودہ صورت کو پہنچ گئی اور اس میں وقت نظر کی انتہا

(۷) پردہ اٹھتا ہے ـــــ ظاہری حیات اور عصر صحابہ

سب سے پہلے میں اس حقیقت کو منکشف کرنا چاہوں گا کہ جو شخص یہ کہتا ہے احادیث نبویہ کی تدوین ۱۰۰ یا ۹۰ سال تک نہ ہوئی وہ غلط کہتا ہے اور یہ سراسر مخالفت ہے اس خطا کا سبب یہ ہے کہ حدیث پر پہلی کتاب موطا امام مالک بن انس ہے اور پہلی کتاب سیرۃ میں ابن اسحاق کی کتاب المغازی ہے۔ یہ دونوں جلیل امام ہم عصر ہیں پہلے کی وفات ۱۷۹ھ اور دوسرے کی ۱۵۱ھ میں ہوئی تھی تو انہوں نے گمان کیا کہ اخبار و سیر کی تدوین کا کام دوسری صدی کے پہلے عشرہ میں شروع ہوا حالانکہ حقیقت حال اس طرح نہیں ہے۔ تدوین کی ابتدا تو اس سے بہت پہلے ہو چکی تھی، امیر المومنین حضرت عمر بن عبدالعزیز المتوفی ۱۰۱ھ عالم جلیل تھے گورنر بنے اور ۹۹ھ میں خلیفہ۔ تو قاضی ابوبکر بن محمد بن عمرو بن حزم (جو حدیث و خبر میں امام تھے) کو نبی کریم علیہ الصلوۃ والسلام کی سنن اور اخبار کی تدوین کے لئے حکم دیا کیونکہ آپ کو خوف لاحق ہوا کہ علم آہستہ آہستہ اٹھ نہ جائے۔ اور ناپید نہ ہوجائے اور اس کا ذکر بخاری کی تعلیقات موطا امام مالک اور مسند دارمی میں ہے (۸) تو ابوبکر بن حزم نے کمر ہمت باندھ لی۔ تو احادیث اخبار اور سنن صفحات پر لکھ دی گئی۔ دارالخلافہ دمشق بھیجیں۔ ان کو صحیفوں اور کتب کی شکل دی گئی۔ اور اسلامی ملکوں اور بڑے بڑے شہروں میں پھیلا دی گئیں۔ تو یہ ابوبکر جن کے علم و فضل کو آپ جانتے ہیں جو مدینہ منورہ کے قاضی تھے ان کا عمر بن عبدالعزیز نے اس جلیل عمل کے لئے انتخاب کیا۔

یہ انتخاب ان کے علم و فضل کے باعث تھا دوسرا اس لئے کہ آپ کی خالہ عمرۃ ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی بڑی شاگردوں میں سے تھیں۔ اور جو ان کی خالہ عمرہ نے ام المومنین سے روایت کیا تھا آپ کے پاس محفوظ تھا تو عمر بن عبدالعزیزؒ نے اپنے خط میں اپنی خالہ کی مرویات کی تدوین کی طرف اشارہ کرتے ہوئے ان کا بالخصوص ذکر کیا (۷۶)

اب یہ بات واضح ہوگی کہ ان لوگوں کا یہ کہنا کہ عہد رسالت میں احادیث نہیں لکھی گئیں غلط ہے بلکہ بعض لوگوں نے عہد رسالت میں بھی حدیث لکھی۔ اور حضرت عبداللہ بن عمرو بن عاص کی اس روایت سے بڑی اور کیا دلیل ہو سکتی ہے۔ صحیح بخاری کی کتاب العلم میں ہے کہ وہ جو بھی نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے سماعت کرتے لکھ لیتے تھے ابوداؤد اور مسند امام احمد میں ہے عبداللہ بن عمرو بن العاص نے فرمایا کہ حفاظت کی خاطر میں جو بھی نبی کریم علیہ السلام سے سنتا لکھ لیتا۔ قریش نے مجھے اس سے منع کیا اور کہنے لگے کہ تو ہر بات لکھ لیتا ہے چاہے وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے خوشی میں کہی ہو، چاہے غضب میں تو میں لکھنے سے رک گیا اور اسکا ذکر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کیا آپ نے اپنے دھن مبارک کی طرف اشارہ کر کے فرمایا "**اکتب فوالذی نفسی بیدہ ما خرج منہ الا الحق**" (۷۷) (تو لکھا کر مجھے قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضہ قدرت میری میری جان ہے اس منہ سے حق کے سوا کچھ نہیں نکلتا۔) اسی لئے عبداللہ بن عمرو بن العاص نے اس صحیفہ کا نام "الصادقہ" رکھا۔ آپ فرماتے تھے۔ دو چیزوں نے میری زندگی مجھے محبوب کردی ان میں سے ایک یہ "الصادقہ" ہے۔ میں اس میں وہی لکھتا تھا جس کو میرے اپنے کان سنتے تھے۔ مجاہد کہتے ہیں کہ میں نے عبداللہؓ بن عمرو کے پاس ایک کتاب دیکھی۔ میں نے پوچھا یہ کیا ہے؟ فرمایا یہ "الصادقہ" ہے۔ اس میں وہی کچھ ہے جو میں نے نبی کریم علیہ الصلوۃ والسلام سے بغیر کسی واسطہ کے سنا ہے (۷۸)

تیسری فصل

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت سے ـــــ لطف اٹھاؤ

یہ گیارہ مباحث پر مشتمل ہے

۱۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت ـــــ میزان ایمان ہے

۲۔ فضیلت تو وہی ہے ـــــ جسکی گواہی دشمن بھی دیں

۳۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت کی معرفت ـــــ آپ کی محبت سے لطف اندوزی کا ذریعہ ہے

۴۔ میں نبی تھا ـــــ جب آدم روح و بدن کے مرحلہ میں تھے

۵۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت ـــــ اہل کتاب کا موقف

۶۔ سچی سیرت ـــــ اور انسان کامل

۷۔ پاکیزہ نسب

۸۔ آپکے آباء کی پاکیزگی اور ان کی عظمت

۹۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے اسماء گرامی

۱۰۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا مدینہ منورہ تشریف لے جانا

۱۱۔ سیرۃ نبویہ کے ماخذ

(۱) آپکی محبت ایمان کے لئے ترازو ہے ـــــ صلی اللہ علیہ وسلم

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت ہی میزان ایمان ہے
ہو اپنے ایمان کا اندازہ کرنا چاہے
وہ سیدنا محمد علیہ افضل الصلوۃ والسلام سے اپنی محبت کا اندازہ کرے
کیا وہ ان سے کامل ـــــ خالص محبت کرتا ہے ؟کیا وہ اپنے مال سے زیادہ ـــــ ان سے محبت کرتا ہے ؟
اور اپنی اولاد سے بھی زیادہ
بلکہ اپنے پہلوؤں میں دھڑکنے والے دل سے بھی زیادہ
ایسا ہے تو ـــــ مومن انسان ـــــ خوش ہو جائے اور مطمئن ہوجائے کہ اس کا ایمان کامل ہے
اور باری تعالی کی عطا کردہ نعمت اسلام پر سجدہ شکر بجالائے
ہم باری تعالی کی ہی حمد و ثنا کرتے ہیں
اس نے ہمیں اس نعمت سے نوازا
ہمیں خیرالانام سے مخصوص فرمایا ـــــ صلی اللہ علیہ وسلم
ہماری طرف ۔ اشرف الخلق ـــــ اکرم المخلوق ـــــ مبعوث فرمایا
رسولوں کے سردار ـــــ سچے ـــــ امین ـــــ اور ہدایت بخشنے والے
چمکنے والوں کے قائد ـــــ اہل ایمان کے لئے رؤف و رحیم
اور وہ تو ـــــ نبی کریم ہیں ـــــ رسول امین ہیں
خاتم الانبیاء والمرسلین ہیں
ان کا راستہ بہترین راستہ ہے ـــــ ان کا کلام سب سے سچا ہے
مخلص ترین بندے ـــــ انہوں نے حق کو خوب ظاہر کیا
وہ حق کی طرف بہترین دعوت دینے والے ہیں ـــــ مصطفیٰ ـــــ صادق ـــــ مصدق ـــــ صلی اللہ علیہ وسلم سخاوت و وفا ان کی فطرت ہے

آپ کی ہی اللہ نے ہمیں بشارت دی

لقد جاء کم رسول من انفسکم عزیز علیہ ما عنتم حریص علیکم بالمومنین رؤف رحیم (۷۹)۔(تمہارے پاس ایک برگزیدہ رسول تم سے ہی تشریف لائے ہیں ۔ تمہارا مشقت میں پڑنا ان پر گراں گزرتا ہے۔ تمہاری بھلائی کے بہت ہی خواہش مند ہیں مومنوں کے ساتھ بڑی مہربانی فرمانے والے بہت رحم فرمانے والے ہیں)

آپ اللہ کے رسول ہیں ---- صلی اللہ علیہ وسلم

مجسمہ رحمت ہیں ---- پیکر ہدایت ہیں

آپ نے پیغام پہنچا دیا ---- امانت ادا کردی ---- امت کو نصیحت کردی

وصال تک ---- اللہ کی راہ میں جہاد کیا

آپ سچ ہی کہتے تھے

آپ نیک کام ہی کرتے تھے

آپ کا خلق نرمی ہے ---- مگر قوی اور پر ہیبت بھی ---- اور رحمتوں والی طبیعت بھی

آپ اس امت کیلئے رحمت ہی رحمت تھے

وما ارسلنک الا رحمۃ للعلمین (۸۰)

(آپ کو سب جہانوں کے لئے رحمت بنا کر بھیجا ہے)

اس نعمت عظمی پر ہم رب العلمین کا شکر بجالاتے ہیں

آپ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں

ثلاث من کن فیہ فقد وجد بہن حلاوۃ الایمان ان یکون اللہ ورسولہ احب الیہ مما سواھما وان یحب المرء لا یحب الا للہ

وان یکرہ ان یعود الی الکفر ---- بعد اذ انقذہ اللہ منہ کما یکرہ ان یقذف فی النار (۸۱)

جس شخص میں تین چیزیں ہوں اس نے حلاوت ایمان پالی

۱ ۔ اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو ساری کائنات سے محبوب جانے

۲ ۔اور کسی بھی انسان سے محبت --- اللہ ہی کے لئے کرے

۳ ۔ جب اللہ تعالی نے اس کو کفر سے بچا لیا تو اس کی طرف واپسی کو اس طرح ناپسند کرے جس طرح آگ میں پھینکے جانے کو ناپسند کرتا ہے

اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں

ذاق طعم الایمان من رضی باللہ ربا و بالاسلام دینا و بمحمد صلی اللہ علیہ و سلم نبیا و رسولا (۸۲)

(جو اللہ کے رب ہونے پر --- اسلام کے دین ہونے پر --- اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے رسول اور نبی ہونے پر راضی ہوگیا اس نے ایمان کی حلاوت چکھ لی)

(۲) فضیلت ---- تو وہی ہے جس کی گواہی دشمن بھی دیں

بلا شک و شبہ اس کریم نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت کا اعزاز و اکرام اور خوشی کا اظہار کرنا مسلمان پر واجب ہے ۔ یہ اللہ رب العزت کا اس امت پر فضل عظیم ہے ۔ اس نے ہماری طرف خاتم الانبیاء و المرسلین کو بھیجا ۔ جو عظیم القدر ہیں ' ان کے خلق عظیم کی گواہی خود اللہ نے دی

وانک لعلی خلق عظیم (۸۳)

(اور آپ تو خلق عظیم کے مالک ہیں)

مسلمان پہلے زمانوں سے ہی آپ کی سیرت اور شمائل پر اظہار مسرت اور اس کا اہتمام کرتے ہیں اور آپ کی حیات طیبہ اور سیرت پاک کو ایسی قندیل شمار کرتے رہے جو مختلف نسلوں کے سامنے راستہ کو ضیا بار کرتی رہی ہے اور آپ کی سیرت سے ایسے اقوال ' افعال اور اعمال جو تواتر سے ثابت ہیں ۔ کی تدوین پر حریص رہے اور یہ ہی کسی نبی مرسل کی تاریخ کی صحیح ترین سیرت ہے ۔ تو بلاشک و شبہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت پاک ایسے صحیح ترین علمی طریقوں ۔ قوی ترین ثبوت سے ہم

تک پہنچی ہے جن نے ان ظاہر و قائع میں شک کی گنجائش ہرگز نہ چھوڑی۔ اور نہ ہی بڑے بڑے واقعات میں۔ اور مصور متاخرہ میں اضافہ شدہ احداث۔ معجزات اور واقعات کی معرفت ہمارے لئے آسان کردی جس کو عقل جاہلی نے بیان کیا۔ جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حیران کن خصلت کی شہرت میں راغب تھی اور جسنے اللہ تعالی کی اپنے رسول کو عطا کردہ جلالت مقام۔ تقدس رسالت اور عظمت سیرت کی زیادتی کا ارادہ کیا

وہ اہم ترین حقیقت جس سے سیرت مصطفیٰ علیہ التحیہ والثنا ممتاز ہوجاتی ہے اس کا وہ واضح دقیق اور ہر دور اور مختلف مراحل میں توثیق شدہ ہونا ہے حتی کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت پاک سے انصاف کرنے والے بعض مستشرقین کو بھی کہنا پڑا یہ تو ہر رسول کی سیرت سے احسن بھی ہے اور عظیم بھی۔ انہوں نے اس حقیقت کا اعتراف کیا کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم وہ ذات یکتا ہیں جو سورج کی روشنی میں پیدا ہوئے۔ یہ آپکی سیرت کی دقت صحت اور توازن پر واضح ثبوت ہے۔ یہ معطر سیرت نبویہ اس حیثیت سے بھی ممتاز ہے کہ یہ آپ کی رسالت کی مصداق اور تصدیق بن کر آئی ہے اور آپ کی رسالت کی صداقت پر دلیل فراہم کرتی ہے اور بے شک اللہ تعالی نے آپ کو ایسے حق کے ساتھ مبعوث فرمایا جس میں کسی جہت سے بھی باطل نہیں آسکتا۔ آپ کی سیرت ایک انسان کامل کی ایسی کامل اور واضح سیرت ہے جس کی بنا پر آپ نے اللہ رب العزت کی طرف علی وجہ البصیرۃ دعوت دی اور فطری طریقے پر راہ خداوندی میں کامل طور پر جہاد کیا۔

پھر اپنی قوم کی طرف تشریف لائے اور انہیں صحیح عقیدہ کی طرف دعوت دی تو انہوں نے آپ کو اذیت پہنچائی۔ آپ سے جنگ کی جس پر آپ جنگ کے لئے مجبور ہوگئے تو پھر آپ نے بھی جنگ کی۔ اللہ تعالی نے آپکی مدد اور تائید فرمائی۔ آپ اپنی دعوت میں مگن رہے بالا خر کامیاب ہوئے اور اسلام کے پاکیزہ عقیدہ و اعمال، موعظہ حسنہ اور جدال حسنہ کے ذریعے پوری دنیا میں پھیل گئے۔ آپ نے لوگوں کو شرک کی

تاریکیوں سے نکالا۔ اور اللہ واحد قہار کے نور توحید کی طرف خوبصورتی سے لے گئے

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت پاک اتنی معطر و پاکیزہ ہے کہ کوئی کبھی بھی اس کو گدلا نہ کرسکا۔ دشمنوں کی کوشش کینہ اور بغض کے باوجود کوئی بھی آپ کے اخلاق کریمہ اور اسوہ حسنہ میں نقص نکالنے کی جرائت نہ کرسکا

آپ کی سیرت طیبہ واضح اور روشن ہے۔ سب کی سب حق ہے۔ سب کی سب سچ ہے آپ کے دوستوں سے پہلے دشمنوں کے لئے واضح ہے۔ وہ آپ کی سچائی، شرافت، کرم، عقل کی پختگی اور امانت کا اعتراف کرتے تھے وہ آپ پر جھوٹ جنون خیانت اور جادوگر کی تہمت لگانے میں کامیاب نہ ہو سکے۔ اگر آپ کی حیات طیبہ میں کوئی عیب اور نقص ہوتا تو عظماء قریش جو ہروقت آپ کو اور آپ کی رسالت کو جھٹلانے کے درپے تھے وہ یہ موقع ہاتھ سے نہ جانے دیتے۔ لیکن وہ آپ کو کسی نقص سے متہم نہ کرسکے بلکہ وہ آپ کا باہمی تعارف بھی امین سے کرواتے تھے

کیا قریش کے لئے آپ کی رسالت کی تردید کے لئے یہ ہی کافی نہ تھا۔ کہ وہ آپ کے چند ایسے امور کا ذکر کردیتے جن پر آپ کا عمل حق کے خلاف یا وہ آپ کے خلاف گواہی دے سکتے کہ آپ نے ان سے وعدہ خلافی کی ہے۔ یا ان اموال میں خیانت کی ہے یا کسی شے کے بارے میں ان سے جھوٹ بولا ہے۔

قریش نے تو اپنے مال اور اپنی جانیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی دشمنی میں خرچ کردیں اور انہوں نے اپنے جگر کے ٹکروں کی بھی آپ سے قتال کے لئے قربانی سے دریغ نہ کیا حتی کہ ان میں سے ہی کثیر قتل بھی ہوئے اور زخمی بھی۔ لیکن وہ آپ کے دامن پاک پر کسی داغ دھبے کی تلاش میں کامیاب نہ ہو سکے۔ اور نہ ہی آپ کے اخلاق عظیم میں کوئی نقص نکال سکے۔ حالانکہ آپ کے احوال۔ افعال اور معاملات تمام لوگوں کے لئے ظاہر تھے۔ اس میں آپ کے احباب و اعداء سبھی برابر ہیں۔ آپ کی حیات طیبہ کی کوئی چیز ان کے لئے راز نہ تھی۔ ایک دن وہ ایک

اجتماع میں آپ کے بارے میں مشورہ کرنے کی خاطر اکٹھے ہوئے تو نضر بن حارث آگے بڑھا۔ یہ بڑا ہوشیار، صاحب مرتبہ واقعات اور خفیہ امور کا جاننے والا تھا۔ قریش کو مخاطب ہوکر کہنے لگا اے معشر قریش امر محمد ـــــ صلی اللہ علیہ وسلم نے ـــــ تم کو ـــــ تھکا دیا ہے اور تم ان میں نقص نکالنے سے عاجز ہوگئے ہو۔ نضر بن حارث ایک دانا و حکیم شخص تھا۔ دوبارہ کہنے لگا۔ آپ میں محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) پروان چڑھے اور جوان ہوگئے وہ تمہارے لئے محبوب ترین اور صادق ترین تھے۔ تم نے انہیں امین بنایا۔ پھر وہ بڑھاپے کی طرف بڑھے ان نے یہ امر رسالت تم پر پیش کیا تو تم کہنے لگے کہ وہ ساحر ہیں، کاہن ہیں، شاعر ہیں، مجنون ہیں اللہ کی قسم میں نے ان کا کلام سنا ہے اور تم نے بھی انکا کلام سنا ہے۔ وہ تمہارے ذکر کردہ امور میں سے تو کچھ بھی نہیں ہے۔ اس گواہی نے قریشی سرداروں کو ہلادیا ور خاموش کردیا۔ وہ حقیقت محمد علیہ الصلوۃ والسلام سے آشنا تھے کہ آپ صادق ہیں۔ نہ ہی شاعر ہیں اور نہ ہی مجنون ـــــ لیکن ان کی بد بختی ان پر غالب آگئی۔

اللہ تعالیٰ نے روم کے بادشاہ ہرقل اور ابو سفیان کے درمیان ہونے والے مکالمہ میں اس کو سچ بلوایا۔ اس دن ـــــ ابو سفیان ـــــ آپکی عداوت و دشمنی کے باوجود ـــــ آپکی شہرت کو داغدار نہ کرسکا ـــــ اور نہ ہی آپکے اخلاق کو ۔ حالانکہ وہ بدترین دشمن تھا۔ کیونکہ وہ کفار قریش کا سردار تھا۔ یہ اسکے لئے ہرقل کے سامنے بہترین موقع تھا کہ وہ آپکو کاذب کہے یا مجنوں یا آپکے نسب و اصل میں کوئی تہمت لگائے۔ لیکن اللہ تعالیٰ آپکو لوگوں سے محفوظ رکھنے والا ہے اور آپکے دین کو غالب کرنے والا ہے اگرچہ مشرکین ناپسند ہی کریں۔ اب ہم ہرقل اور ابو سفیان کے باہمی مکالمہ کو نقل کرتے ہیں۔

ہرقل ابو سفیان سے نبی کریم علیہ الصلوہ والتسلیم کے بارے میں سوال کرتا ہے

ہرقل۔ تم میں انکا نسب کیسا ہے؟

ابو سفیان۔ وہ ہم میں اچھے نسب والے ہیں

ہرقل۔ کیا تم میں سے یہ دعویٰ پہلے بھی کسی نے کیا؟

ابو سفیان۔ نہیں

ہرقل۔ کیا انکے آباء میں سے کوئی بادشاہ تھا؟

ابو سفیان۔ نہیں

ہرقل۔ امراء نے انکے پیروی کی یا ضعفاء نے؟

ابو سفیان۔ ضعفاء نے

ہرقل۔ کیا وہ بڑھ رہے ہیں یا کم ہو رہے ہیں؟

ابو سفیان۔ وہ بڑھ رہے ہیں

ہرقل۔ کیا انکے دین پر ناراضگی کی وجہ سے کوئی مرتد ہوا؟

ابو سفیان۔ نہیں

ہرقل۔ کیا تم انکو جھوٹ کی تہمت لگاتے ہو؟

ابو سفیان۔ نہیں

ہرقل۔ کیا انہوں نے کبھی غداری کی؟

ابو سفیان۔ نہیں۔ لیکن اب ہمارا ان سے معاہدہ ہوا ہے دیکھو وہ کیا کرتے ہیں

ہرقل۔ وہ تمہیں کس چیز کا حکم دیتے ہیں؟

ابو سفیان۔ وہ فرماتے ہیں۔ فقط اللہ کی عبادت کرو۔ کسی چیز کو اسکا شریک نہ ٹھہراؤ جو تمہارے آباء کہتے تھے انکو ترک کردو اور وہ ہمیں نماز، سچ، پاکدامنی اور صلہ رحمی کا حکم دیتے ہیں (۸۴)

یہ ایک بدترین دشمن کی گواہی ہے۔ اور فضیلت وہ ہی ہے جس کی گواہی دشمن بھی دیں کیا اس سے بڑی کوئی گواہی ہو سکتی ہے؟ مقام صورت حال بڑی نازک ہے اور سائل صاحب شوکت بادشاہ ہے اور ایسے شخص سے سوال کرتا ہے جسکا سینہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں کینہ سے بھرپور ہے پس وہ اس میں فقط سچ اور حق ہی کہہ سکا۔ تو کیا محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے عظیم رسول کامل کوئی ہو سکتا

ہے ۔ اور اس سے کوئی گواہی زیادہ سچی ہو سکتی ہے۔ بے شک تاریخ رسل اس کی نظیر پیش کرنے سے عاجز ہے **واللہ غالب علی امرہ ولکن اکثر الناس لا یعلمون** (اللہ ہی ہر چیز پر غالب ہے لیکن اکثر لوگ جانتے نہیں)

(۳) آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت کی معرفت ـــــ آپ کی محبت سے لطف اندوزی کا ذریعہ ہے

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت سے لطف اندوز ہونے اور آپ کو اسوہ بنانے کے لئے آپ کی حیات طیبہ اور سیرت مقدسہ کی معرفت ضروری ہے کیونکہ وہ واقعی اور حقیقی مثال ہے

اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا خلق تو قرآن حکیم ہے ۔ اور وہ قرآن حکیم کے عین مطابق ہے جس طرح وہ اللہ عزوجل کی بارگاہ سے آیا اور جس طرح سبحانہ و تعالی نے ارادہ فرمایا جو قرآن سے محبت کرتا ہے اس کے لئے ضروری ہے کہ وہ سیرت مصطفیٰ سے بھی محبت کرے ۔ کیونکہ قرآن ہی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا خلق ہے جس طرح کہ آپ پر درود پاک پڑھنا رحمت عظیم اور نعمت کبیرہ ہے اور پروردگار عالم کی طرف سے فضل کبیر ہے

اس وقت اس رسول کریم علیہ الصلوۃ والتسلیم کی اس عطربیز سیرت کی طرف توجہ کی اہمیت واضح ہوجاتی ہے جو عرب کے بہترین گھر میں پیدا ہوئے ۔ نسب کی جہت سے ارفع، قبیلہ کی جہت سے اعظم، اور قدر و منزلت کے اعتبار سے اعلی ہیں

حضرت عباس رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں ۔ کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد گرامی ہی اللہ تعالی نے مخلوق کو پیدا کیا تو مجھے ان کے بہترین گروہوں میں سے بہترین بنایا پھر قبیلوں کا انتخاب کیا تو مجھے بہترین قبیلہ عطا کیا۔ پھر گھروں کا انتخاب کیا اور مجھے بہترین گھر عطا کیا ۔ میں ذات کے اعتبار سے بھی بہتر ہوں اور گھر کے اعتبار سے بھی (۸۵)

(۴) میں نبی تھا ـــــ جب آدم روح وبدن کے مرحلہ میں تھے

مصطفیٰ کریم ـــــ صلوات اللہ وسلام علیہ والہ وصحبہ ـــــ کی معطر سیرۃ طیبہ کے تفصیلی ذکر سے پہلے قارئین کے سامنے ان احادیث صحیح کو پیش کرتے ہیں جو شہادت دیتی ہیں کہ اللہ رب العزت نے سیدنا آدم علیہ الصلوۃ والسلام کی تخلیق سے پہلے سیدنا محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو ـــــ خاتم الانبیاء والمرسلین ـــــ اور ـــــ رحمۃ اللہ للعلمین ـــــ بنانے کے لئے منتخب فرمالیا۔ پھر اہل کتاب ـــــ یہود ـــــ اور نصاریٰ کا ـــــ آپ صلوات اللہ وسلام علیہ کی بعثت کے بارے میں موقف پیش کرنے کے درپے ہونگے

رسول اللہ ـــــ صلی اللہ علیہ وسلم ـــــ تمام آسمانی رسالتوں کے لئے خاتم بن کر تشریف لائے ۔ آپ خاتم المرسل والانبیاء ہیں ـــــ اور آپ کی رسالت ـــــ خاتم المرسلات ہے

اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم اس وقت بھی نبی تھے جب آدم علیہ الصلوۃ والسلام ابھی اپنی مٹی کے مرحلے میں تھے ۔ اور اس بارے میں حدیث معروف ہے ۔ حضرت عرباض بن ساریہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں ۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔ جب آدم علیہ السلام ابھی اپنی مٹی کے مرحلے میں تھے میں اس وقت بھی اللہ کے ہاں خاتم النبین تھا۔ احمد ۔ حاکم اور ابن حبان نے اس کو روایت کیا اور صحیح قرار دیا ۔ اور ذھبی نے بھی اس کی صحت کو ثابت رکھا(۸۶)

اسی طرح حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی حدیث ہے ۔ عرض کیا ـــــ یا رسول اللہ کب آپ کے لئے نبوت واجب ہوئی۔ فرمایا جب آدم ابھی روح وجسم کے درمیان تھے۔ اس کو ترمذی اور حاکم نے روایت کر کے صحیح قرار دیا اور ذھبی نے بھی اس کو برقرار رکھا(۸۷)

(۵) آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت ـــــ اہل کتاب کا موقف

اہل کتاب جانتے تھے کہ آپ رسول اللہ ہیں۔ اور عنقریب ہی اللہ تعالی آپ کو مبعوث فرمائے گا۔ لیکن وہ حق کو پہچاننے اور تیقن کے باوجود انکار کرتے تھے اس ضمن میں ان کے حق میں باری تعالی نے ارشاد فرمایا۔ **وکانوا من قبل یستفتحون علی الذین کفروا فلما جاءھم ما عرفوا کفروا بہ** (۸۸) (اور وہ پہلے تو کفار پر آپ کے توسط سے فتح طلب کرتے تھے لیکن جب وہ ان کے پاس تشریف لے آئے جن کو وہ پہچانتے تھے تو انکار کرنے لگے)

اور باری تعالی نے ارشاد فرمایا۔ **الذین یتبعون الرسول النبی الامی الذین یجدونہ مکتوبا عندھم فی التوراۃ والانجیل یامرھم بالمعروف وینھاھم عن المنکر ویحل لھم الطیبات ویحرم علیھم الخبائث ویضع عنھم اصرھم والاغلال التی کانت علیھم فالذین امنوا بہ وعزروہ ونصروہ واتبعوا النور الذی انزل معہ اولئک ھم المفلحون** (۸۹) (یہ وہی ہیں جو اس رسول کی پیروی کرتے ہیں جو نبی امی ہیں جن کے ذکر کو اپنے پاس توراۃ وانجیل میں لکھا ہوا پاتے ہیں۔ وہ نیکی کا حکم دیتے ہیں اور انہیں برائی سے روکتے ہیں۔ ان کے لئے پاک چیزیں حلال کرتے ہیں اور ان پر ناپاک چیزیں حرام کرتے ہیں۔ اور انکا بوجھ اتارتے ہیں اور وہ زنجیریں جو انہیں جکڑے ہوئے تھیں کاٹتے ہیں تو جو لوگ ان پر ایمان لائے اور ان کی تعظیم و امداد کی اور جو نور ان کے ساتھ اتارا گیا اس کی پیروی کی وہی کامیاب ہیں)

اور اللہ عزوجل نے ارشاد فرمایا۔ **الذین اتینھم الکتاب یعرفونہ کما یعرفون ابناءھم وان فریقا منھم لیکتمون الحق وھم یعلمون** (۹۰) (جن لوگوں کو ہم نے کتاب دی ہے وہ انہیں اپنے بیٹوں کی طرح پہچانتے ہیں اور بے شک ان میں سے ایک گروہ حق کو جان بوجھ کر چھپاتا ہے)

اور عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما کی حدیث میں ہے جب توراۃ میں مذکور وصف النبی کے بارے میں سوال کیا گیا فرمایا۔ ہاں۔ اللہ کی قسم توراۃ میں آپ ان ہی صفات کے ساتھ موصوف ہیں جن کا ذکر قرآن حکیم میں ہے اے نبی ہم نے آپ کو شاہد مبشر اور نذیر بنا کر بھیجا ہے اور ان پڑھوں کی لئے جائے پناہ۔ آپ میرے بندے اور میرے رسول ہیں۔ میں نے آپ کا نام متوکل رکھا ہے۔ ترش رو سخت دل اور بازاروں میں گھومنے والے نہیں ہیں۔ برائی کو برائی سے نہیں روکتے۔ بلکہ معاف کرتے ہیں۔ بخش دیتے ہیں۔ اللہ تعالی آپ کو اس وقت تک وصال عطا نہ فرمائے گا جب تک ٹیڑھی ملت آپ کے تصدق سے سیدھی نہ ہو جائے کہ وہ لا الہ الا اللہ پکارنے لگے۔ اور ان کے سبب اندھی آنکھیں بہرے کان اور ڈھکے دل کھل نہ جائیں (۹۱)

اور سلمان فارسی رضی اللہ عنہ نے صاحب عموریہ کی وصیت کا ذکر یوں کیا۔ اے میرے بیٹے میں لوگوں میں کسی سے بڑے باعمل عالم کو نہیں جانتا کہ تجھے ان کی بارگاہ میں جانے کا حکم دوں تجھ پر البتہ اس نبی کا زمانہ سایہ فگن ہے جو دین ابراہیم کے ساتھ مبعوث ہونگے اور سرزمین عرب سے دعوت کا آغاز کریں گے۔ دو حرّۃ (پہاڑیوں) کی درمیانی زمین انکی ہجرت گاہ ہوگی۔ دونوں کے درمیان کھجوریں ہونگی ان کی علامات پوشیدہ نہیں ہیں ہدیہ کھائیں گے اور صدقہ نہیں کھائیں گے۔ دونوں کندھوں کے درمیان ختم نبوت ہوگی۔ اگر تو اس شہر میں جا سکے تو ضرور جانا۔ (۹۲)

اور اس لئے بھی کہ مشیت ایزدی نے تو دین محمدی کو سب جہانوں کا دین بنانے کا فیصلہ کرلیا۔ اللہ تعالی نے تو ان سے عہد و میثاق لیا کہ اگر ان پر نازل ہونے والے صحائف کو تصدیق کرتے ہوئے محمد صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لے آئیں تو وہ ان پر ایمان لائیں گے۔ فی الحقیقت اس میں ان امتوں اور گروہوں کو تنبیہہ تھی جو زمانہ مصطفوی کو پائیں گے کہ وہ آپ پر ایمان لائیں، آپ کی دعوت کی تصدیق کریں کیونکہ وہ ایسی دعوت ہوگی جس کی طرف کسی جہت سے بھی باطل نہ آئیگا۔ اور اس

لئے بھی کہ وہ عالمی دعوت ہوگی جس کے مقدر میں اللہ تعالی نے خود لکھ دیا ہے۔
آسمانوں کے پھٹنے تک ـــــ ستاروں کے ٹوٹنے تک ـــــ اور زمین و آسمان کے
بدل جانے تک

اسی بارے میں اللہ عزوجل ارشاد فرماتا ہے **واذ اخذ اللہ میثاق النبین لما اتیتکم من کتاب و حکمۃ ثم جاء کم رسول مصدق لما معکم لتؤ منن بہ و لتنصرنہ قال اقررتم واخذتم علی ذلکم اصری قالوا اقررنا قال فاشھدوا وانا معکم من الشھدین** (۹۳) (اور یاد کرو جب اللہ تعالی نے انبیاء سے پختہ وعدہ لیا کہ تمہیں اس کتاب و حکمت کی قسم جو میں تمہیں عطا کروں پھر میرا رسول تمہاری کتابوں کی تصدیق کرتا ہوا تمہارے پاس تشریف لے آئے تو تم ضرور ان پر ایمان لانا اور ضرور ان کی مدد کرنا فرمایا کیا تم نے اقرار کر لیا اور اس پر میرا بھاری ذمہ اٹھالیا سب نے عرض کی ہم نے اقرار کیا فرمایا تو گواہ رہنا۔ اور میں تمہارے ساتھ گواہوں سے ہوں)

جس طرح اللہ تعالی نے اس نبی عظیم کی عظمت کی خبر پہلے انبیا کو انکی کتابوں میں دی اور ان کے لئے آپ کے اوصاف اور علامات ذکر کردیں جن سے شک کا پردہ چھٹ جاتا ہے اور طریق حق روشن ہوجاتا ہے۔ اس بارے میں اللہ تعالی ارشاد فرماتا ہے۔ **الذین یتبعون الرسول النبی الامی اولئک ھم المفلحون**

اور ارشاد فرمایا ہے **واذ قال عیسی بن مریم یابنی اسرائیل انی رسول اللہ الیکم مصدقا لما بین یدی من التوراۃ و مبشرا برسول یاتی من بعدی اسمہ احمد فلما جاءھم بالبینات قالوا ھذا سحر مبین** (۹۴)

(اور جب فرزند مریم عیسی نے فرمایا میں تمہاری طرف اللہ کا رسول ہوں مجھ سے پہلے آنے والی توراۃ کی تصدیق کرنے والا ہوں۔ اور ایسے رسول کی خوشخبری سنانے والا ہوں جو میرے بعد تشریف لائے گا۔ اس کا نام احمد ہوگا۔ جب وہ ان کے پاس روشن نشانیوں کے ساتھ تشریف لے آیا تو انہوں نے کہا یہ تو کھلا جادو ہے)

توراۃ وانجیل میں آپ کے بارے میں اخبار اور اوصاف ہیں جو آپ کی نبوت کی صداقت کی تائید کرتے ہیں۔ اگر ان کے دلوں پر کینہ اور حسد کا زنگ نہ ہوتا تو یہ مضبوط دلائل ہیں اور واضح حجیت کی اقامت کے لئے کافی تھے ثعلبہ بن ھلال ـــــ جو احبار یہود سے ہیں ـــــ کی روایت کا ذکر کردینا ہی کافی ہے جب ان سے حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے پوچھا۔ مجھے توراۃ میں مذکورہ صفات نبی کے بارے میں بتایئے تو ان نے کہا۔ آپ کی صفت توراۃ نبی ہارون میں ـــــ جو تغیر پذیر نہیں ہوئی۔ یہ ہے کہ آپ اسماعیل بن ابراہیم کی اولاد سے ہیں۔ نام نامی احمد ہے۔ آخرالانبیاء ہیں۔ ایسے نبی عربی ہیں جو ابراہیم کے دین حنیف کے ساتھ تشریف لائیں گے۔ ان کے ہمراہ نماز ہوگی۔ یہ اگر قوم نوح میں ہوتی تو وہ طوفان سے ہلاک نہ ہوتی۔ اگر قوم عاد میں ہوتی تو وہ ہوا کے سبب ہلاک نہ ہوتی اگر قوم ثمود میں ہوتی تو وہ کڑک سے ہلاک نہ ہوتی۔ مکہ میں پیدا ہونگے اور وہ امی ہونگے نہ لکھیں گے نہ مکتوب پڑھیں گے وہ سختی و نرمی میں اللہ تعالی کی بے حد حمد بیان کریں گے ملا عکہ سے ان کا صاحب جبرائیل ہوگا۔ قوم کی شدید اذیتیں جھیلیں گے۔ بالاخر ان پر حکمران ہوں گے۔ یثرب میں کئی واقعات رونما پذیر ہونگے۔ کچھ ان کے حق میں کچھ ان کے حق میں لیکن نتیجہ آپ کے حق میں ہی ہوگا۔ ان کے ہمراہ ایسے افراد ہوں گے جو پہاڑ کی چوٹی سے دامن کی طرف تیز چلنے والے پانی سے بھی زیادہ موت کی طرف دوڑیں گے۔ ان کے سینوں میں اناجیل ہوگی۔ ان کا پسندیدہ عمل شہادت ہوگا۔ دن کے شیر اور رات کے راھب ہونگے۔ آپ کا دشمن مہینہ بھر کی مسافت سے ہی مرعوب ہوگا۔ بنفسہ جنگ کریں گے۔ پھر نکلیں گے اور حکم دیں گے آپ کے ساتھ نہ کوئی محافظ ہوگا نہ دربان۔ اللہ تعالی ہی آپ کی حفاظت کریگا۔

اسی طرح انجیل متی اصحاح نمبر گیارہ آیت نمبر چودہ میں ہے۔ **ان اردتم ان تقبلوا الھذا ھو ایلیا المزمع ان یاتی** (کہ اگر تم اتباع کرنا چاہتے ہو تو ایلیا کی اتباع کرو جو امجد کے قاعدہ کے حساب کے مطابق احمد ہے) اس میں آنے والے احمد نامی

نبی کی اتباع کا واضح اشارہ ہے۔

اور انجیل برنابہ فصل انتالیس میں ہے۔ جب آدم علیہ السلام اپنے قدموں پر کھڑے ہوئے تو فضا میں ایک پرچہ دیکھا جس کی عبارت سورج کی طرح چمک رہی تھی۔

لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ۔ اللہ تعالی سے محمد رسول اللہ کا معنی پوچھا تو باری تعالی نے ارشاد فرمایا۔ یہ آپ کا فرزند ہے جو دنیا میں ہزاروں برس بعد میں آئیگا اور جب آئیگا تو ساری دنیا کو ہدایت اور نور عطا فرمائے گا۔

یہ تو اس دریا سے ایک چلو اور کثیر سے قلیل ہے جس سے توراۃ اور اناجیل مختلف لبریز ہیں اور سچ کہا اللہ تعالی نے جب ان اوصاف اور بشارات کے بارے میں فرمایا۔ **یجدونہ مکتوبا عندھم فی التوراۃ والانجیل** اور یہ ان کے معظم سے ہے۔ جب کہ ہم نے انجیل برنابہ کو مستثنی کردیا ہے۔ یہ رموز و اشارات کند ذھنوں پر پوشیدہ رہے۔ اور بیمار آنکھوں سے ڈھکے رہے۔ اگر اس طرح نہ ہوتا تو وہ ان کو اپنی کتابوں میں کبھی بھی باقی نہ رکھتے کیونکہ وہ تو اسلام اور نبی اسلام کے بدترین دشمن تھے (۹۵)

سیرت صادقہ ـــــ اور ـــــ انسان کامل

بلاشک وشبہ سیرت محمدیہ اتم اور اشمل ہے بلکہ پوری تاریخ کی کامل ترین سیرت ہے فضل خداوندی سے سند و روایت میں، صحت اور ثبوت کے اس درجہ پر ہے جو اور کسی سیرت کو نصیب نہ ہوا

اہل اسلام نے اس کی تدوین۔ تدقیق اور توثیق کا خوب اہتمام کیا۔ اس کی ترویج کا اہتمام کیا اس کی قرأت۔ چھان بین۔ بحث اور استیعاب کی طرف پوری توجہ دی تاکہ یہ ایک ایسی مشعل ہوجائے جو ان کی راہ کو روشن کردے۔ اسی طرح

آپ کی آل بیت طیبین طاھرین، آپ کے خلفائے راشدین، آپ کے پاکباز صحابہ کرام اور تابعین جن کا احسان روز قیامت تک ہے۔ کی سیرت کا اہتمام کیا

اہل اسلام نے کیا اور یہ کرتے رہیں گے۔ جس طرح ہم نے ذکر کیا۔ آپ کی اکمل و اشمل سیرت پاک آپ کی حیات طیبہ کے تمام اطوار اور تفاصیل کی جامع ہے۔ آپ کے والد محترم حضرت عبداللہ بن عبدالمطلب کی حضرت آمنہ بنت وھب کے ساتھ شادی سے لے کر۔ بلکہ اسی سے بھی بہت پہلے سے۔ اور آپکے یوم ولادت سے یوم وصال تک۔

اس طرح رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت پاک ہر مرحلہ میں واضح ترین اور صحیح ترین ہے۔

سیرۃ نبویہ کی صحت کا امتیاز یہ ہے کہ اس میں شک کی کوئی گنجائش نہیں ہے۔ اور یہ خصوصیت انبیاء سابقین میں سے کسی نبی کی سیرت کو حاصل نہیں ہے۔ موسیٰ علیہ السلام کی سیرت کے صحیح واقعات ہمارے ہاں یہود کی تحریف و تبدل کی وجہ سے ملتبس ہیں۔ اور ہم موجودہ توراۃ پر آپ کی سیرۃ صادقہ کے استخراج کے لئے انحصار نہیں کرسکتے کیونکہ اس کے کئی اسفار میں مغربی نقاد شک کرنے لگے ہیں بلکہ بعض نے تو بالجزم فیصلہ دیا کہ اسکی بعض کتابیں موسی علیہ السلام کی زندگی میں نہیں لکھی گئیں۔ اور نہ ہی بعد کے کسی قریبی زمانہ میں بلکہ عرصہ دراز گزرنے کے بعد لکھی گئیں ہیں۔ ان کے کاتبین کے بارے میں بھی معلوم نہیں اور یہ ہی چیز سیرۃ موسی علیہ السلام کی صحت میں تشکیک کے لئے کافی ہے۔ اسی طرح توراۃ میں وارد ہے۔ اسی لئے ایک مسلمان آپ کی سیرت کے اس گوشے پر ایمان رکھتا ہے جو قرآن کریم اور سنت نبویہ صحیحہ میں وارد ہوا

اسی طرح حضرت عیسی علیہ السلام کی سیرت ہے یہ رسمی مشہور اناجیل مسیح گرجا گھروں میں یہ تو حضرت مسیح سے سینکڑوں برس بعد میں لکھی گئیں۔ اور ان کو ان سینکڑوں اناجیل سے منتخب کیا گیا جو ان دنوں مسیحوں کے ہاتھوں میں بکھری پڑی تھیں

پھر ان اناجیل کی ان کے لکھنے والوں کی طرف نسبت بھی کسی ایسے طریق علمی سے ثابت نہیں جس سے دل مطمئن ہو ان کے لکھنے والوں کی طرف کوئی متصل سند مروی نہیں۔ بلکہ مغربی ناقدین کے ہاں ان کے ناموں میں بھی اختلاف ہے۔ اس میں بھی اختلاف ہے کہ وہ کون تھے اور کس زمانے میں تھے(۹۶)

جنہوں نے سیرت کی کتابوں کا مطالعہ کیا ہے وہ مکمل جانتے ہیں کہ سیرت نبویہ کے مصادر کیا ہیں اور ہر لکھنے والے کے مکمل حالات سے بھی باخبر ہیں۔ اور یہ کتابیں آپ کی حیات طیبہ کے ہر گوشہ کو شامل ہیں۔ اور آپ کی طرف منسوب ہر حق اور باطل اور ہر سچ اور جھوٹ کو متضمن ہیں۔ اور یہ سب کچھ بالتفصیل معلوم ہے اور ناقدین کے لئے یہ واضح ہے۔ اس سیرت کی چھان بین کرنے والا تمام جوانب اور تفاصیل کے ساتھ اس کی واضح کامل صورت پر مطلع ہو سکتا ہے۔ یہاں تک کہ آپ کی طرف منسوب سب احادیث حفظ کی گئیں چاہے وہ صحیح ہوں یا ضعیف بلکہ مکذوب علیہ بھی ہر چیز مستحکم ہے۔ اپنی سند میں روایت میں اور رجال میں مدقق ہے سائل کے دل میں یہ خیال کھٹک سکتا ہے اور وہ پوچھ سکتا ہے کہ محدثین نے موضوعات اور ضعاف کو کیوں یاد کیا۔ انہوں نے صحاح پر اکتفاء کیوں نہ کیا اور غیر صحاح کو چھوڑ کیوں نہ دیا؟۔ تو اس کا جواب یہ ہے کہ محدثین نے ان احادیث کو مختلف اسانید اور درجات کے ساتھ یاد کرنے میں تنگی اس لئے محسوس نہ کی تاکہ ان احادیث میں طعن کرنے والا یہ دعویٰ نہ کر سکے کہ مسلمانوں نے بعض احادیث کو اپنے رسول پر ڈر کی وجہ سے پوشیدہ رکھا کیونکہ وہ مکذوبہ ہیں یا ضعیفہ ہیں تو محدثین نے اس نکتہ چینی اور جھوٹ وضعف کو دور کردیا جسطرح کہ آجکل اسی وجہ سے طعنہ زن اخبار مسیحیہ پر طعنہ زنی کرتے ہیں۔ بہرحال محدثین نے تو ہر اس چیز کو جمع کر دیا جس کا نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ علاقہ تھا۔ صحیح ہو وہ یا باطل۔ اور اس کی جانچ پڑتال کے لئے قواعد بنائے۔ اور ان کی تحقیق کے لئے اصول وضع کئے جنہوں نے صحاح کو فاسدہ سے ممتاز کیا جاسکتا ہے۔ اور کمزور کو قوی سے علیحدہ کیا جا سکتا

ہے۔ رفعت، وقت اور بحث کے لئے ایسے اصول اور قواعد منظر عام پر آئے جس سے اہل ایمان کا دل مطمئن ہو جاتا ہے اور کینہ پرور اور سرکش حاسدین کی زبانیں گنگ ہو جاتی ہیں۔

کسی انسان کی زندگی ---- جب صحت تاریخ اور ثبوت روایت سے پہنچے تو وہ لوگوں کے لئے قابل اتباع اسوۃ اور لائق اقتداء مثال اسی وقت بن سکتی ہے جب اس کے تمام اطوار لوگوں کو معلوم ہوں۔ ولادت سے لیکر وفات تک آپ کے زمانہ کے لوگوں کو معلوم ہے۔ ان کے بعد میں آنے والوں کیلئے تاریخ نے اس سیرت کو محفوظ کر لیا۔ تو آپ کی حیات آپ کی قوم کی آنکھوں سے ایک لمحہ کیلئے بھی پوشیدہ نہ رہی

آپ کے تمام اطوار اور زندگی کے امور، آپ کی ولادت رضاعت بچپن، جوانی بڑھاپا سب کے سب ظاہر ہیں اور ان کے تفاصیل معلوم ہیں

تاریخ نے اس نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی تجارتی مصروفیتوں کو آپ کی کیفیت زواج کو جانا۔ لوگوں نے آپ کی صداقت کی خصلتوں کو جانا۔ اور نبوت سے پہلے آپ کے ایفائے عہد کا مشاہدہ کیا۔ ان کے ساتھ متصل ہوئے اور ان کو امین قرار دیا۔ کعبہ میں اپنی جگہ جو حجراسود کو رکھنے میں جب اختلاف رونما ہوا تو آپ کو حکم بنایا۔ پھر جب اللہ نے آپ کو خلوت محبوب بنادی تو اس حالت سے واقف ہوئے غار حرا میں آپ ان سے جدا ہوگئے۔ جب اسلام کا مرحلہ شروع ہوا آپ لوگوں کو دعوت دینے لگے اور قرآن کی تبلیغ کرنے لگے وہ ان سب احوال کو دیکھتے رہے

پھر تاریخ نے دیکھا کہ کس طرح انہوں نے مخالفت اور عناد سے کام لیا اسلام کیلئے جو محنت و مشقت آپ نے اٹھائی کیا وہ تاریخ سے پوشیدہ ہے۔ جب آپ نے اہل طائف کو بتوں کی عبادت سے روکنے اور اللہ کی عبادت کا حکم دینے کے لئے گئے تو انکا سلوک کیا تاریخ سے مخفی ہے اور کیا تاریخ بھول گئی جب آپ نے اہل مکہ کو

معراج کی خبر دی ۔ حالانکہ اس وقت مسلمانوں کی تعداد تھوڑی تھی اور مشرکین کی اکثریت

پھر کیا تاریخ کی نگاہ سے آپکی ہجرت' آپ کی ہجرت کے ساتھی ' آپ کے غزوات ' ان کے اسباب نزی اور صلح کے وقت آپ کا موقف 'کئے ہوئے معاھدے اور صلح حدیبیہ کے امور پوشیدہ ہیں؟

جنھوں نے سیرت نبویہ کی کتب کا مطالعہ کیا وہ ہمارے ذکر کردہ اور غیر مذکورہ امور کو جانتے ہیں ۔ اور بادشاہوں سرداروں اور والیوں کی طرف مکتوبات سے وقف ہیں جن سے آپ دین الٰہی ' دین اسلام اور دین وفاق کی طرف دعوت دیتے تھے ۔ تاریخ انسانی دین کی تکمیل خداوندی تک آپ کی اللہ کی راہ میں کوشش اور دعوت اسلام کی تبلیغ میں محنت کو پہچانتے ہیں ۔ حجہ الوداع اور وصال پاک تک باخبر ہیں

کیا آپ کی کسی چیز سے تاریخ بے خبر ہے ۔ کیا اس رسول اعظم اور ان کی رسالت سے متعلق کسی امر پر پردہ خفا ہے؟

آپ کی زندگی کی تمام تر تفاصیل آپ کی روزانہ کی زندگی کے سب امور ' آپ کا قیام آپ کا جلوس ' نیند سے بیدار ہونا ضحک اور تبسم کی کیفیت ۔ رات اور دن کی عبادت 'کھانے پینے اور پہننے کا اسلوب ' آپ کے پسندیدہ رنگ اور خوشبو ' آپ کا اہل خانہ کے ساتھ برتاؤ اور سلوک ' آپ کی طہارت اور غسل کی تفاصیل 'گھریلو خادمین کے ساتھ برتاؤ آپ کا پاکیزہ جسم اقدس ہر ایک چیز کی کامل تفصیل تاریخ نے اس طرح محفوظ کی گویا آپ ان کو اپنی نگاہ سے دیکھ رہے ہیں

جس طرح علامہ سلیمان ندوی آپ کی سیرت کے بارے میں شمائل ترمذی کے مقدمے میں لکھتے ہیں کہ جہاں احوال نبی صلی اللہ علیہ وسلم بیان کرتے ہیں اور ان کے بارے میں جلیل و دقیق خطیر و غیر خطیر کثیر و قلیل سب اخبار شمار کیں

(۱) نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے حلیہ کا بیان (۲) آپ کی خوشی کا بیان (۳) آپ کے سفید بالوں کا بیان (۴) آپ کے خضاب کا بیان (۵) آپ کے سرمہ کا بیان

(۶) آپ کے لباس کا بیان (۷) آپ کی زندگی کا بیان (۸) آپ کے موزوں کا بیان (۹) آپ کے جوتوں کا بیان (۱۰) آپ کی انگوٹھی کا بیان (۱۱) آپ کی تلوار کا بیان (۱۲) آپ کی زرہ کا بیان (۱۳) آپ کے خود کا بیان (۱۴) آپ کے عمامہ کا بیان (۱۵) آپ کے تہہ بند کا بیان (۱۶) آپ کے چلنے کا بیان (۱۷) کپڑا اوڑھنے کا بیان (۱۸) آپ کے بیٹھنے کا بیان (۱۹) آپ کے بستر اور سرھانے کا بیان (۲۰) آپ کے تکیہ کا بیان (۲۱) آپ کے کھانے کا بیان (۲۲) آپ کی روٹی کا بیان (۲۳) آپ کے سالن کا بیان (۲۴) آپ کے وضو کا بیان (۲۵) کھانے سے پہلے اور بعد آپ کی دعا کا بیان (۲۶) آپ کے پیالے کا بیان (۲۷) آپ کے پھل کا بیان (۲۸) آپ کے پانی کا بیان (۲۹) آپ کے پینے کا بیان (۳۰) آپ کی خوشبو کا بیان (۳۱) آپ کے کلام کا بیان (۳۲) آپ کے بیان کردہ قصوں اور کہانیوں کا بیان (۳۳) آپ کی نیند کا بیان (۳۴) آپ کی عبادت کا بیان (۳۵) آپ کے ہنسنے اور مسکرانے کا بیان (۳۶) آپ کے مزاح کا بیان (۳۷) طلوع شمس کے بعد آپ کی عبادت کا بیان (۳۸) اپنے گھر میں نفلی عبادت کا بیان (۳۹) آپ کے روزے کا بیان (۴۰) آپ کی تلاوۃ قرآن کا بیان (۴۱) آپ کے رونے اور خشوع کا بیان (۴۲) آپ کی تواضع کا بیان (۴۳) آپ کے بستر کا بیان (۴۴) آپ کے اخلاق کا بیان (۴۵) آپ کے اسمائے کریمہ کا بیان (۴۶) آپ کی معاشرت کا بیان (۴۷) آپ کی عمر کا بیان (۴۸) آپ کے وصال کا بیان (۴۹) آپ کی میراث کا بیان (۵۰) آپ کی حجامت کا بیان

یہ وہ امور ہیں جو آپ کے نفس شریف اور ذات کریم سے متعلق ہیں ۔ اسی طرح آپ کی زندگی کے ہر گوشہ اور ہر جہت کے بارے میں احادیث ہیں ۔ اور سب واضح اور روشن ہیں آپ کی زندگی کا کوئی معاملہ پوشیدہ نہیں ۔ جب آپ گھر میں ہیں تو اپنے اہل وعیال اور اولاد کے درمیان ہیں ۔ اور اگر باہر ہیں تو اپنے اصحاب اور

رفقاء کے درمیان ہیں اور یہ سب کچھ مذکور و مشہور ہے (۹۷)

(۷) پاکیزہ نسب

ابو القاسم محمد بن عبداللہ بن عبدالمطلب (اور آپ کا نام شیبۃ الحمد ہے) ابن ہاشم (اور آپ کا نام عمرو ہے) بن عبدالمناف (اور آپ کا نام مغیرہ ہے) ابن قصی (اور آپکا نام زید ہے) ابن کلاب بن مرۃ بن لوی بن غالب بن فہد بن مالک بن النفر بن کنانہ بن خزیمہ بن مدرکہ بن الیاس بن مضر بن نزار بن معد بن عدنان (۹۸)

یہاں پر آپ کا غیر مشکوک صحیح نسب منتہی ہوتا ہے۔ اور عدنان بلاشک و شبہ ابراہیم خلیل اللہ کے فرزند اسمٰعیل ذبیح اللہ کی اولاد سے ہیں ـــــ صلی اللہ علی سیدنا محمد و علیہما و علی جمیع رسلہ وانبیاءہ

اور عبدالمطلب میں آپ کے ساتھ بنو علی و جعفر و عقیل ـــــ بنی طالب، بنو العباس بنو الحارث اور بنوابی لہب مل جاتے ہیں

اور عبد مناف میں آپ کے ساتھ بنو امیہ تمام بنو عبد شمس بنو المطلب اور بنو نوفل مل جاتے ہیں

اور قصی میں آپ کے ساتھ بنو عبدالعزی اور بنو عبدالدار (جن میں سے کعبہ کے دربان تھے) مل جاتے ہیں

اور کلاب میں آپ کے ساتھ بنو زھرہ (انکی والدہ ان ہی سے ہے اور آمنہ بنت وھب بن عبد مناف بن زھرہ ہے) مل جاتے ہیں

اور مرۃ میں آپ کے ساتھ بنو تیم بن مرۃ اور بنو مخزوم بن یقظہ بن مرۃ مل جاتے ہیں اور کعب میں آپ کے ساتھ بنو عدی، بنو سہم مل جاتے ہیں

اور لوی میں آپ کے ساتھ بنو عامر بن لوی مل جاتے ہیں

اور غالب میں آپ کے ساتھ بنو تیم الادرم مل جاتے ہیں

اور فہر میں آپ کے ساتھ بنو الحارث بنو محارب مل جاتے ہیں اور یہ فہر

باپ ہے۔ جو ان کی اولاد سے نہیں ہے وہ قریشی نہیں ہے۔ اور جو ان کی اولاد سے ہے وہ قریشی ہے اور کنانہ میں آپ کے ساتھ ہر وہ مل جاتا جو کنانہ کی طرف منسوب ہے بنو عبد مناۃ و مالک و ملکان و وحدال اور عمرو بن کنانہ

اور خزیمہ میں آپ کے ساتھ بنو اسد۔ القارۃ (اور یہ بنو المھون بن خزیمہ ہیں) مل جاتے ہیں اور مدرکہ میں آپ کے ساتھ بنو ھذیل مل جاتے ہیں

اور الیاس میں آپ کے ساتھ بنو تیم ان کے بھائی بنو ضبہ و مزینہ والرباب مل جاتے ہیں رباب تیم۔ عدی۔ ثور اور عکل ہیں

اور مضر میں آپ کے ساتھ قیس کے سب قبیلے سلیم۔ مازن۔ فزارہ۔ عبس۔ ذبیان۔ اشجع۔ مرہ تمام غطفان۔ عقیل۔ قشیر۔ الحریش۔ بعدۃ۔ عجلان۔ کلاب بکاء۔ ھلال۔ سواۃ۔ بنو حشم۔ بنو نصر۔ ثقیف۔ سعد۔ تمام ھوازن۔ محارب۔ عدوان۔ فہم۔ باھلہ۔ غنی۔ الطفاوہ۔ اور باقی قیس مل جاتے ہیں

اور نزار میں آپ کے ساتھ قبائل ربیعہ بکر تغلب عنز بنو وائل۔ عبد قیس انکے قبائل عنزہ اور نمر بن قاسیط مل جاتے ہیں۔

اور معد میں آپ کے ساتھ بنو مک مل جاتے ہیں

اور ابراہیم خلیل علیہ السلام میں آپ کے ساتھ بنو اسرئیل۔ یعقوب کے بھائی بنو عیص بن اسحاق مل جاتے ہیں۔ یہ آج موجود نہیں ہیں

بہرحال قضاعہ اور قبائل قحطان (اور یہ اہل یمن سے ہیں) ان کے قبیلوں کو اللہ ہی جانتا ہے لیکن یہ بلاشک آپ کے ساتھ نوح علیہ السلام ہی مل جاتے ہیں **وباللہ التوفیق** (۹۹)

(۸) آباء کی طہارت اور شرف

بلاشبہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی عظمت منصب وجاہ۔ مال و منال۔ اور حسب نسب کی محتاج نہیں ہے۔ اس کا انحصار تو اس رسالت پر ہے جس کے لئے

آپ کو منتخب کیا اور عطا کر کے بھیجا۔ اور اس کا دارومدار ان امور پر ہے جو آپ کو اللہ تعالیٰ نے ودیعت فرمائے مثلاً جلالت شخصیت، حسن صورت، حسن سیرت، رحمت و فضل کی وسعت، اور ان کے علاوہ کئی عظیم و حمیدہ صفات۔

ساری مخلوق سے بہتر بنانے کے بعد عرب کے پاکباز گھروں اور اشرف قبائل کے بھی خیار سے آپ کا انتخاب فرمایا۔ جس طرح کہ آپ خود اس اصل کریم اور نسب شریف کے بارے منبر پر جلوہ افروز ارشاد فرما رہے ہیں **انا محمد بن عبداللہ بن عبد المطلب ان اللہ خلق الخلق فجعلنی فی خیر ھم ثم جعلھم فرقتین فجعلنی فی خیر ھم فرقۃ ثم جعلھم قبائل فجعلنی فی خیر ھم قبیلۃ ثم جعلھم بیوتا فجعلنی فی خیر ھم بیتا و خیر ھم نفسا (۱۰۰)**

(میں محمد بن عبداللہ بن عبدالمطلب ہوں۔ بے شک اللہ تعالیٰ نے مخلوق پیدا کی تو مجھے ان میں سے بہترین میں سے رکھا۔ پھر ان کے دو فرقے بنائے اور مجھے بہترین فرقہ عطا کیا۔ پھر ان کے قبائل بنائے اور مجھے بہترین قبیلہ عطا کیا۔ پھر ان کے خاندان بنائے اور مجھے بہترین خاندان عطا کیا ور بہترین ذات عطا کی)

صحیح بخاری میں حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔ **بعثت من خیر قرون بنی دم قرنا فقرنا حتی کنت من القرن الذی کنت منہ (۱۰۱)**

(بنی آدم کے زمانوں میں سے مجھے بہترین زمانہ عطا کیا گیا)

اور صحیح مسلم میں واثلہ بن الاسقع سے آیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا **ان اللہ اصطفی کنانہ من ولد اسمعیل و اصطفی قریشا من کنانہ و اصطفی من قریش بنی ھاشم و اصطفانی من بنی ھاشم (۱۰۲)** اللہ تعالیٰ نے اولاد اسمٰعیل سے کنانہ کو منتخب کیا کنانہ سے قریش کو منتخب کیا قریش سے بنو ھاشم کو منتخب کیا اور بنو ھاشم سے مجھے منتخب کیا)

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا اللہ تعالیٰ نے اپنی مخلوق کو چنا۔ مخلوق سے بنو آدم کو چنا۔ بنو آدم سے عرب کو چنا۔ عرب سے مضر، مضر سے قریش کو چنا۔ قریش سے بنو ھاشم کو چنا اور بنو ھاشم سے مجھے چنا۔ میں چنے ہوؤں سے ہوں جس نے عرب سے محبت کی اس نے میری محبت کی وجہ سے کی اور جس نے ان سے بغض رکھا تو مجھ سے بغض کی وجہ سے رکھا (۱۰۳)

ام المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے جبرائیل نے عرض کیا **قلبت مشارق الارض و مغاربھا فلم ار رجلا افضل من محمد و لم ار بنی اب من بنی ھاشم (۱۰۴)** (میں زمین کے مشرق و مغرب میں گھوما نہ تو محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے افضل کوئی مرد دیکھا اور نہ بنو ھاشم سے افضل کوئی خاندان دیکھا)

ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: **ما ولدنی من سفاح الجاھلیہ شئی و ما ولدنی الا نکاح الاسلام (۱۰۵)** میرے نسب میں جاہلیت کا زنا ذرہ برابر بھی نہیں ہے مجھے تو نکاح اسلام نے ہی جنا ہے)

ہشام بن محمد الکلبی نے اپنے باپ سے روایت کیا ہے **کتبت للنبی صلی اللہ علیہ و سلم خمسمائۃ ام فما وجدت فیھن سفاحا و لا شیئا مما کان من امر الجاھلیۃ (۱۰۶)** (میں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی پانچ صد ماؤں پر تحقیق کی۔ ان میں سے کوئی بھی زانیہ نہ تھی اور نہ ہی کسی امر جاہلیت سے متصف)

حضرت علی کرم اللہ وجھہ سے روایت ہے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا **خرجت من نکاح و لم اخرج من سفاح من لدن ادم الی ان ولدنی ابی و امی و لم یصبنی من سفاح الجاہلیہ شئی (۱۰۷)**۔ (میں نکاح سے پیدا ہوا ہوں زنا سے پیدا نہیں ہوا حضرت ادم سے اپنے والدین تک۔ مجھ میں جاہلیت کے

زنا کا ذرہ بھر اثر نہیں)

ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے **لم یلتق ابوای قط علی سفاح ولم یزل اللہ ینقلنی من الاصلاب الطیبۃ الی الارحام الطاہرۃ مصفی مہذب لا تنشعبت شعبتان الا کنت فی خیر ھما** (۱۰۸)۔ (میرے والدین کبھی بھی زنا پر جمع نہیں ہوئے اور اللہ تعالیٰ ہمیشہ مجھے پاک پشتوں سے پاک رحموں کی طرف منتقل کرتا رہا۔ مصفی اور مہذب۔ اور میں ہمیشہ خیر الشعبتین سے تھا)

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے **لقد جاءکم رسول من انفسکم** فاء کی زبر سے پڑھا اور فرمایا کہ میں تم سے حسب نسب اور صہر کے اعتبار سی نفیس ہوں میرے آباء میں آدم سے لے کر کوئی زانی نہیں ہے۔ (۱۰۹)

جان لیجئے کہ آپ کی ولادت طیبہ میں والدین کی طرف سے نہ بھائی شریک ہے نہ بہن تاکہ دونوں کی صفوت آپ پر منتہی ہو اور دونوں کا نسب آپ پر مقصود ہو تاکہ آپ ایسے نسب کے ساتھ مختص ہو جائیں جس کو اللہ تعالیٰ نے نبوت کے لئے انتہا۔ اور مقام شرف کے لئے منتہی بنایا ہے

جب آپ نے آپ کے نسب کی حالت کو جانچ لیا۔ اور آپ کی ولادت کی طہارت کو پہچان لیا اور یقین حاصل ہوگیا۔ کہ آپ کریم آباء کی اولاد ہیں۔ آپ نبی عربی ابطحی حرمی ہاشمی قریشی بنو ہاشم سے عمدہ۔ بہترین بطون عرب سے مختار اور منتخب۔ نسب میں شریف ترین، حسب میں اشرف، عادات میں شگفتہ ترین، عقل میں فائق ایمان میں اعلیٰ اور نفر میں غالب اور والدین کی جہت سے قبیلہ میں اکرم اور اللہ تعالیٰ کے شہروں میں سے بہترین شہر سے ہیں۔ حافظ المحدث شمس الدین بن ناصر الدین الدمشقی نے کیا خوب کہا ہے

باری تعالیٰ نے کرامت مصطفیٰ کی خاطر آپ کے آباء کرام کو محفوظ رکھا وہ بدکاری سے ماموں رہے۔ ان کا دامن عار سے بچا رہا حضرت آدم علیہ السلام سے لے کر آپ کے والدین کریمین تک (۱۱۰)

(۹) آپ صلی اللہ علیہ وسلم ——— کے اسماء

آپ محمد ہیں جس طرح اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا (**محمد رسول اللہ**) (محمد اللہ کے رسول ہیں) آپ احمد ہیں۔ آپ طٰہٰ ہیں۔ آپ یٰسین ہیں

آپ ——— صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے اسماء بیان کرتے ہوئے ارشاد فرمایا

میرے پانچ نام ہیں۔ میں محمد ہوں۔ میں احمد ہوں۔ میں ماحی ہوں کہ میرے ذریعے اللہ تعالیٰ کفر مٹائے گا۔ میں حاشر ہوں۔ کہ میرے قدموں پر لوگوں کا حشر ہوگا۔ میں عاقب ہوں (کہ جس کے بعد کوئی نبی نہیں) اور اللہ تعالیٰ نے میرا نام رؤف و رحیم بھی رکھا (۱۱۱) اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بنفس نفیس اپنے اسماء ہمارے لئے بیان کرتے تھے۔ آپ نے ارشاد فرمایا میں محمد ہوں۔ میں احمد ہوں میں مقفی (اخر الانبیاء) ہوں۔ نبی التوبہ ہوں۔ نبی الرحمہ ہوں

اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا **تسموا اسمی ولا تکنوا بکنیتی فانما انا قاسم اقسم بینکم** (میرا نام رکھا کرو۔ میری کنیت نہ رکھا کرو۔ قاسم تو فقط میں ہی ہوں تمہارے درمیان اللہ کی نعمتیں تقسیم کرتا ہوں) رواہ مسلم

(۱۰) آپ صلی اللہ علیہ وسلم ——— کا مدینہ منورہ تشریف لے جانا

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ۱۲ ربیع الاول کو مدینہ منورہ پہنچے۔ آپ سے شدید محبت آپ کی تشریف آوری کے انتظار اور آپ پر (مظالم) کے خوف کی وجہ سے آپ کے صحابہ کرام آپ کے دیدار سے بہت مسرور ہوئے۔ جونہی آپ کے چہرہ انور کا نکا تو اہل مدینہ، مدینہ کی ہر طرف نغمات محبت الاپنے لگے۔ چھوٹی بچیاں دفیں بجا رہی ہیں

وداع کی گھاٹیوں سے ہم پر چودھویں کا چاند طلوع ہوگیا ہم پر شکر واجب ہوگیا جب تک اللہ کی طرف کوئی دعوت دینے والا ہے اے ہم میں مبعوث ہونے والے۔ آپ

فرمانبرداری اطاعت امر کے ساتھ تشریف لائے آپ کی تشریف آوری سے مدینہ مشرف ہوگیا ۔ خوش آمدید بہترین داعی ابن قیم نے "زاد المعاد" (۵۹،۳) میں اسی مناسبت سے وارد کیا

آپ نے مکہ میں دس برس گزارے ۔ یاد کرتے کاش کوئی غمگسار دوست ملتا اہل مکہ میں خود کو پیش کرتے رہے ۔ آپ نے کوئی پناہ دینے والا اور بلانے والا نہ پایا لیکن جب ہمارے پاس تشریف لائے ۔ آپ کا سفر اختتام پذیر ہوا تو آپ طیبہ میں راضی اور خوش ہوگئے ہم نے عمدہ مالوں سے مال آپ پر نچھاور کئے ۔ اور جنگ و مصیبت کے وقت اپنی جانیں قرباں کیں تمام لوگوں میں سے آپ کے ہر دشمن سے ہم سب نبرد آزما ہوتے ہیں چاہے وہ خالص دوست ہی کیوں نہ ہو ہم جانتے ہیں کہ اللہ کے سوا کوئی رب نہیں ہے ۔ اور اللہ کی کتاب ہی ھادی ہے

آپ صلی اللہ علیہ وسلم قبا سے گزرے اس وقت یہ خارج مدینہ تھی اب داخل مدینہ ہے وہاں آپ نے اسلام کی پہلی مسجد قائم کی اور وہاں چار روز قیام کیا۔ پھر جمعہ کے روز مدینہ منورہ داخل ہوئے ۔ بنو سالم بن عوف میں جمعہ ادا کیا وہاں مسجد بنائی اور اسی مسجد میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسلام کا پہلا جمعہ ادا کیا ۔ پھر مدینہ منورہ کے مرکز میں پہنچ کر اپنی مسجد بنانے کے لئے اسی جگہ کا انتخاب کیا جہاں آپ کی اونٹنی بیٹھی یہ دو انصاری یتیم بچوں کی تھی آپ نے اسے قیمتاً بیچنے کے لئے فرمایا۔ دونوں نے عرض کی یا رسول اللہ ہم آپ کو ہبہ کرتے ہیں ۔ لیکن آپ نے انکار فرمایا اور دس سونے کے دیناروں کے عوض خرید لیا اور یہ قیمت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے مال سے لی

مسجد کی تعمیر میں تمام مسلمانوں نے تعاون کیا ۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم بھی اپنے مقدس ہاتھوں سے مسلمانوں کے ساتھ کام کرتے رہے

پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے مسلمانوں کا اجتماع بلایا۔ مہاجرین و انصار کو رشتہ مواخات میں پرودیا ۔ یہ خالصا اللہ کی رضا کے لئے سچی مواخات تھی۔ آپ کے

سامنے دنیا کا مال و منال ہیچ تھا۔ جس طرح آپ نے اوس وخزرج کے دو قبیلوں کے درمیان صلح کروادی۔ اور ان کو باہمی مخالفتوں اور عداوتوں سے منع فرمادیا جو ان کے مابین قائم تھیں ۔ یہ دونوں مدینہ کے سب سے بڑے قبیلے تھے

اس طرح مسلمان مدینہ منورہ میں اللہ کی رضا کے لئے محبت کرنے والے بھائی بن گئے اور دنیا کی رفعتوں سے بلند ہوگئے ۔ اور تاریخ نے شہادت دے دی کہ انہوں نے اللہ تعالی سے کئے ہوئے عہد کو سچ کر دکھایا

لیکن اس پاکیزہ سیرت نبویہ پر اطلاع ۔ اخلاق مصطفوی صل اللہ علیہ وسلم کا تتبع و استحضار اور آپ کے شمائل فاضلہ کا تمثل محض دیکھنے والے کی نگاہ و اطلاع یا صرف سطحی مطالعہ یا کسی عظیم تاریخی شخصیت کا تاریخی تتبع ہی نہیں ہونا چاہے ۔ بلکہ جس طرح یہ واجب ہے کہ اس سیرت پاک کو محض رسالہ کی طرح نہ پڑھا جائے ۔ کہ پڑھا یاد کیا اور بیان کردیا ۔ بلکہ امت اسلامیہ کے فرزند جو اسکا مطالعہ کرتے ہیں اور اس کی تدوین کرتے ہیں ان پر لازم ہے کہ اس کو عملی شکل دینے پر حریص ہوں تاکہ یہ ایسی قندیل بن جائے جو مسلمانوں کے سامنے راہ کو ضیاء بار کردے اور آپ کے اسوۂ حسنہ کو مجسم شکل میں پیش کرے کیونکہ سارے کا سارا آپ کی حیات طیبہ میں ہی متمثل ہے ۔ مکمل اسلام ---- شریعت ---- عقیدہ ---- منہج ---- عبادت اور دستور آپ کی حیات طیبہ سے ہی نظر آتا ہے

(۱۱) سیرت نبویہ کے مصادر

(۱) قرآن حکیم

اس زمانہ میں ہم سیرت مصطفیٰ کی طرف ایسی توجہ کے بہت زیادہ محتاج ہیں جو ہمیں اس عطر بیز سیرت کی اتباع و اقتداء پر اور اس کی نہج کی پیروی پر قادر کرے ۔ ہم کس قدر حاجتمند ہیں کہ ہم اپنے دل محبت رسول اللہ علیہ وسلم سے لبریز کریں

حقیقی محبت ہی اتباع پر ابھارتی ہے اور بدعت سے دور رکھتی ہے اور آپ کے صحابہ کرام کی راہ پر چلاتی ہے۔

قرآن حکیم نے بڑی وضاحت کے ساتھ بیان کیا۔ کہ بلاشک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بشر ہیں اور بے شک آپ ضرور انتقال فرمائیں گے

انک میت وانھم میتون (۱۱۲)

(بے شک آپ بھی انتقال فرمائیں گے اور وہ بھی مریں گے)

ما کان محمد ابا احد من رجالکم ولکن رسول اللہ و خاتم النبین (۱۱۳)

(محمد صلی اللہ تم میں سے کسی مرد کے باپ نہیں ہیں۔ وہ تو اللہ کے رسول اور خاتم النبیین ہیں) سیرت طیبہ کے نقوش مجمل طور پر غیر مفصل قرآن حکیم میں موجود ہیں۔ مثلاً قرآن حکیم معرکہ بدر واحد خیبر و احزاب کے بارے میں بیان کرتا ہے۔ لیکن بغیر تفصیل کے۔ یہ عدم تفصیل ان نقوش کی وضاحت کی خاطر دوسرے مصادر کی طرف رجوع کی مقتضی ہے۔

(۲) سنت نبویہ

کتاب اللہ کے بعد یہ دوسرا بنیادی عنصر ہے۔ کیونکہ یہ پروثوق، صحیح، دقیق اور صحابہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے متصل اسناد سے مروی حیات رسول صلی اللہ علیہ وسلم پر مشتمل ہے

سنت نبویہ صحیحہ کو وہ توجہ نصیب ہوئی جس نے اس کی بے نظیر حفاظت کی، علم حدیث حقیقت میں ایسا علم ہے جس نے سنت نبویہ کو حفظ، تمحیص، تدقیق سند روایت اور ان لوگوں کی جہت سے ممتاز کر لیا جنہوں نے ان احادیث کو ان لوگوں سے روایت کیا۔ جنہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ زندگی گزاردی۔ آپ کی رفاقت میں رہے۔ اور آپ کی صحبت کو لازم جانتے رہے۔ ان کی روایت اطمینان بخش ہیں۔ سنت نبویہ کے لئے اللہ تعالیٰ نے ایسے لوگ پیدا

فرمائے جنہوں نے پورے صدق و امانت سے اس کی حفاظت کی۔ مثلاً امام بخاری، امام مسلم، ابن ماجہ، ابن خزیمہ، امام مالک امام احمد رحمہم اللہ اجمعین۔ یہ کتابیں بالخصوص صحیح بخاری اور صحیح مسلم دقت و ثقہ کی منزل منتہی پر فائز ہیں۔ ان کے علاوہ بھی کتابیں سیرت مطہرہ کے مختلف واقعات اور پہلوؤں پر مشتمل ہیں

(۳) ------کتب سیرت

سیرت نبویہ کی کتابیں ہیں جن کو ایسے لوگوں نے سیرت کے ساتھ مختص کیا جنہوں نے اس عطر بیز سیرت پاک کے واقعات کو پوری امانت و تدقیق کے ساتھ نقل کیا سیرت نبویہ کے وقائع ایسی روایات ہیں جن کو صحابہ کرام نے مابعد لوگوں سے روایت کیا بعض نے سیرت کی دقائق اور تفاصیل کے تتبع پر اکتفا کیا۔ پھر تابعین نے ان اخبار کو نقل کیا۔ اور اپنے ہاں صحائف میں مدون کیا۔ اور بعض نے اس کو عنائت تامہ اور توجہ کاملہ عطا کی مثلاً ابان بن عثمان بن عفان۔ رضی اللہ عنہ (۳۲---۱۰۵ھ) عروہ بن الزبیر بن العوام (۲۳----۹۳ھ)

خیار تابعین سے۔ عبداللہ بن ابوبکر الانصاری (وفات ۱۳۵ھ) اور محمد بن مسلم بن شہاب الزہری (۵۰------۱۲۴ھ) ہیں جنہوں نے احادیث کو عمر بن عبدالعزیز کے زمانہ میں آپ کے حکم سے جمع کیا۔ ایسے ہی عاصم بن عمر بن قتادہ الانصاری بھی ہیں (وفات ۱۲۹)

پھر بعد والوں نے سیرت پاک کی طرف توجہ کی اور تصانیف کو ان کے ساتھ مخصوص کردیا۔ ابتدائی مصنفین سے مشہور سیرت نگار محمد بن اسحاق بن یسار (۱۵۲ھ) ہیں۔ آپ کی توثیق پر جمہور علماء و محدثین متفق ہیں سوائے اس کے جو مالک اور ہشام بن عروۃ بن زبیر سے آپ کی تجریح میں روایت کیا۔ کثیر علماء محققین نے ان عظیم علماء کی تجریح کو باہمی معاصرت پر محمول کیا ہے

ابن اسحاق نے اپنی کتاب المغازی میں ان احادیث اور روایات کو لکھا ہے

پ نے خود مدینہ اور مصر میں سنیں۔ افسوس ناک بات یہ ہے کہ یہ کتاب پوری ہم تک نہ پہنچ سکی۔ اس کا غالب حصہ گم گیا۔ لیکن مضمون کتاب محفوظ رہا جس کو ابن ہشام نے آپ سے اپنے شیخ البکائی کے طریق سے روایت کیا ہے یہ ابن اسحاق کے مشہور ترین شاگردوں سے تھے

سیرۃ ابن ہشام

یہ ابو محمد الملک بن ایوب الحمیری ہیں۔ بصرہ میں پروان چڑھے۔ اختلاف روایات پر ۲۱۳ یا ۲۱۸ میں فوت ہوئے ابن ہشام نے اپنی کتاب "السیرۃ النبویہ" کو ان سے تالیف کیا۔ جن کو ان کے شیخ البکائی ابن اسحق سے اور جن کو انہوں نے خود اپنے شیوخ سے روایت کیا ہے۔ اس میں وہ امور بھی ہیں جن کو ابن اسحق نے اپنی سیرت میں ذکر نہیں کیا۔ اور ابن اسحق کی ان روایات سے بے نیازی برتی جن پر آپ کا ذوق علمی اور تنقیدی ملکہ متفق نہیں ہوا۔ اس طرح یہ کتاب سیرت نبویہ کے صحیح، دقیق اور کامل ترین مصادر سے ہوگئی۔ اس کو درجہ قبولیت عطا ہوا۔ سیرت ابن ہشام کی دو اندلسی عالم السہیلی (۵۰۸ ---- ۵۰۶ ھ) اور الخشنی (۵۳۵ ---- ۶۰۴ ھ) نے شرح کی۔

طبقات ابن سعد

یہ محمد بن سعد بن منیع الزہری ہیں ۱۶۸ ھ بصرہ میں پیدا ہوئے ۲۳۰ ھ بغداد میں فوت ہوئے۔ مغازی اور سیرت کے مشہور مورخ محمد بن عمر الواقدی کے (۱۳۰ ---- ۲۰۷ ھ) سیرت رسول کے ذکر کے بعد صحابہ و تابعین کے اسماء ان کے طبقات۔ قبائل اور اماکن کے مطابق کاتب تھے۔ الطبقات سیرت کے اولین مصادر سے اوثق سمجھا جاتا ہے۔ اور صحابہ و تابعین کے ذکر سے احفظ خیال کیا جاتا ہے۔

تاریخ الطبری

یہ ابو جعفر محمد بن جریر الطبری ہیں۔ امام فقیہہ محدث اور فقہ میں صاحب مذہب ہیں۔ ان کا مذہب زیادہ پھیلا نہیں۔ آپ نے تاریخ میں اپنی کتاب تالیف فرمائی جو سیرت رسول پر ہی مقصور نہیں ہے بلکہ اس میں پہلی اُمتوں کی تاریخ بھی ہے۔ آپ نے سیرت نبویہ کیلئے اس کتاب سے ایک حصہ کو مخصوص فرما دیا پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات تک دول اسلامیہ کی تاریخ لکھی۔

طبری کو ان کی روایات میں حجت اور ثقہ خیال کیا جاتا ہے لیکن آپ کی کثیر روایات ضعیفہ اور باطلہ اپنی اسناد کے ساتھ ان کے رواۃ کو سونپ دی ہیں۔ جن کو آپ نے اپنے زمانہ میں معروف کا حکم دیا جس طرح ابو مخنف سے آپ کی روایات ہیں۔ یہ متعصب شیعہ تھا۔ لیکن اس کے باوجود طبری نے اس کی اسناد کے ساتھ وارد کیا ہے گویا کہ وہ خود ان کی ذمہ داری سے عہدہ براء ہیں۔ آپ نے اس طرح اس بوجھ کو مخنف پر ڈال دیا۔

چوتھی فصل

جنہوں نے رسول اللہ سے محبت کی ------- صلی اللہ علیہ وسلم

یہ آٹھ مباحث پر مشتمل ہے

۱۔ انسان ----- اپنے محبوب کے ساتھ ہوگا

۲۔ تکبر ---- سراپا ذلت ہے

۳۔ ہر مصیبت آپکے ہوتے ہوئے ہیچ ہے ---- یا رسول اللہ ---- صلی اللہ علیہ وسلم

۴۔ صحابہ نے آپ سے محبت کی --- آپکے آثار کی اتباع بطور طاعت و تبرک کی

۵۔ انہوں نے آپ سے اور آپکے طریقوں کی اتباع کی ---- زندگی میں ------ بعد از وصال

۶۔ سچی دوستی ----- اور پر خلوص محبت

۷۔ اگر آپ تند مزاج سخت دل ہوتے۔ تو یہ آپ کے گرد سے منتشر ہو جاتے

۸۔ اور کیسی ہوگی ---- آپ کی محبت صلی اللہ علیہ وسلم

(۱) آدمی اپنے محبوب کے ساتھ ہو گا

جنہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت کی ----کامیاب ہوئے ----کامران ہوئے سابقین سے ہوئے ----ان پر اللہ تعالی نے انعام کیا

جنہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت کی ---- آپکی تصدیق کی ---- آپکی تائید کی آپ کی مدد کی ----- آپ کی اعانت کی ----- آپ سے دوستی کی ----- آپ سے وفا کی جنہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت کی ----- صلی اللہ علیہ وسلم اپنی جانوں کو آپکی جان پر قربان کیا اپنی ذات کو آپ کی ذات پر نچھاور کیا۔

اپنے مالوں سے ---- اپنی اولاد سے ----- اپنی جانوں سے بڑھ کر آپ سے محبت کی وہ ----- رضوان اللہ علیہم اجمعین ----- کفار پر سخت اور باہم نرم دل تھے اس ذریعہ سے وہ اللہ تعالی کے فضل خوشنودی اور اس نبی کریم ----- رسول عظیم کی سلامتی اور رضا کے متلاشی تھے۔

ان کی علامات ان کے چہروں سے ظاہر تھیں آپ ---- صلی اللہ علیہ وسلم ---- نے ان کو خوشخبری سنائی کہ وہ جنت میں آپکے ہمراہ ہوں گے

وہ سب لوگ ---- جنہوں نے آپ سے محبت کی ------ اور قیامت تک آپ ---- صلی اللہ علیہ وسلم --- سے محبت کریں گے وہ یقیناً آپکے ساتھ ہوں گے

لان المرء مع من احب (۱۱۴)

(کیونکہ ہر آدمی اپنے محبوب کے ہمراہ ہو گا)

یہ بشارت عظیمہ ہے ---- رسول اللہ ---- صلی اللہ علیہ وسلم کے ہر محب کے لئے قیامت تک

محبت کی ابتدا ---- اتباع اور طاعت سے ہوتی ہے۔

من یطع الرسول فقد اطاع اللہ(۱۱۵)

(جو اس رسول کی اطاعت کرے گا اس نے اللہ ہی کی اطاعت کی)

قل ان کنتم تحبون اللہ فاتبعونی یحببکم اللہ و یغفر لکم ذنوبکم(۱۱۶)

(فرما دیجئے ---- اگر تم اللہ سے محبت کرنا چاہتے ہو تو میری فرماں برداری کرو۔ اللہ تعالی تمہیں محبوب بنا لے گا۔ اور تمہارے لئے تمہارے گناہ بخش دے گا)

من احب سنتی فقد احبنی (۱۱۷)

(جس نے میری سنت سے محبت کی اس نے مجھ سے محبت کی)

یہ محبت ہر محبت سے بلند ترین ہے اور محب کو ایمان کی چوٹی تک بلند کرتی ہے اسی کی رب العزت والجلال ہمیں تعلیم دیتا ہے۔

قل ان کان اٰباء کم و ابناء کم و اخوانکم و ازواجکم و عشیرتکم و اموال اقترفتموھا و تجارۃ تخشسون کسادھا و مساکن ترضونھا احب الیکم من اللہ و رسولہ و جہاد فی سبیلہ فتربصوا حتی یاتی اللہ بامرہ(۱۱۸)

(اے حبیب فرما دیجئے اگر تمہارے باپ تمہارے بیٹے، تمہارے بھائی، تمہاری بیویاں، تمہارا کنبہ، تمہارے کمائے ہوئے مال، وہ کاروبار جن کے نقصان کا تم اندیشہ کرتے ہو اور تمہارے پسندیدہ مکان تمہیں اللہ تعالی سے، اس کے رسول سے اور اسکی راہ میں جہاد کرنے سے زیادہ پیارے ہیں تو پھر انتظار کرو اللہ تعالی کے حکم لانے کا

سچے مسلمان کے لئے طریق صحیح کو واضح کر دیا کہ وہ اس رسول کی اتباع کا حق ادا کرے اور اس کی خواہش نفس آپ کے لائے ہوئے (قرآن) کے تابع ہو جائے۔

من یطع الرسول فقد اطاع اللہ(۲)(۱۱۹)

(جس نے اس رسول کی اطاعت کی اس نے اللہ کی اطاعت کی)

لا یؤمن احدکم حتی یکون ھواہ تبعا لما جئت بہ(۱۲۰)

(تم میں سے کوئی اس وقت تک مومن نہیں ہو سکتا جب تک اسکی خواہش نفس

میرے لائے ہوئے پیغام کے تابع نہ ہو جائے)

جنہوں نے رسول اللہ ---- صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت کی ---- وہ آپ کے پاکباز صحابہ تھے ---- وہی کامیاب و کامران ہوئے ---- انہوں نے آپکی سیرت طیبہ کو ایسا مینارہ نور بنایا جس نے ان کے آگے راستہ روشن کر دیا۔ انہوں نے آپکی اتباع کی اہمیت کا ادراک کیا آپ ان کے لئے ہر بڑی اور چھوٹی چیز میں مقتدیٰ تھے وہ اس اقتداء سے فیض یاب ہوتے رہے ---- اور اسکے سایہ میں فروکش رہے ---- جس طرح آپ ---- صلی اللہ علیہ وسلم ---- پیشوا و رہنما تھے آپ نے ان کی تربیت کی ان کو تعلیم دی اور ان کو بھی ہدایت کے متلاشیوں کے لئے سیر بنا دیا کیونکہ انہوں نے آپ سے اپنی اولاد ---- اپنی جانوں ---- اپنے مالوں اور اپنی زندگی کی ہر چیز سے بڑھ کر محبت کی اور آپ ---- صلی اللہ علیہ وسلم سے اہل ایمان ہر زماں اور ہر مکاں میں اسی طرح محبت کرتے ہیں ---- اور یقیناً قیامت تک اہل ایمان کی یہ علامات برقرار رہیں گی۔

یہ خلیفہ ثانی ---- ناطق بالحق و الصواب ---- رسول اللہ ---- صلی اللہ علیہ وسلم ---- سے عرض کر رہے ہیں۔

یا رسول اللہ! آپ مجھے اپنی جان کے علاوہ ہر چیز سے زیادہ محبب ہیں آپ ---- علیہ الصلوہ والسلام ---- جواباً ارشاد فرماتے ہیں

ہرگز نہیں! مجھے اس ذات کی قسم جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے جب تلک تمہیں تمہاری جان سے بھی محبوب نہ ہو جاؤں تو حضرت عمر ---- رضی اللہ عنہ ---- عرض کرتے ہیں

آپ تو اب مجھے اپنی جان سے بھی زیادہ محبوب ہو گئے

تو رسول اللہ ---- صلی اللہ علیہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں

اب اے عمر تیرا ایمان کامل ہوا(۱۲۱)

صحابہ رسول کی محبت اس ایمان راسخ پر شاہد ہے یہ ابوبکر صدیق ---- رضی

عنہ آپ کی رفاقت سے بڑھ کر کسی چیز کو اکبر یا افضل نہیں سمجھتے --- رسول اللہ --- صلی اللہ علیہ وسلم ہجرت کی تیاری فرما رہے ہیں ----- جونہی آواز دیتے ہیں آپ کا محبت سے لبریز دل پکار اٹھتا ہے

رفاقت ------- رفاقت ------- یا رسول اللہ (۱۲۲)

ہر خطرہ و اندیشہ کے باوجود آپکی صحبت اور رفاقت کا اعزاز حاصل کیا اور آپکی رفاقت کے تصدق کامیاب و کامران ہوئے آپ غار میں دو میں سے دوسرے تھے اور اللہ تعالیٰ دونوں کے ساتھ تھا

لا تحزن ان اللہ معنا (۱۲۳)

گھبرائیے نہیں بے شک اللہ ہمارے ساتھ ہے

اے ابوبکر تیرا ان دو کے بارے میں کیا گمان ہے جن کا تیسرا اللہ ہو (۳)

اسطرح محبت سچی ہو گئی ---- مشاعر سچے ہوئے ---- ایمان گہرا ہوا حتی کہ آپ کا یہ دائمی وطیرہ بن گیا

کہ اگر یہ آپ نے کہا ہے تو سچ کہا ہے (۱۲۵)

ہر امر میں رسول اللہ --- صلی اللہ علیہ وسلم کی تصدیق کی ----اور ہر حال میں ثابت قدم رہے۔ اپنے سارے مال کو اللہ تعالیٰ کی محبت میں ---- اور آپکی محبت میں قربان کر دیا حتی کہ صرف عبا باقی رہی

اور یہ ام المومنین ---- حضرت خدیجہ الکریمہ ---- یہ سیدہ عظیمہ ----

جنھوں نے رسول اللہ علیہ وسلم سے محبت کی ----اور کامیاب و کامران ہوئیں

آپکی عظمت اور رفعت زیادہ ہو گئی ------ اور اللہ تعالیٰ نے آپ کے لئے چمکدار موتیوں سے جنت میں ایک محل بنایا ------ یہ خاتون آپکو ڈھارس بندھاتی رہی ---- دعوت کے بوجھ اٹھانے میں سہارا بنی ---- آپکی مدد کی --- آپکی اعانت کی ---- آپ سے ہمدردی کی اور اس انسان عظیم ---- امین----

صادق کی محبت کیوجہ سے تائید کرتی رہی ----- آپ نے یہ مشہور قول کہا

البشر یا بن العم --- و اثبت فو الذی نفس خدیجۃ بیدہ انی لارجوان تکون نبی ھذا الامۃ و واللہ لا یخزیک ابدا --- انک لتصل الرحم و تصدق الحدیث و تحمل الکل --- و تقری الضیف --- و تعین علی نوائب الحق (۱۲۶)

(خوشخبری ہو! اے چچا زاد --- ثابت قدم رہیے --- اس ذات کی قسم جس کے قبضہ قدرت میں خدیجہ کی جان ہے ---- میں امید کرتی ہوں کہ آپ اس امت کے نبی ہوں گے ---- اللہ کی قسم ---- اللہ تعالیٰ آپکو کبھی رسوا نہ کرے گا ---- آپ صلہ رحمی کرتے ہیں ---- سچ بولتے ہیں ---- دوسروں کا بوجھ اٹھاتے ہیں ----- مہمان نوازی کرتے ہیں ---- امور حقہ پر مددگار ہوتے ہیں)

آپ بھی ہمیشہ ان کے وفادار ساتھی رہے ----- جسکا ہمیں --- دیکھئے ---- آپ ---- صلی اللہ علیہ وسلم کے حضرت خدیجہ --- رضی اللہ عنہا ---- کے کثرت ذکر اور حسن سلوک پر ام المومنین حضرت عائشہ --- رضی اللہ عنہا ----- نے غیرت محسوس کر کے جب عرض کی

و ھل کانت الا عجوزا ابدلک اللہ خیرا منھا

(وہ ایک بوڑھی عورت ہی تو تھیں جس کا اللہ تعالیٰ نے آپکو نعم البدل عطا فرمایا)

تو آپ ---- علیہ الصلوٰۃ والسلام --- نے ---- اس خاتون کریم کی وفاداری میں ----- انکی قدر منزلت بیان کرتے ہوئے ارشاد فرمایا

اللہ کی قسم ---- اللہ تعالیٰ نے مجھے اس سے بہتر بدل عطا نہیں فرمایا

جب لوگوں نے انکار و کفر کیا ----- وہ مجھ پر ایمان لائیں

جب لوگوں نے مجھے جھٹلایا ----- انہوں نے میری تصدیق کی

جب لوگوں نے مجھے تکلیف پہنچائی ----- انہوں نے ہمدردی کی (۱۲۷)

حضرت خدیجہ ----- رضی اللہ عنہا نے جب آپ سے محبت کی ---- تو

اللہ تعالیٰ نے ان سے محبت کی ـــــ انکی عزت کی ـــــ انکی تکریم کی ـــــ رضی اللہ عنہا

اس ـــــ انسان کامل کی ولادت اور نشاءۃ سے محبت عام ہو گئی ـــــ اللہ عزوجل نے ان کی محبت کو زمین و آسمان میں پھیلا دیا ـــــ اور آپ کو کرامت عطا فرمائی ـــــ کیونکہ آپ کی ذات اقدس میں ـــــ تمام صفات حمیدہ عالیہ ـــــ شمائل کریمہ ـــــ اور فضائل عظیمہ مجتمع فرما دیے ـــــ دلوں میں آپ کی محبت کو بو دیا ـــــ لوگوں کی طرف آپ کو محبوب بنا دیا ـــــ آپ کے اہل خانہ ـــــ آپکی قوم ـــــ آپکا قبیلہ آپ سے محبت کرتے اور وہ آپ کے وجود اقدس سے خوش فالی لیتے تھے ـــــ آپکی امانت اور صداقت کے معترف تھے ـــــ حتیٰ کہ آپ کو امین پکارتے تھے ـــــ اہم امور میں فیصل مانا ـــــ جب ان میں اختلاف رونما ہوا ـــــ کہ حجر اسود کو اپنی جگہ پر کون رکھے ـــــ جب انہوں نے آپ کو آتے ہوئے دیکھا تو چیخ اٹھے

هذا هو الصادق الامين (۱۲۸)

(دیکھو وہ صادق ـــــ امین تشریف لے آئے)

آپ نے اپنی عقل و فہم ـــــ اپنی حکمت ـــــ اور استقامت رائے سے یہ جھگڑا ختم کر دیا

(۲) تکبر و بڑائی ـــــ سراپا ذلت و رسوائی ہے

حتی کہ آپ کے دشمن بھی آپکی کسی عادت پر عیب نہ لگا سکے ـــــ نہ ہی آپکی سیرت اور امانت پر انگشت نمائی کر سکے۔

لیکن اس نوجوان یتیم کی ساری فضیلت کو ان کی بڑائی اور تکبر نے چھپا لیا نادان یہ نہ سمجھے ـــــ فضل تو اللہ تعالیٰ کے دست قدرت میں ہے ـــــ جسے چاہتا ہے نواز دیتا ہے ـــــ اور اللہ تعالیٰ تو صاحب فضل عظیم ہے ـــــ ان کی باتیں ان کے

دلوں میں پوشیدہ کبر کو ظاہر کرتی تھیں

وقالوا لولا نزل هذا القران على رجل من القريتين عظيم (۱۲۹)

(کہنے لگے یہ قرآن دو شہروں میں سے کسی عظیم شخص پر کیوں نہ اتارا گیا)

حسد نے حق کو دیکھنے سے ان کو اندھا کر دیا ـــــ بڑائی اور تکبر نے اس صادق و امین کی دشمنی پر برانگیختہ کیا ـــــ اللہ تعالیٰ نے آپکو کیسے مبعوث فرما دیا! ـــــ اور روح الامین ـــــ جبرائیل قرآن لیکر آپ پر کیسے نازل ہو گیا ـــــ یہ ابو جہل ـــــ حق کو پہچانتا ہے ـــــ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کہہ رہا ہے ـــــ میں نہیں کہتا کہ آپ جھوٹے ہیں میں تو اسکا انکار کرتا ہوں جو آپ لائے اور جس کی طرف آپ بلاتے ہیں (۱۳۰)

قرآن حکیم اسی حقیقت کو تاکیدا بیان کرتا ہے

قد نعلم انه ليحزنك الذين يقولون فانهم لا يكذبونك ولكن الظالمين بايات الله يجحدون (۱۳۱)

(اے حبیب ہم جانتے ہیں کہ آپ کو انکی یہ بات رنجیدہ کرتی ہے کہ وہ آپ کو نہیں جھٹلاتے بلکہ یہ ظالم (دراصل) آیات الٰہی کا انکار کرتے ہیں)

اس چیز نے ان کو اتباع سے روک دیا کیونکہ ان کے نزدیک عظمت کا معیار مال و جاہ تھا ـــــ حالانکہ آپ شرف و نسب اور خلق کے اعتبار سے ان سب سے افضل تھے صلی اللہ علیہ وسلم۔ سات آسمانوں کی بلندیوں سے اللہ تعالیٰ نے آپکے خلق عظیم کی شہادت دی

وانك لعلى خلق عظيم (۱۳۲)

(آپ تو خلق عظیم کے مالک ہیں)

آپ پر ـــــ اللہ تعالیٰ ـــــ اور اسکے سب فرشتوں نے درود پڑھا

ان الله وملئكته يصلون على النبي يايها الذين امنوا صلوا عليه وسلموا تسليما (۱۳۳)

(بے شک اللہ تعالی اور اسکے سب فرشتے اس نبی پر درود بھیجتے ہیں۔ اے ایمان والو! تم بھی ان پر درود بھیجا کرو ـــــ اور خوب سلام عرض کیا کرو)

اللہ تعالی نے گواھی دی کہ آپ رسول اللہ ہیں ـــــ اور خاتم النبیین ہیں

ما کان محمد ابا احد من رجالکم ـــ ولکن رسول اللہ ـــــ و خاتم النبین

(۱۳۴)

(محمد ـــ صلی اللہ علیہ وسلم ـــ تمھارے مردوں میں سے کسی کے باپ نہیں ہیں بلکہ وہ تو اللہ کے رسول اور خاتم النبیین ہیں)

انہوں نے بھی اس سارے اخلاق کی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے گواھی دی

عتبہ بن ربیعہ کا رسول اللہ ـــــ صلی اللہ علیہ وسلم ـــــ کے بارے میں قول سنیے ابن اسحق نے کہا ـــ مجھ سے یزید بن زیاد نے محمد بن کعب القرظی کے حوالے سے بیان کیا

عتبہ بن ربیع ـــ جو سردار تھا ـــــ ایک دن تنہا مسجد میں بیٹھا ہوا کہنے لگا اے معشر قریش! میں محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کے پاس جا کر کچھ امور پیش نہ کروں شاید وہ کسی شی کو قبول کر لیں۔ انکی پسندیدہ چیز ہم ان کو عطا کر دیں تو وہ ہم سے باز رہیں ـــــ یہ اس وقت کی بات ہے ـــــ جب حضرت حمزہ ـــ رضی اللہ عنہ مشرف با سلام ہوئے اور انہوں نے دیکھا کہ اصحاب رسول کی تعداد میں دن بدن اضافہ ہو رہا ہے کہنے لگے کیوں نہیں ابوالولید! جاؤ اور ان سے بات کرو۔ عتبہ اٹھا رسول اللہ ـــــ صلی اللہ علیہ وسلم ـــــ کی بارگاہ میں حاضر ہو کر کہنے لگا۔ اے میرے بھتیجے۔ تو ہم میں سے ہے اور قبیلہ کے شرف و حسب سے واقف ہے ـــــ تو اپنی قوم کے پاس امر عظیم لایا ـــــ جس کی وجہ سے انکی جماعت کو پراگندہ کر دیا ـــــ ان کے دانشوروں کو بیوقوف بنا دیا ـــــ ان کے معبودوں کو عیب لگایا ان کے گذشتہ آباء کو کافر ٹھہرایا ـــــ غور سے سنیے میں آپ پر چند

چیزیں پیش کرتا ہوں ـــــ دیکھئے ـــــ شاید ان میں سے کوئی آپ قبول کر لیں

آپ نے ارشاد فرمایا ـــــ اے ابو الولید کہیے میں سنتا ہوں

کہنے لگا! اے میرے بھتیجے۔ اگر تو اس لائی ہوئی چیز کے عوض مال چاہتا ہے تو ہم تیرے پاس اس قدر مال جمع کر دیتے ہیں کہ تو ہم سب سے امیر ہو جائیگا اگر تو سرداری کا متمنی ہے ـــ تو ہم تجھے اپنا سردار بنا لیتے ہیں ـــــ ہم تیری ہر بات مان لیں گے۔ اور تیرے سوا کوئی فیصلہ نہ کریں گے ـــــ اگر تو بادشاہی کا طلبگار ہے تو تجھ کو بادشاہ بنا لیتے ہیں۔ اگر آپ کے پاس یہ کوئی جن لاتا ہے اور آپ اس کو باز نہیں رکھ سکتے تو ہم تمھارے لئے طبیب طلب کرتے ہیں اور آپکی صحت تک اپنے مال خرچ کرتے ہیں شاید "تابع" اس پر غالب آجائے۔

جب عتبہ کلام سے فارغ ہوا ـــ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم غور سماعت فرما رہے تھے ـــ فرمایا ـــ اے ابوالولید آپ کی بات ختم ہو گئی

کہا ہاں

فرمایا۔ تو غور سے سنیئے

کہا۔ سنتا ہوں

تو آپ نے ان آیات کی تلاوت فرمائی

بسم اللہ الرحمن الرحیم حم تنزیل من الرحمن الرحیم کتاب فصلت ایاتہ قرانا عربیا لقوم یعلمون ـــ بشیرا و نذیرا ـــــ فاعرض اکثرھم فھم لا یسمعون و قالوا قلوبنا فی اکنۃ مما تدعونا الیہ (۱۳۵)

(حا۔ میم۔ رحمن و رحیم کی طرف سے اتارا گیا ہے۔ یہ ایسی کتاب ہے جس کی آیات تفصیل سے بیان کر دی گئی ہیں۔ علم رکھنے والوں کے لئے یہ قرآن عربی زبان میں ہے ـــــ یہ مژدہ سنانے والا اور خبردار کرنے والا ہے۔ بایں ہمہ ان میں سے اکثر نے منہ پھیر لیا۔ وہ سنتے ہی نہیں اور ان (ھٹ دھرموں) نے کہا اس بات جس کی طرف آپ ہمیں بلاتے ہیں ہمارے دل غلافوں میں لپٹے ہیں)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس پر تلاوت کرتے گئے جب عتبہ نے اسے
آپ سے سنا خاموش رہا اور اپنے ہاتھوں پر سہارا لیتے ہوئے آپ سے سنتا رہا
رسول اللہ ـــــ صلی اللہ علیہ وسلم ـــــ نے سجدہ پر اختتام کیا۔ پھر سجدہ فرمایا اور
کہا تو نے سن لیا ابوالولید۔ جو تو نے سنا تیری اب اس کے بارے میں کیا رائے ہے؟
عتبہ اپنے ساتھیوں کی طرف چلا گیا تو وہ ایک دوسرے سے کہنے لگے اللہ کی قسم
ابوالولید بدلا ہوا تمھاری طرف آرہا ہے جب ان کے پاس بیٹھا تو کہنے لگے ابوالولید
کیا ماجرا ہے؟ کہنے لگا میں نے ایسا کلام سنا ہے ـــــ اللہ کی قسم ـــــ جس کی مثل
کبھی نہیں سنا اللہ کی قسم وہ شعر بھی نہیں ـــــ وہ جادو بھی نہیں ـــــ وہ کہانت
بھی نہیں ـــــ اے اہل قریش میری اطاعت کرو ان کو ان کے حال پر چھوڑ دو ـــــ
اللہ کی قسم ان سے سماعت کردہ کلام ـــــ کوئی عظیم چیز ہے ـــــ اگر عرب ان پر
غالب آگئے ـــــ تو وہ تنہا ہی ان کو فنا کر دیں گے اور اگر وہ عرب پر غالب آگئے
ـــــ تو انکی بادشاہی تمھاری بادشاہی ہے ـــــ انکی عزت تمھاری عزت ہے ـــــ
دریں صورت تم لوگوں میں سب سے بڑے سعادت مند ہوں گے کہنے لگے ابوالولید
ـــــ اس نے ـــــ اللہ کی قسم ـــــ اپنی زبان سے تم پر جادو کر دیا کہا یہ میری
رائے ہے تم کرو جو بہتر جانتے ہو (۱۳۶)

عتبہ بن ربیع، شیبہ بن ربیع، ابو سفیان بن حرب، نضر بن حارث بن کلاہ اخو بنی
عبدالدار، ابو البختری بن ہشام، اسود بن مطلب بن اسد، زمعہ بن الاسود، الولید بن
المغیرہ، ابو جہل بن ہشام، عبداللہ بن ابی امیہ۔ العاص بن وائل، حجاج السہمیان
کے دونوں بیٹے نبیہ اور منبہ، امیہ بن خلف اور دوسرے لوگ غروب شمس کے بعد
کعبہ کے پاس اکٹھے ہوئے بعض بعض سے کہنے لگے محمد ـــــ (صلی اللہ علیہ
وسلم) کو بلا بھیجو ان کے عاجز آجانے تک ان سے گفتگو اور مخاصمت کرو انہوں نے
آپ کی طرف پیغام بھیجا۔ آپ کی قوم کے سردار آپ سے گفتگو کرنے کیلئے جمع
ہوئے ہیں ان کے پاس تشریف لے چلئے رسول اللہ ـــــ صلی اللہ علیہ وسلم ـــــ

جلدی ہی ان کے پاس پہنچ گئے آپ گمان فرما رہے تھے کہ شاید حق کی کوئی کرن انکو
نظر آگئی ہے آپ ان کی رشد و ہدایت کے شدید آرزو مند تھے۔ اور انکی سرکشی
آپ پر گراں تھی ـــــ آپ ان کے پاس جلوہ افروز ہو گئے وہ کہنے لگے یا محمد ہم
آپ سے گفتگو کرنا چاہتے ہیں۔ اللہ کی قسم ـــــ ہم نے کسی قوم میں آپ سے بڑھ
کر فتنہ اندازی کرنے والا کوئی فرد نہیں دیکھا۔ آپ نے آباء کو شتم کیا۔ دین کو
عیب لگایا معبودوں کو گالیاں دیں ـــــ عقلوں کو بہکایا۔ جماعت کو منتشر کیا ـــــ
اہارے اور اپنے درمیان آپ نے ہر امر قبیح پیدا کیا اگر آپ یہ سب کچھ طلب مال
کی خاطر کر رہے ہیں تو ہم آپکو اتنا مال جمع کر دیتے ہیں کہ آپ ہم سب سے زیادہ
امیر ہو جائیں ـــــ اگر آپ اس کے ذریعے سرداری کے طلبگار ہیں تو ہم آپ کو
سردار بنا لیتے ہیں اگر آپ اس کے ذریعے سرداری کے طلبگار ہیں تو ہم آپ کو بادشاہ
مان لیتے ہیں ـــــ اگر آپ کے پاس یہ کوئی جن لاتا ہے جسکو آپ خود پر غالب
سمجھتے ہیں تو ہم آپکے چھٹکارا پانے تک آپکے علاج میں مال خرچ کرتے ہیں اس پر
رسول اللہ ـــــ صلی اللہ علیہ وسلم ـــــ نے ارشاد فرمایا۔

تم کیسی باتیں کہہ رہے ہو ـــــ میں تمھیں یہ نصیحتیں نہ مال طلب کرنے کے
لئے کرتا ہوں نہ سرداری ـــــ نہ تم پر بادشاہی ـــــ مجھے تو اللہ تعالی نے
تمھاری طرف رسول بنا کر بھیجا ہے ـــــ مجھ پر اس نے کتاب نازل کی ـــــ اور
مجھے حکم دیا ـــــ کہ تمھیں خوش خبری دوں ـــــ خبردار کروں ـــــ میں نے اپنے
رب کے پیغامات تم تک پہنچا دیئے۔ تمھاری خیر خواہی کی ـــــ اگر تم میری دعوت کو
قبول کر لو ـــــ تو یہ تمھارا دنیا اور آخرت سے اعلیٰ نصیب ہے اور اگر تم انکار کرتے
ہو ـــــ تو میں اللہ تعالی کے حکم کا انتظار کروں گا حتی کہ اللہ تعالی تمھارے اور
میرے درمیان فیصلہ کر دے ـــــ (۱۳۷)

جب آپ کو اندازہ ہوا ـــــ کہ قریش کو دعوت دینے کا وقت آن پہنچا ہے آپ
جوار کعبہ میں ایک دن صفا کی طرف تشریف لے گئے ـــــ اس پر چڑھے اور کھڑے

ہو گئے۔ قریش حسب عادت کعبہ کے پاس تھے۔ آپ ـــــ صلی اللہ علیہ وسلم نے آواز دی۔

اے گروہ قریش کوئی چلایا محمد صفا پر بلا رہے ہیں ـــــ صلی اللہ علیہ وسلم ـــــ لوگ آئے اور آپ کے گرد اکٹھے ہو گئے پھر سوال کیا۔ کیا معاملہ ہے؟ فرمایا

اگر میں تمہیں یہ اطلاع دوں کہ اس پہاڑ کے دامن میں ایک لشکر ہے تو کیا تم تصدیق کرو گے۔

کہنے لگے

نعم انت عندنا غیر متہم و ما جربنا علیک کذبا قط (۱۳۸)

(جی ہاں آپ ہمارے ہاں متہم نہیں ہیں اور نہ ہی ہم نے کبھی آپ سے جھوٹ سنا) جب مکہ سے ہجرت کر کے حبشہ جانے والے نجاشی کے سامنے پیش ہوئے تو اس نے کہا وہ کیسا دین ہے؟ جس نے تمہیں اپنی قوم سے جدا کر دیا جس کی وجہ سے نہ تم میرے دین میں داخل ہوئے اور نہ ہی ان ملتوں کے دین میں

تو جعفر بن ابی طالب ـــــ رضی اللہ عنہ ـــــ نے جواب دیا

اے بادشاہ ہم جاہلیت زدہ لوگ تھے بتوں کی عبادت کرتے تھے مردار کھاتے تھے ـــــ فواحش کے مرتکب ہوتے تھے ـــــ قطع رحمی کرتے تھے ـــــ پڑوسی سے بدسلوکی کرتے تھے ـــــ قوی ضعیف کو کھا جاتا تھا ـــــ ہم ان ہی حالات میں تھے کہ ہم سے اللہ تعالیٰ نے ہماری طرف ایک رسول بھیجا ـــــ جن کی نسب، صداقت، امانت اور عفت کو ہم جانتے ہیں انہوں نے ہمیں اللہ کی طرف بلایا ـــــ کہ ہم اسے یکتا مانیں اور اسکی عبادت کریں ان پتھروں اور بتوں کی عبادت چھوڑ دیں جنکی ہم اور ہمارے آباء کرتے تھے۔ آپ نے ہمیں سچ کہنے، امانت ادا کرنے۔ صلہ رحمی کرنے، پڑوسی سے حسن سلوک سے پیش آنے محرمات اور خونریزی سے باز رہنے کا حکم دیا۔ فواحش، دروغ گوئی، یتیم کے مال کھانے پاکدامن عورتوں پر بہتان باندھنے

سے منع فرمایا ـــــ ہمیں حکم دیا کہ ہم اللہ کی عبادت کریں اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ ٹھہرائیں ہمیں نماز زکواۃ اور روزہ کا حکم دیا ہم نے ان کی تصدیق کی۔ جو وہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے لائے تھے اسکی اتباع کی، صرف اللہ کی عبادت کرنے لگے شرک سے بچنے لگے۔ جس کو آپ نے ہم پر حرام قرار دیا اسکو حرام جانا۔ جسکو آپ نے ہم پر حلال قرار دیا اسکو حلال جانا۔

تو ہماری قوم ہماری دشمن ہو گئی۔ ہمیں عذاب دینے لگی، ہمیں ہمارے دین سے پھیرنے لگی تاکہ ہم اللہ تعالیٰ کی عبادت سے بتوں کی عبادت کی طرف لوٹ آئیں اور خبائث کو دوبارہ حلال قرار دیں انہوں نے جب ہم پر ظلم و ستم کیا ـــــ تنگی کی ـــــ ہمارے اور ہمارے دین کے درمیان حائل ہو گئے۔ تو ہم آپکے ملک کی طرف نکل آئے اور آپ کا انتخاب کیا آپکے پڑوس کی رغبت کی۔ اور امید کی کہ آپ کے ہاں ہم پر ظلم نہ کیا جائیگا

نجاشی نے کہا کیا آپ کے پاس اس سے کچھ ہے جو وہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے لائے، اسکی مجھ پر تلاوت کیجئے۔

حضرت جعفر ـــــ رضی اللہ عنہ ـــــ نے کہا ہاں اور اسکے سامنے باری تعالیٰ کے فرمان **فاشارت الیہ قالوا کیف نکلم من کان فی المہد صبیا قال انی عبد اللہ اتانی الکتاب و جعلنی نبیا۔** تک سورۃ مریم کی تلاوت کی۔ (۱۳۹)

اسطرح انہوں نے ہر چیز کی گواہی دی۔ ان کافروں اور تصدیق کے درمیان صرف شیطان حائل ہو گیا ـــــ جس نے تکبر کی طرف بلایا ـــــ انکو فضیلت سے بالکلیہ محروم کر دیا جس طرح اللہ تعالیٰ نے شیطان کو اس دن فضل سے محروم کر دیا جس دن اس نے تکبر کیا اللہ تعالیٰ کے حکم کی نافرمانی کی سیدنا آدم ـــــ علیہ السلام کو سجدہ کرنے سے انکار کر دیا اور وہ بات جس نے اسے ذلیل و رسوا اور ہلاک کر دیا

انا خیر منہ خلقتنی من نار و خلقتہ من طین (۱۴۰)

(میں ان سے بہتر ہوں مجھے تو نے آگ سے پیدا کیا اور ان کو مٹی سے پیدا کیا)

سب تعریفیں اس ذات کے لئے ہیں ـــــ جس نے ہمیں اس کریم نبی ـــــ صاحب خلق عظیم سے نوازا اور سب تعریفیں اس ذات کے لے ہیں جس نے ہمیں آپکی اتباع اور محبت کی توفیق عطا فرمائی ہم اس سے ثابت قدمی سلامتی تمام امور میں اچھے انجام اور سیدنا و حبیبنا محمد ـــــ صلی اللہ علیہ وسلم کے پرچم تلے حشر کی دعا کرتے ہیں۔

(۳) آپ کے ہوتے ہوئے ہر مصیبت آسان ہے یا رسول اللہ ـــــ صلی اللہ علیہ وسلم

صحابہ کرام کی سیرت کی اتباع کرنے والا ـــــ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اس عظیم محبت کی گہرائی کو حاصل کر لیتا ہے جس کی بنا پر وہ آپ پر اپنی روحیں نثار کرتے تھے ـــــ اور ان کو اپنی ذاتوں پر ترجیح دیتے تھے۔

حضرت انس ـــــ رضی اللہ عنہ ـــــ سے روایت ہے

احد کے دن لوگ نبی ـــــ صلی اللہ علیہ وسلم کو تنہا چھوڑ گئے اور ابو طلحہؓ آپ کے لئے ڈھال بنے ہوئے تھے ابو طلحہ شدید ترین تیر انداز تھے۔ آپ نے اس دن دو یا تین کمانیں توڑیں جو آدمی آپکے پاس سے اپنی ترکش کے ہمراہ گزرتا تو آپ فرماتے اسے ابو طلحہ کے لئے پھینک دے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کافروں کی طرف جھانکتے تو آپ عرض کرتے ـــــ آپ پر میرے ماں باپ قربان ـــــ نہ جھانکیے مبادا کوئی تیر آپ کو لگ جائے ـــــ میرا سینہ آپ کے سامنے ہے (۱۴۱)

اور یہ انصاری عورت ـــــ اسکا باپ ـــــ اسکا بھائی ـــــ اسکا خاوند یوم احد کو ـــــ شہید ہو گیا ـــــ یہ رسول اللہ کے ہمراہ برسرپیکار تھے ـــــ جونہی ان کی شہادت کی خبر پہنچی ـــــ تو فوراً رسول اللہ

ـــــ صلی اللہ علیہ وسلم ـــــ کی سلامتی کے بارے میں فکر مند ہو گئی ـــــ ان سب کی مصیبت پر لحہ بھر بھی نہ سوچا اسے تو صرف رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سلامتی کی فکر تھی ـــــ اسی لئے وہ چیخ رہی تھی ـــــ رسول اللہ ـــــ صلی اللہ علیہ وسلم کہاں ہیں؟ ـــــ اور کس حال میں ہیں تو صحابہ کرام نے اسے بتایا کہ الحمد للہ ـــــ آپ بخیریت ہیں ـــــ جسطرح تو چاہتی ہے ـــــ اتنی سی بات سے اپنی عظیم مصیبت کے باوجود پر سکون ہو گی اور کہنے لگی

ارونی حتی انظر الیہ

(مجھے دکھاؤ میں آپ کی زیارت کرنا چاہتی ہوں)

جونہی آپ کو دیکھا ـــــ اس نے اپنا مشہور جملہ کہا جو تاریخ میں ایسا شعاع ریز فانوس بن گیا۔ جو اس انصاریہ کے ایمان کی گواہی دیتا رہے گا

کل مصیبۃ بعدک جلل یا رسول اللہ (۱۴۲)

(ہر مصیبت آپکے بعد آسان ہے یا رسول اللہ ـــــ صلی اللہ علیک وسلم) اس انصاریہ عورت کی ایمانی صورت کتنی تعجب انگیز ہے ـــــ جس نے رسول اللہ ـــــ صلی اللہ علیہ وسلم کی گہری محبت کا درس بلیغ دیا ـــــ ہم محبت کی اس گہرائی کو آج بھی محسوس کر رہے ہیں۔ یہ سچی محبت ہے جسکو تاریخ دہراتی رہے گی (۲)

اور یہ زید بن دثنہ ـــــ رضی اللہ عنہ ـــــ ہیں ـــــ جب مشرکین نے ان کو حرم سے قتل کرنے کی غرض سے پکڑ لیا۔ ابو سفیان ـــــ اسلام قبول کرنے سے پہلے ـــــ اس مسلمان کو قتل گاہ کی طرف لے جاتے دیکھ رہے تھے ـــــ کہنے لگے اے زید! تجھے اللہ کی قسم سچ بتا کیا پسند کرتا ہے کہ تیری جگہ اب محمد (صلہ اللہ علیہ وسلم) ہوتے ان کی گردن ماردی جاتی اور تو اپنے اہل خانہ میں ہوتا

اس مضبوط مسلمان زید نے کہا اللہ کی قسم میں تو یہ بھی پسند نہیں کرتا کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم اب ایسی جگہ ہوتے جہاں کوئی کانٹا ان کو ایذاء دیتا اور میں اپنی جگہ بیٹھا ہوتا ابو سفیان اس شخص پر متعجب ہوا جو رسول اللہ ـــــ صلی اللہ علیہ

وسلم کو کانٹے کی ایذاء پر اپنے قتل کو ترجیح دیتا ہے اور کہا

"ماراءیت من الناس احدا اصحاب مایحب اصحاب محمدا" (۱۴۳)

(اللہ کی قسم میں نے کوئی ایسا شخص نہیں دیکھا جسکے اصحاب اسی طرح اسے محبت کرتے ہوں جسطرح اصحاب محمد محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) سے کرتے ہیں) اس طرح ان کی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت تھی جسکی گواہی آپ کے دشمنوں نے بھی دی

صلح حدیبیہ کے دن جب قریش نے عروہ بن مسعود الثقفی ـــــ اھل طائف کے سردار ـــــ کو رسول اللہ کی طرف بھیجا تو اس نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ صحابہ کرام کے رویہ کو دیکھ کر کہا۔

وہ جب وضو فرماتے ہیں تو وہ حصول پانی پر جھپٹ پڑتے ہیں ـــــ اور اسکو اپنے بدن پر ملتے ہیں اور گفتگو کرتے ہیں تو اپنی آوازوں کو آپ کی بارگاہ میں پست رکھتے ہیں۔ آپکی طرف ٹکٹکی باندھ کر نہیں دیکھتے۔ اپنی قوم میں واپس آکر کہا اللہ کی قسم اے گروہ قریش! میں نے کسریٰ کی بادشاہی اور قیصر کی عظمت کو دیکھا ہے لیکن کسی قوم میں اس بادشاہی کو نہ دیکھا جو محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کی اپنے اصحاب میں ہے۔ میں نے ایک ایسی قوم دیکھی ہے جو کبھی بھی آپ کو تنہا نہیں چھوڑتی ـــــ اب تمہاری کیا رائے ہے انہوں نے تم پر ھدایت کو پیش کیا ہے ان کی پیش کردہ ھدایت کو قبول کرلو میں تمہیں نصیحت کرتا ہوں مجھے اندیشہ ہے کہ تم ان پر غالب نہ آسکو گے (۱۴۴)

عروۃ بن مسعود نے ان صحابہ کی محبت حقیقی کی گواہی دی۔ اور اس کی گہرائی کا ادراک کرلیا۔ اور دیکھا کہ وہ ہر شئے سے بلند ہے ـــــ جی ہاں ـــــ ان کی یہ عظیم محبت اپنے عظیم قائد نبی کریم ـــــ اور رسول امین کے لئے ہے
صلی اللہ علیہ وسلم

(۴) صحابہ نے آپ سے محبت کی۔
آپکے آثار کی اتباع بطور طاعت و تبرک کی

وہ آپ کی محبت کی طرف سبقت کرتے تھے آپ سے ہر محبت کرنے والا آپکی خوشنودی کا طلبگار ہے آپ کی فرماں برداری میں کوشاں ہے آپ کے نقش قدم پر چلتا ہے ـــــ اور آپ کے اثار کی اتباع کرتا ہے۔

شیخین نے اپنی صحیحین میں حضرت ابو موسیٰ شعری ـــــ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔

جب آپ حضرت بلال ـــــ رضی اللہ عنہ کے ہمراہ مکہ و مدینہ کے درمیان جعرانہ میں فروکش ہوئے۔ میں آپ کی خدمت میں حاضر تھا۔ تو ایک اعرابی بارگاہ نبوت میں حاضر ہوا۔ کہنے لگا کیا آپ مجھ سے اپنا وعدہ پورا نہ کریں گے آپ نے اس سے فرمایا خوش ہو جا کہنے لگا آپ خوش خبری سے مجھ پر کثرت کرچکے آپ غضب کے عالم میں ابو موسیٰ اور بلال کی طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا اس نے بشری کا انکار کردیا تم دونوں قبول کرلو دونوں نے عرض کی ہم نے قبول کیا آپ نے پانی کا پیالہ منگوایا اس میں اپنے ہاتھ اور چہرہ دھویا اور کلی کرکے اس میں پانی پھینکا پھر فرمایا تم دونوں اس سے پی لو اپنے چہروں اور گردنوں پر مل لو اور خوش ہو جاؤ دونوں نے پیالہ لیکر اسی طرح کیا تو حضرت ام سلمہ ـــــ رضی اللہ عنہا ـــــ نے پردہ کے پیچھے سے آواز دی ـــــ اپنی ماں کے لئے بھی کچھ بچانا ـــــ تو دونوں نے کچھ حصہ اس سے بچا لیا (۱۴۵)

اسی طرح یہ صحابہ کرام اس سید جلیل ـــــ رسول کریم ـــــ نبی عظیم صلی اللہ علیہ وسلم ـــــ سے اتصال ـــــ نقل کرنے ـــــ اخذ کرنے اور آپ کی برکت سے انتفاع میں سبقت کرتے تھے

بخاری اور مسلم باب خاتم النبوہ میں اپنی اسناد کے ساتھ جعید بن عبدالرحمن سے روایت کیا ہے۔ آپ نے فرمایا میں نے سائب بن یزید کو کہتے سنا۔

میری خالہ مجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ---- کی بارگاہ میں لے گئیں اور عرض کی یا رسول اللہ ---- میرے بھانجے کو سردرد ہے ---- تو آپ نے میرے سر پر ہاتھ پھیرا اور میرے لئے برکت کی دعا کی وضو فرمایا اور میں نے آپ کے وضو کے پانی کو پیا (۱۴۶)

محل استدلال اس سے صحابی کا قول "فشربت من وضوئہ" ہے

بخاری نے ہی باب صفۃ النبی صلی اللہ علیہ وسلم ---- میں ابو جحیفہ وھب بن عبداللہ السوائی سے روایت کیا۔ آپ نے فرمایا

"لوگ کھڑے ہوئے۔ آپ --- صلی اللہ علیہ وسلم --- کے ہاتھ تھامنے لگے اور پھر اپنے چہروں پر ملنے لگے میں نے بھی آپ کا دست اقدس تھاما اور اسے اپنے چہرہ پر رکھا وہ تو برف سے ٹھنڈا اور مشک سے زیادہ خوش بودار تھا (۲)

بخاری نے ہی باب صفۃ النبی صلی اللہ علیہ وسلم میں اپنی اسناد کے ساتھ مذکورہ ابو جحیفہ سے روایت کیا ہے

میں نبی کریم علیہ الصلوہ والتسلم --- کی بارگاہ میں حاضر ہوا

حضرت بلال --- رضی اللہ عنہ باہر تشریف لائے نماز کے لئے اذان دی پھر اندر گئے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے وضو کا بقیہ پانی باہر لائے۔ تو لوگ آپ سے پانی حاصل کرنے کے لئے ٹوٹ پڑے۔ (۱۴۸)

صحابہ کرام آپکے وضو کے پانی کو تبرک کے لئے ایک برتن میں جمع کر لیتے تھے کیونکہ وہ آپ کے جسد اقدس سے مس ہونے کا شرف رکھتا تھا

بخاری نے ہی کتاب اللباس میں باب (مایذکر فی الشیب) اپنی اسناد کے ساتھ اسرائیل بن یونس سے --- انہوں نے عثمان بن عبداللہ بن موہب مولی ال طلحہ سے روایت کیا ہے۔ فرمایا

میری اہلیہ نے مجھے حضرت ام سلمہ زوجۃ النبی --- کی بارگاہ میں پانی کا چاندی کا پیالہ دے کر بھیجا۔ جسمیں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا موئے مبارک تھا جب کسی انسان کو نظر لگ جاتی یا کوئی اور تکلیف پہنچتی تو آپ کی طرف وہ برتن بھیجتا اس نے جلجل میں جھانکا تو اس میں سرخ بال دیکھے۔ (۱۴۹)

صاحب فتح الباری لکھتے ہیں

مراد یہ ہے جس کو تکلیف ہوتی تو وہ حضرت ام سلمہ --- رضی اللہ عنہا کی بارگاہ میں برتن بھیجتا آپ اس میں بالوں کو رکھتیں اس میں ان کو غسل دیتیں اور واپس لوٹا دیتیں --- تو صاحب برتن اسکو نوش کرتا یا شفا کے حصول کیلئے اس کے ساتھ غسل کرتا تو اسکو اس کی برکت حاصل ہو جاتی (۱۵۰)

شیخ زکریا انصاری فرماتے ہیں اس حدیث کا مفہوم یہ ہے۔ حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہ کے پاس نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے سرخ موئے مقدس تبرک کے لئے جلجل کی طرح کسی چیز میں محفوظ تھے لوگ ان کے تصدق سے بیماری سے شفا حاصل کرتے تھے کبھی تو ان کو پانی کے کسی پیالے میں ڈبوتے اور اس پانی کو پی لیتے اور کبھی لب میں بیٹھتے اور اسمیں وہ جلجل رکھتے جس میں موئے مقدس ہوتے تھے (۱۵۱)

یہ ہی صحابہ کرام اور تابعین --- رضوان اللہ علیہم اجمعین کا طریقہ کار تھا۔

حضرت ابوایوب انصاری رضی اللہ عنہ --- کے حالات میں کتاب زاد المسلم کے چوتھے جز میں ہے --- جو صحیحین کی حدیث (یہود تعذب فی قبورھا) کے (۱۵۲) راوی ہی۔ جس کی عبارت یوں ہے

حضرت سعید بن مسیب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ابوایوب انصاری رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ --- صلی اللہ علیہ وسلم کی ریش مبارک سے کچھ موئے مقدس حاصل کئے تو آپ نے ارشاد فرمایا

لا یصیبک السوء یا ابا ایوب (۱۵۳) اے ابوایوب آپ کو کبھی کوئی تکلیف نہ ہوگی اس میں یہ بھی ہے

ابن السکن صفوان بن عیرہ کے طریق سے ان کے باپ سے روایت کیا ہے ثابت بنانی نے کہا مجھ سے انس بن مالک نے وصیت کرتے ہوئے کہا یہ رسول اللہ ـــــ صلی اللہ علیہ وسلم کے بالوں میں سے ایک مبارک بال ہے اس کو میری زبان کے نیچے رکھنا فرمایا میں نے اس کو انکی زبان کے نیچے رکھ کر دفن کیا (۱۵۴)

محمد بن عبداللہ انصاری سے ـــــ فرمایا مجھ سے میرے باپ نے بیان کیا ان نے ثمامہ سے ـــ ان نے انس سے۔

ام سلیم نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے چمڑے کا فرش بچھایا آپ نے ان کے پاس اسی چمڑے کے فرش پر آرام فرمایا جب نبی صلی اللہ علیہ وسلم سو گئے تو ان نے آپ کا پسینہ اور موئے مبارک لے لئے۔ پھر ان کو ایک شیشی میں جمع کر دیا پھر اس کو مشک میں محفوظ کر لیا انس بن مالک کے وصال کا وقت جب قریب آیا تو آپ نے اسے اپنے حنوط میں لگانے کی وصیت فرمائی۔ تو اسکو آپکے حنوط میں لگایا گیا (۱۵۵)

بخاری نے ہی کتاب اللباس باب (القبتہ الحمراء من آدم) میں ابو جحیفہ کی طرف اپنی اسناد کے ساتھ ذکر کیا ہے۔ فرمایا

میں بارگاہ رسالت میں حاضر ہوا آپ چمڑا کے سرخ خیمہ میں تشریف فرما تھے۔ میں نے حضرت بلال رضی اللہ عنہ کو نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے وضوء کا پانی لے ہوئے دیکھا لوگ وضو کے اس پانی کے حصول کے لئے ایک دوسرے پر سبقت لے جانے میں کوشاں تھے جس کو کچھ حاصل ہو جاتا ہے وہ اسے اپنے چہرہ پر ملتا۔ جس کو بالکل حاصل نہ ہوتا وہ اپنے ساتھی کے ہاتھ کی تری کو کام میں لاتا یہ گزشتہ ابو جحیفہ کی حدیث کے ہم معنی ہے۔

اسے بخاری نے کتاب الصلوۃ باب "الصلوۃ فی الثوب الاحمر وباب السترۃ بمکہ" میں ذکر کیا ہے ---(۱۵۶)

صحیح میں ہے کہ جب آپ ـــــ صلی اللہ علیہ وسلم سر منڈواتے تو اپنے بال کسی اپنے صحابی جیسے ابو طلحہ انصاری کو عطا فرماتے تاکہ وہ آپ کے دوسرے

اصحاب پر تبرک کے لئے تقسیم کردے (۱۵۷)

بخاری نے انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے

رسول اللہ ـــــ صلی اللہ علیہ وسلم جب اپنا سر انور منڈواتے۔ تو سب سے پہلے آپ کے موئے مبارک حضرت ابو طلحہ رضی اللہ عنہ لیتے

ابو عوانہ نے بھی اس کا اپنی صحیح میں ذکر کیا ہے۔ اس کے لفظ اس طرح ہیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حجام کو حکم فرمایا۔ اس نے آپ کا سر انور مونڈا آپ نے دائیں طرف کے موئے مبارک ابو طلحہ کو عطا کئے پھر اس نے دوسری جانب مونڈی تو آپ نے ان کو لوگوں میں تقسیم کرنے کا حکم فرمایا

مسلم نے ابن عیینہ کے طریق سے ہشام بن حسان سے ابن سیرین سے ان لفظوں کے ساتھ ذکر کیا

جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم ـــــ جمرات کی رمی اور اپنی قربانی سے فارغ ہوئے تو حجام نے آپ کے سر کی دائیں طرف پہلے مونڈی پھر ابو طلحہ کو بلایا اور یہ بال ان کو عطا فرما دیئے پھر حجام نے سر کی بائیں جانب مونڈی تو آپ نے یہ بال ابو طلحہ کو عطا کر کے فرمایا

اقسمہ بین الناس (ان کو لوگوں کے درمیان تقسیم کردو)

یہ ان عظیم قائدوں اور جلیل بہادروں میں سے ایک ہیں ـــــ جنہوں نے اللہ کی راہ میں حق جہاد ادا کر دیا ـــــ خالد بن ولید ـــــ اسلام کی شمشیروں میں سے شمشیر براں جنگوں کی ہولناکیوں میں بھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے موئے مبارک سے برکت کے حصول کے لئے ان کو اپنے عمامہ میں محفوظ رکھنے میں حریص ہیں

ان میں رسول اللہ ـــــ صلی اللہ علیہ وسلم کا اثر ہے آپ ان کے لئے عظیم رہنما، سرچشمہ محبت اور برکت تھے ان صحابہ کرام نے آپ سے محبت کی اور آپ سے متعلق ہر چیز سے محبت کی آپ پر حقیقی ایمان لائے عملی طور پر ان کو قدوہ حسنہ بنایا

ان میں ہر کوئی متمنی تھا کہ اس کے پاس سرکار کا کوئی موئے مبارک یا آپ کی نشانیوں میں سے کوئی نشانی ہو تو وہ اس کو دنیا و ما فیھا سے بہتر جانتا حاکم نے ذکر کیا ہے۔

خالد بن ولید کی یرموک کے دن ٹوپی گم ہوگئی آپ نے فرمایا اسے تلاش کرو۔ لیکن وہ نہ ملی پھر تلاش کی تو مل گئی ——— لیکن وہ تو ایک پرانی سی ٹوپی تھی——— خالد نے کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے عمرہ فرمایا پھر اپنا سر منڈوایا۔ لوگوں نے آپ کے موئے مبارک حاصل کرنے کے لئے ایک دوسرے پر سبقت لے جانے کی کوشش کی مجھے اپکی پیشانی اقدس کے موئے مبارک حاصل ہوگئے تو میں نے ان کو اس ٹوپی میں رکھ دیا(۱۵۸)

فلم اشهد قتالا وهی معی الا رزقت النصر

(اس کے ہمراہ میں نے جس جنگ میں بھی حصہ لیا فتحیاب ہوا)(۱)

بخاری نے اپنی صحیح میں کتاب الوضوء باب **(الماء الذی یغسل به شعر الانسان)** میں ابن سیرین کی طرف اپنی اسناد کے ساتھ ذکر کیا ہے فرمایا

میں نے عبیدہ سے کہا ہمارے پاس نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے موئے مقدس ہیں جو ہمیں انس یا ان کے اہل خانہ سے دستیاب ہوئے آپ نے فرمایا

لان تکون عندی شعرة منه احب الی من الدنیا وما فیها(۱۵۹)

(ان میں سے میرے پاس ایک بال کا ہونا مجھے دنیا وما فیھا سے زیادہ عزیز ہے) اور ایک روایت میں ہے

(ہر زرد اور سفید چیز سے زیادہ محبوب ہے)(۱)

اسی طرح صحابہ کرام ——— رضوان اللہ علیھم اجمعین آپ کے پیالہ مبارک سے پینے کے شدید آرزو مند رہتے تھے

باب **(الشرب من قدح النبی صلی اللہ علیہ وسلم وانیته)** کی ابتداء میں۔ کتاب الاشربہ میں حدیث بخاری میں ہے

عبداللہ بن سالم وہ صحابی ہیں جن کو دوہرا اجر عطا کیا گیا۔ انہوں نے ابوبردہ سے فرمایا

الا اسقیک من قدح شرب النبی صلی اللہ علیہ وسلم فیه(۱۶۰)

کیا میں آپ کو اس پیالہ سے سیراب نہ کروں جس سے نبی کریم علیہ الصلوۃ والسلام نے نوش فرمایا

اسی باب میں اپنی اسناد کے ساتھ سہل بن سعد الساعدی ——— رضی اللہ عنہ سے بخاری نے ایک اور حدیث ذکر کی ہے فرمایا

نبی صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے اور آپ اور آپ کے اصحاب سقیفہ بنی ساعد میں جلوہ افروز ہوئے پھر فرمایا

(اے سہل ہمیں پلاؤ)

تو میں اس پیالہ کو لیکر حاضر ہوا اور اس میں ان کو پلایا

ابو حازم نے کہا

فاخرج لنا سهل ذلک القدح فشربنا منه تبرکا برسول اللہ۔ صلی اللہ علیہ وسلم ثم استوهبه عمر بن عبدالعزیز بعد ذلک من سهل فوهبه له(۱۶۱)

(سہل اس پیالے کو ہمارے لئے باہر لائے تو ہم نے تبرکا اس سے پیا۔ سہل سے یہ پیالہ پھر عمر بن عبدالعزیز نے طلب کیا تو آپ نے ان کو دے دیا (مسلم فی کتاب الاشربہ)

بخاری باب **(شرب البرکه والماء المبارک)** اپنی اسناد کے ساتھ جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنھما سے روایت کیا ہے

ہم نبی کریم علیہ الصلوۃ والسلام کے ہمراہ تھے۔ نماز عصر کا وقت ہوگیا۔ ہمارے پاس زائد پانی نہ تھا۔ ہم نے اس کو ایک برتن میں ڈالا۔ نبی کریم علیہ الصلوۃ والتسلیم تشریف لائے۔ اپنے دست مقدس کو اس میں داخل فرمایا تو آپ کی انگلیاں پھوٹ پڑیں پھر فرمایا

حی علی اہل الوضوء البرکۃ من اللہ لقد رأیت الماء یتفجر من بین اصابعہ فتوضاء الناس وشربوا فجعلت لا الومنہ ما جعلت فی بطنی منہ فعلمت انہ برکۃ (۱۶۲)

(اللہ کی برکت سے وضو کرنے والو آؤ میں نے دیکھا آپ کی انگلیوں سے پانی پھوٹ رہا ہے لوگوں نے وضوء بھی کیا پانی بھی پیا پینے سے وہ پانی بڑھتا گیا میں نے بھی جی بھر کر پیا اور میں جان گیا یہ برکت ہے)

سالم بن ابو جعد کہتے ہیں میں نے جابر سے پوچھا اس دن تم کتنے تھے تو آپ نے فرمایا چودہ سو۔

بخاری کتاب **الادب باب احسن الخلق والسخاء**) میں اپنی سہل بن سعد کی طرف اسناد سے روایت کیا

ایک عورت نبی کریم علیہ الصلوۃ والسلام کی بارگاہ میں "بردہ" لے کر آئی۔ سہل نے لوگوں سے پوچھا تم "بردہ" جانتے ہو۔ لوگوں نے کہا یہ چوڑی چادر ہے سہل نے وضاحت کی یہ ایسی چوڑی چادر ہے جس میں حاشیہ بنا ہوا ہو عورت نے عرض کی یا رسول اللہ ---- صلی اللہ علیک وسلم۔ اسے اوڑھئے آپ نے اس عورت سے لے کر زیب تن فرمائی ---- آپ کے بدن انور پر اس کو دیکھ کر ایک صحابی نے عرض کی یہ کتنی عمدہ ہے مجھے عطا کر دیجئے فرمایا اچھا لوگوں نے اسے ملامت کرتے ہوئے کہا تجھے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے جسد انور پر یہ (چادر) اچھی نہ لگی کہ تو نے سوال کر دیا حالانکہ تو جانتا ہے کہ آپ سوال رد نہیں فرماتے تو اس صحابی نے وضاحت کی

رجوت برکتھا حین لبسہا النبی صلی اللہ علیہ وسلم لعلی اکفن فیھا۔ (۱۶۳)

(نبی کریم علیہ الصلوۃ والتسلیم نے اسے پہنا ہے اس لئے اس میں برکت ہے اور چاہتا ہوں مجھے اس میں ہی کفن دیا جائے)

بخاری نے اس حدیث کی کتاب الجنائز باب (من استعد للکفن) میں ذکر کیا ہے

ابن حجر نے مقدمہ میں وضاحت کی ہے تبرک کی غرض سے اس چادر کو کفن بنانے کے لئے طلب کرنے والے عبدالرحمن بن عوف تھے یہ بھی کہا گیا ہے کہ وہ سعد بن ابی وقاص تھے دونوں ہی عشرہ مبشرہ اور سابقین للاسلام میں سے ہیں (۱۶۴)

صحیح مسلم میں اسماء بنت ابی بکر سے ہے

یہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا جبہ مبارکہ ہے۔ آپ نے طیالسہ کسروانیہ جبہ نکالا۔ اس میں ریشم کا ٹکڑا تھا۔ اور اس کا اگلا اور پچھلا حصہ ریشم سے کناری لگایا ہوا تھا فرمایا

وصال تک یہ حضرت عائشہ کے پاس تھا۔ جب انکا وصال ہوا تو میں نے لے لیا اس کو نبی کریم ---- علیہ الصلوۃ والتسلیم زیب تن فرمایا کرتے تھے۔

فنحن نغسلہا للمرضی لیستشفی بہا (۱۶۵)

(ہم مریضوں کی شفا کیلئے اسکو غسل دیتے ہیں)

(۵) انہوں نے آپ سے محبت کی ---- آپ کے آثار کی اتباع ---- حیات طیبہ میں ---- وصال کے بعد

آپ کی حیات طیبہ میں ان کی یہ حالت تھی۔ آیئے دیکھیے کہ آپ کے وصال کے بعد یہ محبت کیسی رہی آپ کے ساتھ ان صحابہ کا تعلق کس طرح بڑھتا رہا۔ یہ پر خلوص محبت کس طرح ثابت رہی ------ ان کی محبت ---- آپ کے ہر محبوب شخص اور محبوب چیز سے تھی

حضرت بلال رضی اللہ عنہ ---- وصال نبوی کے بعد جب شام سے مدینہ طیبہ حاضر ہوئے۔ آپ سے صحابہ کرام نے التماس کیا کہ اسی طرح اذان کہیں جس طرح آپکی حیات طیبہ میں کہا کرتے تھے۔ مدینہ کی مرد۔ عورتیں۔ چھوٹے اور بڑے اس اذان کو سننے کے لئے جمع ہو گئے۔ جب آپ نے کہا۔ (اللہ اکبر اللہ اکبر) وہ سب آہ و بکا کرنے لگے۔ جب آپ نے اشہد ان لا الہ الا اللہ کہا۔ تو ان کی آہ و بکا میں شدت آگئی۔ اور جب آپ نے اشہد ان محمد رسول اللہ کہا۔ تو مدینہ کا

کوئی ایسا فرد نہ بچا جس نے آہ وزاری نہ کی۔ خواتین روتی ہوئی گھروں سے باہر نکل آئیں۔ دن بھر اسی طرح افسردگی کے سائے منڈلاتے رہے جسطرح آپ کے وصال کے دن تھے۔

یہ سب کچھ ایک مقدس معطر زمانہ کی یاد کی وجہ سے تھا (۱۶۶)

یہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما ہیں ---- جب بھی آپ کے پاس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ذکر پاک ہوتا۔ آنکھیں چھلک پڑتیں۔ جب آپ کے گھر کے قریب سے گزرتے اپنی انکھیں بند کرلیتے۔

بیھقی نے کتاب الزھد میں سند صحیح کے ساتھ ذکر کیا ہے

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنھما آپ کے مقامات نماز کی اثار کی اتباع کرتے تھے۔ اپنی اونٹنی پر سوار ہر اسی راہ سے گزرتے جہاں سے آقا کی اونٹنی گزری تھی۔ ہر سال حج ادا فرماتے اور وقوف عرفہ میں اسی جگہ ٹھہرتے جہاں رسول اللہ علیہ وسلم ٹھہرتے تھے (۱۶۷)

امام مالک نے اپنے موطا باب (ما جاء فی ذکر الدعا) میں ذکر کیا ہے

حضرت عبداللہ بن عمر ---- رضی اللہ عنھما بنو معاویہ کے کسی گاؤں میں تشریف لے گئے یہ انصار کا ایک گاؤں تھا۔ آپ نے پوچھا کیا تم جانتے ہو کہ تمہاری اس مسجد میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہاں نماز ادا کی تھی۔ تو آپ سے عبداللہ بن عبداللہ بن جابر بن عتیک نے کہا۔ جی ہاں اور اس کے ایک کونے کی طرف اشارہ کیا (۱۶۸)

صحت کے ساتھ منقول ہے کہ صحابہ کرام نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنے گھروں میں نماز کی ادائیگی کیلئے بلاتے تھے

امام بخاری نے کتاب الصلوۃ میں یہ حدیث ذکر کی ہے

کہ عتبان بن مالک نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کی کہ آپ میرے گھر کسی جگہ پر نماز ادا فرمائیں۔ جب ان کی نظر کمزور ہوگئی اور مسجد نبوی اور انکے

درمیاں سیلاب حائل ہونے لگا۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم ان کے گھر تشریف لائے اور فرمایا

این تحب ان اصلی لک فاشار الی ناحیہ من بیتہ فصلی فیہ فصفوا خلفہ کما ھو فی الصحیح مستوفی (۱۶۹)

(تو کس جگہ چاہتا ہی کہ میں تیرے لئے نماز ادا کروں۔ انہوں نے اپنے گھر کی ایک طرف اشارہ کیا۔ آپ نے وہاں نماز ادا کی۔ صحابہ کرام نے پیچھے صف باندھ لی)

اسی طرح صحیح میں بالتفصیل ہے

اسی طرح انہوں نے آپ سے محبت کی اور آپ نے ان سے۔ وہ سابقون تھے ---- کفار پر سخت تھے۔ باہم رحمدل تھے ---- رکوع و سجدہ گزار ---- ان پر رضوان اللہ اور رسول کریم کی برکت کا نزول ہوا

اسی طرح یہ سیرت معطرہ۔ تاریخ شرفہ و منورہ ہم تک پہنچی۔ ہم پر فرض ہے۔ کہ ہم اس میں تدبر سے کام لیں اور آپ کی اتباع کریں اور اس سے سیکھیں کہ ہم کس طرح رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم، آپ کی طیب و طاہر اھل بیت اور صحابہ کرام سے محبت کریں

اس محبت کا مرحلہ اول ایمان صادق ہے --- اتباع صحیح ہے ---- پیروی و احترام ہے ---- آپ کی سیرت کا پر ذوق مطالعہ ---- تعمق و تدبر سے آپ کی احادیث کی قراءۃ ہے

پر خلوص محبت والفت ہمارے زخمی دلوں کی مرہم بنے گی ---- ہماری زندگی معطر کردے گی ہم اللہ تعالی سے دعا کرتے ہیں کہ ہمارا شمار ان لوگوں میں سے ہو جن کے بارے میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا

من اشد امتی لی حباناس یکونون بعدی یود احدھم لو رانی باہلہ و مالہ (۱۷۰)

(میری امت سے مجھے شدید چاہنے والے میرے بعد ایسے لوگ ہوں گے جو

چاہیں گے کہ کاش وہ اپنے اہل ومال کے بدلے میری زیارت سے مشرف ہوتے)

(۶) سچی صحبت ---- اور پر خلوص محبت

وہ ایسے لوگ تھے جنہوں نے اللہ سے کئے ہوئے وعدے سچ کر دکھائے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ثابت قدم رہے ---- آپ کی اتباع کی ---- آپ پر اپنی جانیں قربان کیں۔ وہ آخرت میں آپ کی صحبت کی آرزو رکھتے تھے۔ وہ اعمال کی کوتاہیوں سے فکر مند رہتے تھے اور اپنی کوتاہیوں سے بھی تاکہ کہیں آپ کی صحبت سے محروم نہ ہو جائیں

حضرت ثوبان ---- رضی اللہ عنہ بیمار پڑ گئے۔ آخرت کے بارے میں غور و فکر کے نتیجے میں نحیف و ضعیف ہو گئے۔ سوچتے۔ رسول اللہ ---- صلی اللہ علیہ وسلم کے فراق کو کیسے برداشت کریں گے۔ کیونکہ آپ تو اعلیٰ منازل پر فائز ہوں گے آپ کے مقام سے ان کی کونسی نسبت ہے۔ آپ کا دیدار اور صحبت انہیں کیسے شاد کام کرے گی اللہ تعالیٰ نے چاہا کہ ان کو اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہر اطاعت کرنے والے اور محبت کرنے والے کو خوش خبری سنادے

ومن یطع اللہ و الرسول فاولئک مع الذین انعم اللہ علیھم من النبین و الصدیقین و الشھداء و الصالحین و حسن اولئک رفیقا (۱۷۱) (جو اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت کرتے ہیں۔ وہ اللہ تعالیٰ کے انعام یافتوں انبیاء، صدیقین، شہداء اور صالحین کے ساتھ ہوں گے، اور یہ کیا اچھے ساتھی ہیں)

یہ صحابی کریم ---- عکرمہ بن ابی جہل ---- معرکہ یرموک میں شہادت کے روز ہم دیکھتے ہیں خالد بن ولید کی ران پر انکا سر ہے ---- دنیا کو الوداع کہہ رہے ہیں ---- آنکھوں سے اشکوں کی برسات جاری ہے اور کہہ رہے ہیں

"یا عماہ بل ھذہ میتۃ ترضی عنی رسول اللہ"

(اے چچا کیا یہ شہادت رسول اللہ ---- صلی اللہ علیہ وسلم کو مجھ سے راضی کردے گی) ان لمحات میں فقط یہ ہی فکر تھا کہ رسول اللہ ---- صلی اللہ علیہ وسلم مجھ

سے راضی ہو جائیں

یہ حضرت عثمان ---- رضی اللہ عنہ جو اپنے جود و کرم میں مشہور ہیں۔ ایسا جود و کرم جس کی کوئی مثال نہیں۔ ان کی عظیم خدمات پر بالخصوص رومہ کے کنواں کے بارے میں۔ ساری کائنات گواہ ہے۔ آپ نے لوگوں کو پیاس اور تلخی سے بچانے کے لئے ایک یہودی سے کنواں خریدا (۱۷۲) ---- رسول اللہ ---- صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو جنت کی بشارت دی ---- غزوہ تبوک اور عسرہ کے لشکر کی لئے دل کھول کر سخاوت کی (۱۷۳) ---- سارے لشکر کی ضرورت مال اسلحہ اور سازو سامان سے پوری کی ---- عطاء کبیر میں ایک مثالی نمونہ تھے ---- اور دوسرے عظیم مواقع میں ---- اہل مدینہ کو جب اجتماعی بھوک اور قحط کا سامنا کرنا پڑا۔ سیدنا عثمان --- رضی اللہ عنہ اپنے سامان تجارت اور قافلہ کے ہمراہ مدینہ کے بازار میں اسے تقسیم کرنے لگے۔ ان سب امور سے مقصود حصول رضائے الٰہی تھا۔ بندوں سے جزا اور بدلہ نہ چاہتے تھے۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ نے اس ایک نیکی کے بدلے دس بلکہ سات سو گنا عطا کر رکھا تھا۔ یہ خلیفہ جن کے بارے میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا

ما ضر عثمان ما فعل بعد الیوم (۱۷۴)

(آج کے بعد عثمان جو بھی کرے اس کے لئے نقصان دہ نہ ہوگا)

یہ جواں مرد ---- امام المتقین ---- علی بن ابی طالب ---- رضی اللہ عنہ ---- بچوں میں پہلے مسلمان۔ ہجرۃ کے روز نبی کریم علیہ الصلوۃ والتسلیم کے لئے جان کا نذرانہ پیش کرتے ہیں ---- آپ کے بستر مبارک پر آرام فرماتے ہیں ---- آپ کے دروازہ اقدس پر کھڑے ہونے والوں کو یہ تاثر دینے کیلئے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے گھر سے باہر تشریف نہیں لے گئے آپ کی چادر اقدس اوڑھ لیتے ہیں ---- دعوت اسلامیہ کی تاریخ کا یہ پہلا فدائی عمل ہے (۱۷۵)

جلیل القدر صحابی بلال بن رباح ---- رضی اللہ عنہ ان کے وصال کا وقت

آتا ہے تو اہل خانہ کہتے ہیں "واکربا" ہائے افسوس! اور آپ فرماتے ہیں

واطربا غدا القی الاحبہ محمدا و صحبہ (۱۷۶)

(خوشی کا وقت ہے ---- کل محبوب کریم ---- محمد مصطفیٰ علیہ التحیہ والثناء اور آپ کے صحابہ سے ملاقات ہوگی) موت کی تلخی کو ملاقات کی حلاوت سے ملا دیا۔ بلاشک یہ تو حلاوت ایمان ہے جو دلوں کے لئے باعث سکون ہے

یہ جلیل القدر صحابی سعد بن ربیع رضی اللہ عنہ ---- جنگ احد کے اختتام پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سب سے پہلے سعد بن ربیع کے بارے میں سوال کیا

ھل سعد بین الاحیاء او الاموات (کیا سعد زندہ یا جام شہادت نوش کر گئے)

زید بن ثابت رضی اللہ عنہ ---- نے عرض کی ----

انا انظر لک یارسول اللہ ما فعل سعد

(آپ کے لئے میں دیکھتا ہوں ---- یارسول اللہ ---- سعد نے کیا کیا ہے؟ آپ زخمیوں کے درمیان تلاش کرنے لگے ---- دیکھا کہ سعد تو آخری سانس لے رہے ہیں آپ کو زید نے کہا اے سعد! رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آپ کے بارے میں پوچھ رہے ہیں سعد نے کہا کہ میں جام شہادت نوش کرنے والا ہوں ---- میری طرف سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں سلام عرض کرنا۔ اور التماس کرنا کہ اللہ تعالیٰ آپ کو ایک امتی کی طرف سے بہترین جزا عطا فرمائے۔ اپنی قوم کو بھی میری جانب سے سلام کہنا۔ اور ان سے کہنا کہ سعد بن ربیع تم سے کہتا ہے۔ بے شک اللہ کے ہاں تمہارا کوئی عذر نہ ہوگا۔ اگر تمہارے نبی کی طرف کوئی دشمن پہنچ گیا اور تم میں کوئی آنکھ حرکت کرتی ہو (۱۷۷)

پھر سعد راضی خوشی اپنے رب کی ملاقات کے لئے انتقال فرما گئے۔ اللہ تعالیٰ کی عطا کردہ شہادت پر نازاں ---- فرحاں ---- تو کائنات سماوی آپ کے لئے ہمیشگی کے ترانے گانے لگی

اولئک ھم الوارثون الذین یرثون الفردوس ھم فیھا خالدون (۱۷۸)

(یہی لوگ وارث ہیں جو فردوس بریں کے وارث ہونگے اس میں ہمیشہ رہیں گے)

اے سعد اللہ آپ پر رحمتوں کی برسات کرے۔ اسلام اور اہل اسلام کی طرف سے بہترین جزا عطا فرمائے۔ اے اللہ آپ کے اجر سے ہمیں محروم نہ رکھنا۔ ہمیں اور ان کو بخش دینا

مصعب بن عمیر مکہ کے نزاکت پسند نوجوان ---- جنگ احد میں رسول اللہ کی حفاظت اور کفار کو آپ سے پیچھے دھکیلتے جام شہادت نوش فرما گئے

ابن اسحاق نے کہا۔ کہ مصعب بن عمیر نے شہید ہونے تک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے لڑائی کی۔ ابن قمی اللیثی نے ان کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سمجھتے ہوئے قتل کر دیا۔ پھر قریش کی طرف جا کر کہنے لگا میں نے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کو قتل کر دیا۔ مصعب بن عمیر کی شہادت کے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے علی ابن ابی طالب رضی اللہ عنہ کو جھنڈا مرحمت فرمایا

زندگی میں بھی سینہ حب مصطفیٰ سے لبریز تھا۔ یہ مصعب بن عمیر کا حال پر خلوص محبت کی دلیل ہے

مصعب بن عمیر اپنے دینی بھائیوں کے پاس گئے وہ رسول اللہ کے گرد حلقہ باندھے بیٹھے تھے۔ جونہی صحابہ نے آپ کو دیکھا۔ ان کے سر جھک گئے۔ آنکھیں پست ہو گئیں آنکھوں سے آنسو بہنے لگے۔ وہی مصعب بن عمیر جو عمدہ چمکدار لباس ہی زیب تن کیا کرتے تھے۔ چیتھڑوں میں ملبوس تھے۔ کیونکہ آپ کی والدہ جب آپ کو دین سے پھیرنے سے مایوس ہو گئی۔ تو اپنے معبودوں کو چھوڑنے کی پاداش میں ان سب نعمتوں سے محروم کر دیا جن سے آپ کو نوازتی تھی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب انہیں دیکھتے تو حالت خوشی میں فرماتے میں نے اس (مصعب) کو دیکھا ہے مکہ میں اپنے والدین کے ہاں اس سے بڑھ کر کوئی نزاکت پسند نہ تھا۔ پھر اس نے اللہ اور اس کے رسول کی محبت میں سب کچھ چھوڑ دیا۔ اللہ اور اس کے رسول کی محبت نے موجودہ زینت دنیا کے ترک کرنے کی راہ پر چلایا ہے آخرت اور اس کی

نعمتوں کے تعلق کا راستہ دکھایا ہے (۱۷۹)

حضرت امام مالک ـــــ رضی اللہ عنہ اپنی کبر سنی اور کمزوری کے باوجود مدینہ میں سوار نہ ہوتے تھے اور فرمایا کرتے تھے جس سرزمین میں رسول اللہ ـــــ صلی اللہ علیہ وسلم کا جسم اقدس مدفون ہے وہاں میں ہرگز سوار نہ ہوں گا۔ یہ نبی کریم علیہ الصلوۃ کی عظیم محبت اور احترام کی وجہ سے تھا (۱۸۰)

آپ کے حالات میں یہ بھی آیا ہے

آپ جب حدیث پاک بیان کرنے کا ارادہ فرماتے۔ وضو کرتے اپنی چٹائی کے مرکز میں تشریف فرما ہوتے۔ اپنی ریش مبارک کو کنگھی کرتے۔ وقار اور ہیبت سے تشریف فرما ہوتے۔ پھر حدیث بیان کرتے

اس ضمن میں آپ سے سوال کیا گیا تو آپ نے فرمایا

احب ان اعظم حدیث رسول اللہ صلی اللہ وسلم (۱۸۱)

(رسول اللہ علیہ وسلم کی حدیث پاک کی تعظیم مجھے محبوب ہے)

یہ امام بخاری ـــــ رحمہ اللہ تعالی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت کرتے تھے اور تعظیم کرتے تھے وہ احادیث جو ان نے اپنی صحیح میں جمع کی ہیں جب لکھنے کا ارادہ فرماتے۔ وضو فرماتے۔

دو رکعت نفل ادا کرتے پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کی احادیث شریفہ کے احترام و اجلال اور تعظیم کے باعث حدیث پاک کی کتابت کی طرف متوجہ ہوتے (۱۸۲)

(۷) اگر آپ تند مزاج سخت دل ہوتے تو آپ کے گرد سے منتشر ہو جاتے

سید دو عالم ـــــ محمد بن عبد اللہ ـــــ صلی اللہ علیہ وسلم چونکہ حلم صبر چشم پوشی اور قدرت کے باوجود درگذر سے متصف تھے اس لئے لوگوں سے محبت کرتے

۔ کیونکہ آپ کی محبت اللہ تعالی نے اہل ایمان کے نفوس میں راسخ کی ہے اور آپ کو مصطفی بنایا ہے ـــــ اور آپ صاحب خلق عظیم ہیں

آپ حلم، صبر، چشم پوشی، درگذر، سخاوت اور رحمت سے متصف تھے اس پر غورث بن الحارث کا آپ سے معاملہ بڑی واضح دلیل ہے

اس نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے قتل کا ارادہ کیا۔ آپ دوپہر کے وقت ایک درخت کے سایے میں محو استراحت تھے۔ جب رسول اللہ ـــــ صلی اللہ علیہ وسلم بیدار ہوئے وہ آپ کے سر پر تلوار سونتے کھڑا تھا اور کہہ رہا تھا آپ کو مجھ سے کون بچائے گا۔ آپ نے بڑے سکون آرام اور پر خلوص زبان میں ارشاد فرمایا "اللہ" غورث کے ہاتھ سے تلوار گر گئی۔ نبی کریم ـــــ علیہ الصلوۃ والتسلیم نے تھام لی اور غورث سے ارشاد فرمایا۔ اب تجھ کو مجھ سے کون بچائے گا۔ عرض کرنے لگا آپ اچھے بدلہ لینے والے بنئے۔ آپ نے اس کو چھوڑ دیا ـــــ اور معاف فرمادیا۔ وہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے قتل کا ارادہ رکھتا تھا۔ نفرت کے بعد اس کا دل محبت سے لبریز ہوگیا اپنی قوم کی طرف گیا۔ ان کے دلوں میں آپ کی اور آپ کے دین کی محبت پیدا کرتا ہے ان سے کہتا ہے میں تمہارے پاس سب سے اچھے انسان کی جانب سے آیا ہو

جئتکم من عند خیر الناس (۱۸۳)

اس طرح رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی درگذر نے غورث کو برائی سے نیکی کی طرف پھیر دیا۔ آپ کا اور آپ کے دین کا بہترین داعی بنادیا۔ حالانکہ وہ تو آپ کے قتل اور دین کو ختم کرنے کا ارادہ رکھتا تھا

درگذر کی صفت نے دلوں کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت پر مجتمع کر دیا۔ تالیف نفوس کی وجہ سے لوگ آپ سے اس قدر محبت کرنے لگے۔ کہ آپ پر اپنی جانوں کا نذرانہ پیش کرنے کے لئے تیار رہتے۔ اس محبت سے محروم وہی لوگ تھے جن کے سر پر شیطان غالب ہوا۔ انہوں نے طغیانی اور بغاوت کی راہ اپنائی۔ تکبر

کیا اور گمراہی کو ہدایت پر ترجیح دی

ھند بن ابی ھالہ ---- رسول اللہ علیہ وسلم کے ربیب آپ کی تعریف میں کہتے ہیں۔

محمد بن عبد اللہ ---- صلی اللہ علیہ وسلم کی پہلی صفت یہ ہے کہ وہ اپنی زبان محفوظ رکھتے ہیں اور فقط بھلائی میں ہی کھولتے ہیں۔ نفرت انگیز آپ کا کلام نہیں ہوتا بلکہ فقط ایسا کلام کرتے ہیں جو مخاطبین کے لئے فائدہ مند۔ تالیف قلوب ---- تقریب نفوس اور تانیس غریب کا باعث ہوتا ہے۔ صاحب حق کا حق ادا کرنے کا حکم دیتے ہیں۔ تکلفا کلام نہیں فرماتے۔ کسی کی مذمت نہی فرماتے۔ زبان کی حفاظت کی خاطر زیادہ کلام نہیں فرماتے۔ حرمات کو عیب نہیں لگاتے۔ کسی کی بات نہیں کاٹتے۔ حتی کہ اس کی چنگھاڑ کلام سے سیر ہو جائے جب آپ گفتگو کرتے ہیں تو آپ کا کلام فیصلہ کن ہوتا ہے (۱۸۴)

اخلاق رسول صلی اللہ علیہ وسلم میں سے جس کا دعوت اسلامیہ میں اہم کردار ہے وہ یہ ہے کہ آپ صحابہ کرام کو جمع فرماتے اور اپنی محبت ان کے درمیان تقسیم کرتے اس حد تک تواضع پسند تھے جب کسی محفل میں تشریف لے جاتے مجلس کے آخر میں بیٹھ جاتے۔ اسی پر ہی اپنے صحابہ کو ابھارتے۔ بڑی نرمی سے راہ ہدایت دکھاتے۔ آپ کے ساتھ اشارہ ہی کفایت کرجاتا۔ جب کچھ لوگ کج خلقی سے پیش آئے تو آپ بد اخلاقی سے جواب نہ دیتے بلکہ فرماتے۔ اس قوم کا کیا حال ہوگا۔ جو اس طرح کرتے ہیں

قصہ افک کے بعد جس دن آپ لوگوں کی طرف تشریف لے آئے۔ اس طرح کا ہی کلام فرمایا

ایھا لناس ما بال رجال یوذوننی فی اھلی ویقولون علیھم غیر الحق واللہ ما علمت منھم الا خیرا وقد ذکروا رجلا ما علمت منہ خیرا وما یدخل بیتا من بیوتی الا وھو معی (۱۸۵)

(اے لوگو! ان مردوں کا کیا حال ہے جو میرے اہل خانہ کے بارے میں مجھے اذیت دیتے ہیں ان کے بارے میں ناحق گفتگو کرتے ہیں حالانکہ اللہ کی قسم میں تو ان میں بھلائی ہی دیکھتا ہوں اور وہ ایک ایسے مرد کا ذکر کرتے ہیں جس میں میں فقط بھلائی ہی دیکھتا ہوں۔ میرے گھروں میں سے جس گھر میں بھی داخل ہوتا ہے میرے ساتھ ہی ہوتا ہے)

کسی وجہ سے بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کسی کی مذمت نہ کرتے تھے۔ بلکہ پوری زندگی مذمت کرنے سے محفوظ رہے ہمیشہ صحیح کلام کرتے۔ سچ بولتے۔ مذمت اور تشہیر سے اجتناب فرماتے۔ اسی خاطر آپ کنایہ کا انداز اختیار کرتے اور فرماتے۔ ان لوگوں کا کیا حال ہوگا جو اس طرح کرتے ہیں۔ ان کے ناموں کی تصریح نہ فرماتے (۱۸۶)

حضرت عروہ بن زبیر اپنی خالہ ام المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے اخلاق محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں ارشاد فرمایا

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کسی خادم کو کبھی نہیں پیٹا۔ نہ کسی عورت کو۔ نہ ہاتھ سے ضرب لگائی سوائے فی سبیل اللہ جہاد کے۔ نہ ہی کبھی کسی سے ذاتی انتقام لیا مگر جب وہ حرمات اللہ کا پردہ چاک کرتے تو اللہ تعالی کے لئے انتقام لیتے (۱۸۷)

دو چیزوں میں پسندیدہ آسان چیز کا بغیر گناہ کے انتخاب کرتے

کان یقبل جمیعا و یدبر جمیعا بابی واسی لم یکن فاحشا ولا متفحشا ولا صخابا فی الاسواق (۱۸۸)

(آپ پوری طرح متوجہ ہوتے۔ اور پوری طرح روگردانی فرماتے۔ میرے ماں باپ آپ پر قربان۔ نہ برائی کرتے نہ فحش کلام۔ اور نہ ہی بازاروں میں شور مچاتے)

اس وصف سے ہمارے لئے ظاہر ہوتا ہے کہ آپ لوگوں سے اچھے انداز میں

پیش آتے پوری توجہ فرماتے جب تک کسی کی بات مکمل نہ ہوتی اور وہ راضی و خوشی ہوجاتا تو اسے وہ نہ چھوڑتے ۔ آپ کبھی فحش کلام نہ فرماتے ---- غلیظ الفاظ کا استعمال نہ کرتے ۔ نہ چیختے نہ غضبناک ہوتے نہ طنز و مذاق کرتے ۔ نہ بازاروں اور عام جگہوں میں جھگڑا کرتے (۱۸۹)

اس طرح آپ صلی اللہ علیہ وسلم رسول نبی اور اہل ایمان پر رووٗف بھی ہیں رحیم بھی

آپ سے محبت کس طرح ہوگی ---- صلی اللہ علیہ وسلم

ہر مسلمان مرد اور عورت جانتا ہے کہ محبت الٰہی اور محبت رسول ہی آسان ایمان ہے

لیکن محبت کیسے ہوگی۔ کیسے شروع ہوگی ۔ اس محبت الٰہی اور محبت رسول کی گہرائی کیا ہے قرآن حکیم بڑی وضاحت سے اعلان کر رہا ہے کہ محبت الٰہی اتباع رسول سے مفید ہے

قل ان کنتم تحبون اللہ فاتبعونی یحببکم اللہ (۱۹۰)

(فرما دیجئے اگر تم اللہ سے محبت کرنا چاہتے ہو تو میری اتباع کرو۔ تو اللہ تعالیٰ تم سے محبت کریگا)

اور محبت رسول آپ کی تعلیمات پر عمل کرنے اور ایسی اتباع سے مفید ہے جس میں نہ کوئی خلل ہو نہ بعد ۔ نہ اس سے بدعتیں اور گمراہیاں ملی ہوئی ہوں۔ صرف اتباع سے ہی آپ کے نقش قدم کی پیروی ہوتی ہے ایمان کی تکمیل ہوتی ہے اور دل محبت تعلق اور قرب میں پگھلنے لگتا ہے حتی کہ آپ جان سے بھی زیادہ محبوب ہوجاتے ہیں

لا یومن احدکم حتی اکون احب الیہ من مالہ وولدہ و نفسہ والناس اجمعین (۱۹۱)

(تم سے کوئی اس وقت تک کامل مومن نہیں ہو سکتا جب تک میں اسے اس کے مال اولاد جان اور سارے لوگوں سے زیادہ محبوب نہ ہو جاؤں)

ابھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان اپنے ساتھی سسر خلیفہ ثانی سیدنا عمر رضی اللہ عنہ سے گزرا ہے جب وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت کا اعلان فرماتے ہوئے کہہ رہے تھے

لانت یارسول اللہ احب الی من کل شی الا نفسی

(آپ مجھے یارسول اللہ میری جان کے علاوہ ہر چیز سے محبوب ہیں)

آپ ہم سب کی تعلیم کیلئے جواب فرماتے ہیں کہ کامل محبت کیسے ہوگی فرمایا محبت رسول کا صحیح اندازہ اس سے لگ سکتا ہے کہ انسان سرکار کی تعلیمات سے کس قدر قریب ہے ۔ ان کی طرف کس قدر متوجہ ہے ۔ آپ کی اور خلفائے راشدین کی سنت پر کس قدر حریص ہے

علیکم بسنتی و سنتہ الخلفاء الراشدین من بعدی عضو علیھا بالنواجذ (۱۹۲)

(میری اور خلفاء راشدین کی سنت تم پر لازم ہے اس کو مضبوطی سے تھام لو)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں روشن دین پر چھوڑا ہے جس کی رات بھی دن کی طرح ہے جس سے فقط ہلاک ہونے والے ہی رخ پھیرتے ہیں ۔ ہم پر واجب ہے کہ ہم اس دین کی تعلیمات کو مضبوطی سے تھام لیں ۔ قرآن حکیم کی طرف تلاوت تدبر اور تفقہ کے اعتبار سے متوجہ ہوں ۔ سیرت نبویہ شریفہ سے مل جائیں --- اور اس کے شیریں گھاٹ سے سیراب ہوں

ہم پر بھی یہ لازم ہے کہ ہم وجوب محبت کو بھی جانیں اور اس کو بھی کہ اس کی ابتدا اتباع سے ہوتی ہے ۔ اور یہ کامیابی کا راستہ ہے ۔ محبت الٰہی اور محبت رسول ہماری مصروفیت ہونی چاہئے اور ہمارا مطمع نظر تاکہ ہم کامیاب ہوں

بلاشک انسان اس وقت تک شیرینی ایمان سے لطف اندوز نہیں ہو سکتا جب تک اللہ اور اس کے رسول سے ساری کائنات سے بڑھ کر محبت نہ کرے ۔ اور جب حکم دے تو اللہ کی رضا کے لئے دے

سب تعریفیں اس اللہ کے لئے ہیں جس نے ہمیں مسلمان بنایا ہے سید المرسلین

سے ہمیں عزت ۔ خاتم النبین ۔ آپ کی پاکیزہ اہل بیت صحابہ کرام ۔ تابعین ۔ تبع تابعین کی محبت کا ہم پر احسان فرمایا

ہم اللہ سے دعا کرتے ہیں کہ وہ ہمارا حشران کی معیت میں ہی کرے

پانچویں فصل

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا اسوہ ہی رہنما ہے

پانچ مباحث پر مشتمل ہے

پہلی بحث

ہدایت کے راستے

دوسری بحث

صحابہ آپ کے اسوہ کی تصویر کشی فرماتے ہیں

تیسری بحث

محفل ذکر رسول صلی اللہ علیہ وسلم

چوتھی بحث

یادوں کی محفل کا انعقاد ---- امت کا اپنی تاریخ کے ساتھ اتصال

پانچویں بحث

محافل ذکر نبوی ---- ہر وقت کی اہم ضرورت

(۱) ھدایت کے راستے

سب تعریفیں اللہ کے لئے ہیں جس نے ہمیں نعمت اسلام سے نوازا اس نعمت کو کافی کر دیا۔ اور خیر الانام سیدنا محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے تصدق ہم پر رحم فرمایا۔ اور آپ کی حیات طیبہ کو قدوہ صالحہ۔ قابل تقلید نمونہ بنایا اور آپ کی سنت طیبہ کو ایسی ہدایت بنایا جو راہ کو روشن کر دیتی ہے۔ آپ کی محبت ہر مسلمان مرد عورت ----- ہر مومن مرد و عورت پر فرض ہے۔ اسی سے ہی صرف ایمان کامل ہوتا ہے

لا یومن احد کم حتی اکون احب الیہ من مالہ وولدہ ونفسہ التی بین جنبہ

(تم میں سے کوئی بھی اس وقت تک کامل مومن نہیں ہو سکتا جب تک میں اسے اس کی مال اس کی اولاد اور اسکی جان جو اس کے دونوں پہلوؤں کے درمیان ہے سے محبوب نہ ہو جاؤں)

بلاشک مصادر تشریح۔ اسباب ھدایہ۔ طرق فلاح کی طرف ہمارا متوجہ ہونا ہے۔ اسکا ارتکاز تین بنیادی قضیوں میں ہے

پہلا۔ قرآن حکیم جس کی کسی جانب سے بھی باطل اس میں سرایت نہیں کر سکتا

دوسرا۔ حدیث شریف۔ جس کے ساتھ اللہ تعالی نے دین کو مکمل کیا۔ اس کو ایسی وحی قرار دیا جو ہمارے سردار محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف کی جاتی ہے۔ کیونکہ اس کی حفاظت اور عصمت کا ذمہ دار اللہ تعالی ہے۔ اس نے اس کو اپنی مخلوق میں سے کسی غیر کے لئے نہیں چھوڑا۔

تیسرا۔ افعال رسول صلی اللہ علیہ وسلم۔ جن کو اللہ تعالی نے ہمارے لئے بہتر

نمونہ بنایا۔ اور ان کے ساتھ تمسک لازم فرمایا اور آپ کی ہدایت اور طاعت کی راہ پر چلنا ہم پر واجب کر دیا اللہ تعالی نے ہمیں سمجھایا

من یطع الرسول فقد اطاع اللہ (۱۹۳)

(جس نے اس رسول کی اطاعت کی اس نے اللہ کی اطاعت کی)

خود اپنی پیروی کی اہمیت ہمیں سمجھائی

علیکم بسنتی وسنۃ خلفاء الراشدین من بعدی (۱۹۴)

(تم پر میری سنت اور میرے بعد خلفائے راشدین کی سنت لازم ہے)

قرآن حکیم میں اس اتباع کی اہمیت کی تصدیق اور تائید میں فرمایا گیا

قل ان کنتم تحبون اللہ فاتبعونی یحببکم اللہ (۱۹۵)

(اے محبوب کریم فرما دیجئے۔ اگر تم اللہ سے محبت کرنا چاہتے ہو تو میری اتباع کرو اللہ تعالی تم سے محبت فرمائے گا)

وما اتاکم الرسول فخذوہ وما نہاکم عنہ فانتہوا (۱۹۶)

(یہ رسول تم کو جو عطا کرے لے لو۔ اور جس سے روکے رک جاؤ)

نبی کریم علیہ الصلوۃ والتسلیم کی اطاعت اللہ کی اطاعت کے ساتھ مقترن یا اس پر معطوف ہو بہرحال اسکے وجوب پر بے شمار آیتیں ہیں۔ اسطرح آپ کی طرف کی جانے والی وحی کو سنت قرار دیا۔ جس طرح اللہ تعالی نے نبی کریم علیہ الصلوۃ والتسلیم کے اہم امور میں سے تعلیم حکمت کو قرار دیا ہے۔ اور یہ سنت ہی ہے جو کتاب پر معطوف ہے

صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین جانتے تھے کہ جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ثابت ہے وہ ہر جاننے والے پر لازم ہے۔ اسے کوئی چیز کمزور نہیں کر سکتی۔ بلکہ لوگوں پر فرض تو آپ کی اتباع ہے۔ یہ مرتبہ باری تعالی نے اپنی مخلوق میں سے کسی اور کو نہیں دیا۔ جس طرح کسی کو آپ کی مخالفت کرنے کی اجازت نہ دی اس لئے ہی صحابہ کرام نے نبی کریم علیہ الصلوۃ والتسلیم کی سنت کو اس طرح محفوظ

کیا جس کی مثال پوری تاریخ میں موجود نہیں ہے۔ آپ سے صادر ہونے والے ہر قول۔ فعل اور تقریر کو ہمارے لئے نقل کر دیا۔ اسی طرح آپ کے اوصاف شریفہ کو بھی نقل کر دیا (۱۹۷)

یہاں سے سیرت نبویہ کے ساتھ اتصال اسکے تتبع اور اس کے ساتھ انس کی وابستگی کی اہمیت اجاگر ہو جاتی ہے تاکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جس طرح اللہ تعالی نے ارادہ فرمایا سراج منیر ہوں کیونکہ آپ کو انسانیت کی طرف خاتم المرسلین تمام لوگوں کے لئے خوش خبری سنانے والے --- ڈر سنانے والے اللہ کی طرف توفیق سے اس کی طرف بلانے والے بنا کر بھیجا حتی کہ اسمیں انہ کے لئے اسوہ اور قدوہ ہیں اور آپ کی حیات طیبہ وہ ایسا نمونہ اور قدوہ جس کی پیروی کی جاتی ہے وہ ہمارے لئے مثل اعلی ہیں

فقد لبثت فیکم عمرا من قبلہ افلا تعقلون (۱۹۸)

(میں نے اس سے پہلے تم میں عمر گزاری ہے کیا تم عقل نہیں رکھتے)

کیونکہ آپ نے صادق اور امین پرورش پائی تمام نے آپ کے اخلاق کو پہچانا کبھی بھی آپ پر جھوٹ کو نہ پایا جسطرح وہ آپ کے سب اعمال پہچانتے تھے

(۲) صحابہ اور آپ کے اسوہ کی منظر کشی

کس قدر تاریخ نے ہمارے لئے صحابہ کے مواقف کا ذکر کیا ہے کہ وہ امن وجنگ مسجد و منزل تنہا و جماعات میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ اسلم کے ساتھ اپنی یادداشتوں کو دھراتے ہیں۔

ان یادداشتوں کو برانگیختہ کرنے والے جذبات بناتے ہیں جو ان کے دلوں میں قوت و ثبات پیدا کرتی ہیں اور اس سیرت عظیمہ کو ان کے سامنے مجسم کرتی ہیں اور یہ یادداشتیں کس قدر زیادہ ہیں۔

مجھے خالد بن ولید---- اللہ تعالی کی شمشیر براں کی وہ للکار یاد آرہی ہے جب

جنگ یمامہ کے موقع پر ---- دشمن خدا مسیلمہ کذاب کا مقابلہ کرتے ہوئے وہ بولے جنگ کی بھٹی جب خوب بھڑک اٹھی تو اپنے لشکر میں چلائے یہ کیا ہے یہ کیا ہے ہم رسول اللہ --- صلی اللہ علیہ وسلم کی معیت میں کس طرح جنگ کیا کرتے تھے آپ جنگ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا طریقہ یاد کرنے لگے اس صحبت عظیم ---- ہمت کبیرہ کو یاد کرنے لگے خالد بن ولید چیخ اٹھے یہ جنگ مسیلمہ کذاب کو فی النار کئے بغیر سرد نہیں ہو سکتی خالد بن ولید سامنے نکلے اور دعوت مبارزت دی جو بھی آپ کے سامنے آتا آپ اس کو قتل کردیتے --- مسلمانوں کی چکی چلنے لگی خالد بن ولید نے مسیلمہ کذاب کو للکارا جب بھی وہ جواب کا ارادہ کرتا۔ اپنا رخ پھیرلیتا۔ تاکہ اپنے شیطان سے مشورہ کرے اور وہ اسے روک دیتا اس نے ایک بار رخ پھیرا آپ نے اس پر چڑھائی کی اور خوب ہتایا اس نے پیٹھ پھیرلی اور اس کے ماننے والے بھاگے۔ خالد بن ولید لوگوں میں چیخے سب لوگ ان پر چڑھ دوڑے یہ ان کی شکست بن گئی۔ وہ مسیلمہ سے کہنے لگے کہاں ہے وہ جسکا تو ہم سے وعدہ کرتا تھا اسنے کہا اپنے حساب سے لڑو۔ محکم پکارا چار دیواری والا باغ۔ چاردیواری والا باغ وہ اسمیں داخل ہوئے اور اسکے دروازے بند کردیئے۔ مسلمانوں نے ہر طرف سے گھیرلیا۔ اور شدت سے جنگ کرنے لگے۔ بالاخر مسیلمہ کذاب اور اس کے ساتھیوں کو فی النار کردیا

اسی طرح صحابہ کرام --- اپنی زندگیاں ---- اپنے طور ---- اپنے طریقے سیرت رسول سے وابستہ کرتے تھے۔ جس طرح آپ جنگ کرتے یہ جنگ کرتے تھے۔ جس طرح آپ صلح کرتے یہ صلح کرتے تھے۔ جس طرح آپ نماز ادا کرتے۔ یہ نماز ادا کرتے تھے۔ جس طرح آپ روزہ رکھتے یہ روزہ رکھتے تھے۔ جسطرح آپ زکوٰۃ دیتے یہ دیتے تھے۔ جس طرح آپ معاھدے کرتے یہ کرتے تھے۔ جس طرح غزوہ احزاب سے پہلے رسول کریم ---- علیہ الصلوۃ والتسلیم نے صحابہ کرام سے مشورہ لیا۔ صحابہ بھی اہل رائے سے مشورہ لیتے تھے

جب معلوم ہوا کہ جزیرہ عرب کے قریش کثیر تعداد میں جمع ہوچکے ہیں۔ مدینہ کے یہودی بھی ان کے ساتھ مل چکے ہیں۔ یہ پانچ ہجری کی بات ہے۔ رسول اللہ ---- صلی اللہ علیہ وسلم کی رائے تھی کہ مسلمان مدینہ کے اندر رہیں۔ جب کفار قریش اور جیوش احزاب ان پر حملہ کریں تو مسلمان ان سے گھر سے گھر اور سڑک سے سڑک لڑیں۔ سلمان فارسی ---- رضی اللہ عنہ نے عرض کی یارسول اللہ ---- کیا یہ وحی ہے جو اللہ تعالی نے ہماری طرف کی ہے یا یہ رائے۔ جنگی چال اور خفیہ طریق ہے۔ رسول اللہ --- صلی اللہ علیہ وسلم نے وضاحت کی بلکہ یہ رائے جنگی چال اور خفیہ طریق ہے۔ تو سلمان فارسی ---- رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ ---- صلی اللہ علیہ وسلم کو اس طریقہ کا مشورہ دیا انہوں نے بلاد فارس سے سیکھا تھا کہ بہتر یہ ہے کہ مسلمان مدینہ کے گرد خندق کھودیں خندق کے پیچھے خود لشکر کشی کریں جو بھی خندق کو پار کرنا چاہے تیروں نیزوں سے اسے چھلنی کردیا جائے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس میں مسلمانوں کی مصلحت دیکھی تو اس رائے سے اتفاق کیا۔ اس کے بعد ہی اللہ کی طرف سے نصرت اتری اپنے بندہ خاص کو کامیاب و کامران فرمایا اپنے لشکر کو غلبہ و عزت عطا فرمائی اور احزاب کو شکست دی۔ (۱۹۹)

سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ۔ خانہ کعبہ کا طواف فرمارہے ہیں۔ حجر اسود کو بوسہ دے کر کھڑے ہوتے ہیں اور فرماتے ہیں

واللہ انی لا علم انک حجر لا تضر ولا تنفع ولولا انی رایت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقبلک ماقبلتک (۲۰۰)

(اللہ کی قسم میں جانتا ہوں کہ تو پتھر ہے۔ نہ نقصان دے سکتا ہے نہ نفع۔ اگر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو تجھے بوسہ دیتے نہ دیکھتا تو کبھی بوسہ نہ دیتا)

خلیفہ رسول اللہ ---- صلی اللہ علیہ وسلم سیدنا ابوبکر صدیق ---- رضی اللہ عنہ وصال مصطفیٰ کے بعد مسلمانوں کے خلیفہ بنتے ہیں۔ جب بعض قبائل مرتد ہو جاتے ہیں اور بعض زکوٰۃ دینے سے انکار کرتے ہیں کہتے ہیں کہ ہم زکواۃ محمد (صلی

اللہ علیہ وسلم) کو ادا کرتے تھے اب وہ وصال فرما چکے ۔ اب ہم پر زکوٰۃ فرض نہیں ہے ۔ ابوبکر صدیق شیر کی طرح اٹھتے ہیں اور فرماتے ہیں

واللہ لو منعوا عنی عقال بعیر کانوا یئودونہ لرسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لقاتلتھم علیہ (۲۰۱)

(اللہ کی قسم اگر انھوں نے اونٹ کی نکیل بھی مجھ سے روک لی جو وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ادا کرتے تھے تو میں اس پر ان سے جنگ کرونگا)

اپنے لشکروں کو سازوسامان سے آراستہ کیا ۔ ان کو ان مرتد قبائل کی طرف اعلائے کلمہ الحق کی خاطر بھیجا

صحابہ کرام رضوان اللہ علیہ اجمعین نے سیرۃ رسول اکرم کو مضبوطی سے تھاما تھا آپ کے افعال کی اتباع کرتے تھے ۔ آپ کی ازواج مطہرات --- امہات المومنین سے گھر میں آپ کے احوال مبارکہ اور عبادت کے بارے میں سوال کرتے تھے اہل خانہ کے ساتھ آپ کا سلوک اور دوسری کیفیات دریافت کرتے تاکہ آپ کی اقتداء کریں اور آپ کے سیدھے راستے پر چلیں

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ ہر اس جگہ جاتے جہاں آپ کو علم ہوتا کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم وہاں تشریف فرما ہوتے ہیں یا آپ نے نماز ادا فرمائی ہے ۔ ان جگھوں سے گذرتے جہاں سے سید دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم گزرے تھے اور لوگوں سے پوچھتے ۔ یہاں رسول اللہ علیہ وسلم نے کیا کیا تھا ۔ یہاں آپ نے کیا کہا تھا ۔ جس طرح اپنی بہن سیدہ حفصہ --- رضی اللہ عنہا سے پوچھتے ۔

اس طرح امیر المومنین عمر فاروق -- رضی اللہ عنہ اپنی لخت جگر ۔ ام المومنین حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے گھریلو احوال و افعال اور اہل خانہ کے ساتھ برتاؤ کے بارے دریافت کرتے

اس طرح حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہما نے جب اپنی خالہ میمونہ بنت الحارث کے گھر رات گزاری تو یہ ہی دریافت کیا

اسی طرح عبداللہ ابن زبیر رضی اللہ عنہ اپنی خالہ سیدہ عائشہ ام المومنین ---- رضی اللہ عنہا سے پوچھا کرتے تھے

صحابہ کرام ۔ آپ کے آداب کے بارے میں ۔ گھریلو احوال کے بارے میں ۔ آپ کے خوردونوش کے بارے میں ۔ آپ کے اذکار و عبادات کے بارے میں ۔ آپ کی اقتدا کرنے ۔ آپ کی راہ پر چلنے آپ کی سیرۃ طیبہ کے تمسک کی خاطر پوچھا کرتے تھے

جب یہ صحابہ کرام اور تابعین کا حال ہے جو رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے عہد کے قریب تھے ۔ متاخرین کیسے ہوں گے جن کو آپ کی زیارت نصیب ہی نہ ہو سکی ۔ نہ آپ سے سماعت کر سکے اور نہ واسطہ کچھ آپ سے اخذ کر سکے ۔ ہم پر واجب ہے کہ ہم آپ کے شمائل 'احوال' صفات سیرت طیبہ آپ کے احکام شریفہ کا مطالعہ کریں تاکہ آپ کی زندگی کو جانیں ---- صلی اللہ علیہ وسلم ---- آپ کی ساری زندگی پاکیزہ ہے ۔ آپ کے سارے اعمال عمدہ ہیں ۔ آپ کی دعوت ساری انسانیت کے لئے بہتر ہے

اہل اسلام نے آپ کی حیات طیبہ ---- جو مثل کامل ہے ---- کے تمام گوشوں اور زاویوں کو جانا ۔ اس کے ادوار سے اسطرح وابستہ ہوئے کہ کوئی امر پوشیدہ و مخفی نہ رہا اس لئے آپ کی حیات طیبہ کو جمع کیا اور لکھا ۔ اس کی تدقیق و توثیق کی حتی کہ ہر اعتبار سے ایک واضح پاکیزہ زندگی کی سیرت کاملہ بن گئی جو تمام محامد کی جامع ہے ۔ تمام مکارم اخلاق کو شامل ہے ۔ ہمارے لئے ایک صاف و شفاف آئینہ ہے جس میں ہمیں وہ ہی پر انوار صورت نظر آتی ہے اس کی روشنی میں ہم اپنے افعال و اعمال کی تحسین ظاہراً اور باطناً اپنی ارواح کی تطہیر کے لئے کوشاں ہیں ۔ اسی میں صلاح و فلاح ہے ۔ اسمیں ہی ہمارے لئے میزان دقیق ہے جس کے درمیان سے بھلائی کا نور ظاہر ہے ۔ اسی کے صدقے ہم امور شر سے بچتے ہیں ۔ ان کی تمیز کرتے ہیں ۔ حق اور باطل کو پہچانتے ہیں

لہذا آپ صلی اللہ علیہ وسلم قدوہ حسنہ ۔ اسوہ کریم اور مثل اعلی ہیں ساری انسانیت کے لئے ۔ جو تقوی کی راہ چلے اس کے آپ امام ہیں ۔ جو ہدایت چاہے اس کے لئے بصیرت ہیں ۔

سیرت آپ کی اعتدال ہے ۔ سنت آپ کی رشد ہے ۔ کلام آپ کا فیصلہ کن ہے ۔ حکم آپکا عدل ہے امت کو آپ نے تاریکیوں سے اجالے کی طرف نکالا ۔ گرمی کے بعد ان کو سایہ عطا کیا ۔ آپ کے تصدق سے اللہ تعالی نے دین کامل کر دیا ۔ اور آپ کے ساتھ ہی عالمین کی طرف اپنی رسالت کو ختم فرمادیا ۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم اہل ایمان کے لئے رووٴف اور رحیم ہیں ۔ صراط مستقیم کی طرف ہدایت دینے والے ہیں **لقد کان لکم فی رسول اللہ اسوہ حسنہ لمن کان یرجو اللہ والیوم الاخر وذکر اللہ کثیرا**

(بیشک تمہارے لئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں اسوہ حسنہ ہے جو اللہ اور یوم آخرت پر امید رکھتا ہو اور اللہ کو کثرت سے یاد کرے)

اے اللہ ہمیں آپ کی سیرت کی تعلیم دے ۔ آپ کی محبت عطا فرما ۔ آپ کی حسن اتباع اور آپ کی ہدایت پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرما ۔ حتی کہ ہم ان شاء اللہ مامون و مطمئن اٹھیں ۔ آپ کی شفاعت کی سعادت حاصل ہو ۔ آپ کے حوض پر وارد ہوں اور آپ کے مقدس ہاتھوں سے سیراب ہوں

(۳) محافل ذکر رسول --- صلی اللہ علیہ وسلم

اہل اسلام پر ---- ہر زمانہ میں ---- ہر جگہ ۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ذکر کی محفل کا انعقاد واجب ہے ایسی محفل جو آپ کے شایان شان ہو --- آپ کی عظیم قدر کے لائق ہو --- صلی اللہ علیہ وسلم ۔ اس بارے میں باری تعالی کا یہ امر ہی کافی ہے جس نے اپنی محبت کو ---- اس نبی کریم ---- صلی اللہ علیہ وسلم کی اتباع سے متصل کر لیا ۔ بندے کی اللہ تعالی کے ساتھ محبت کو اتباع رسول ----

صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ مشروط کر لیا ۔ اللہ تعالی کی اپنے بندے سے محبت اور اس کے گناہوں کی مغفرت اتباع رسول --- صلی اللہ علیہ وسلم کا نتیجہ بتایا ۔ جس طرح ارشاد فرمایا

قل ان کنتم تحبون اللہ فاتبعونی یحببکم اللہ و یغفر لکم ذنوبکم واللہ غفور رحیم (۲۰۲)

(اے محبوب کریم فرمادیجئے اگر تم اللہ سے محبت کرتے ہو تو میری اتباع کرو تو اللہ تعالی تم سے محبت کریگا تمہارے گناہوں کو بخش دے گا اللہ تعالی بخشش فرمانے والا رحم فرمانے والا ہے)

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی یاد میں محفل کا انعقاد ---- مسلمان کو اس سیرت مطہرہ اور اطاعت رسول صلی اللہ وسلم کے ساتھ وابستہ کرتا ہے

من یطع الرسول فقد اطاع اللہ ومن تولی فما ارسلنک علیھم حفیظا ((۲۰۳))

(جو اس رسول کی اطاعت کریگا اس نے اللہ ہی کی اطاعت کی اور جس نے روگردانی کی تو آپ کو اللہ تعالی نے ان پر نگہبان بنا کر نہیں بھیجا)

اور ارشاد فرمایا

واطیعوا اللہ واطیعوا الرسول لعلکم ترحمون (۲۰۴)

(اللہ کی اطاعت کرو ۔ اس رسول کی اطاعت کرو شاید کہ تم پر رحم کیا جائے)

پاک ہے وہ ذات جس نے آپ --- صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت کو اپنی اطاعت کے ساتھ متصل کر دیا

قل اطیعوا اللہ والرسول (۲۰۵)

(فرما دیجئے کہ اللہ اور اس رسول کی اطاعت کرو)

یہاں سے آپ کی محفل کے انعقاد ---- آپ کی اطاعت ۔ آپکی ہدایت پر عمل اور اپنے اقوال و افعال آپ کی سنت کی پیروی کی اہمیت واضح ہو جاتی ہے

کوئی شک نہیں کہ سیرت نبویہ کی اتباع ۔ آپ کی حیات طیبہ کی تجدید ---

اپنے سب امور میں آپ کو اسوہ بنانا یہ کامیابی کا اولین راستہ ہے۔ ہم اللہ تعالی پر ایمان کے ساتھ آپ پر بھی ایمان رکھتے ہیں

یایھا الذین امنوا امنوا باللہ ورسولہ (۲۰۶)

(اے ایمان والو اللہ اور اسکے رسول پر ایمان لاؤ)

امنوا باللہ ورسولہ وانفقوا مما جعلکم مستخلفین فیہ (۲۰۷)

(اللہ اور اس کے رسول پر ایمان لاؤ۔ اور اپنے ان مالوں سے خرچ کرو جسمیں اسنے اپنا تمہیں خلیفہ بنایا ہے)

فامنو باللہ ورسولہ النبی الامی الذی یومن باللہ و کلماتہ (۲۰۸)

(اللہ اور اسکے اس رسول پر ایمان لاؤ۔ جو نبی امی ہے۔ جو اللہ اور اسکے کلمات پر ایمان رکھتا ہے)

مندرجہ ذیل آیات اللہ کے عذاب سے نجات کا طریقہ واضح کرتی ہے۔ نفع بخش تجارت اور عظیم کامیابی کی راہ بتاتی ہے

یایھاالذین امنوا ھل ادلکم علی تجارۃ تنجیکم من عذاب الیم تومنون باللہ ورسولہ (۲۰۹)

(اے ایمان والو کیا تمھیں ایسی تجارت کی خبر نہ دوں جو تمھیں دردناک عذاب سے نجات عطا کردے اللہ اور اس کے رسول پر ایمان لاؤ)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی محفل کے انعقاد کا مظہر اولین ------ آپ پر صلوٰۃ و سلام کی کثرت ہے اس نبی کریم کے ساتھ اتصال کے لئے یہ عمدہ ترین امر ہے۔ اللہ تعالی نے ہمیں حکم دیا اور آپ پر درود پڑھنے کی تعلیم دی۔ اس امر کو اپنی ذات سے شروع کیا

ان اللہ وملئکتہ یصلون علی النبی یا یھا الذین امنو صلوا علیہ وسلمو ا تسلیما (۲۱۰)

(بے شک اللہ تعالی اور اس کے تمام فرشتے اس نبی پر درود بھیجتے ہیں اے ایمان والو

تم بھی ان پر درود بھیجو اور خوب سلام کہو)

رسول اللہ ---- صلی اللہ علیہ وسلم پر صلوٰۃ و سلام نعمت عظمیٰ ہے۔ اس کے ساتھ اللہ تعالی نے اس امت کو نوازا۔ اس کے ذریعے سے آپ پر درود بھیجنے والا انسان نفع حاصل کرتا ہے کیونکہ جب ہم ایک بار آپ پر درود بھیجتے ہیں۔ اللہ تعالی ہم پر دس بار درود بھیجتا ہے جس طرح حضرت ابو ہریرہ --- رضی اللہ عنہ کی روایت کردہ حدیث شریف میں ہے

من صلی علی واحدۃ صلی اللہ علیہ عشرا (۲۱۱)

(جس نے مجھ پر ایک بار درود بھیجا اللہ نے اس پر دس بار درود بھیجا)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر درود بھیجنا۔ درود بھیجنے والے پر اللہ کے درود کا سبب ہے۔ اور یہ نزول رحمت کا سبب ہے۔ اور نزول رحمت تو خیر و برکت ہے کیونکہ یہ اللہ کی رحمت کے دروازوں میں سے ایک دروازہ ہے۔ جس کے تصدق سے وہ ہمیں تاریکیوں سے اجالے اور گمراہی سے ہدایت کی طرف نکالتا ہے

ھوالذی یصلی علیکم و ملائکتہ لیخرجکم من الظلمات الی النور (۲۱۲)

(وہ ذات اللہ اسکے سب فرشتے تمہیں اندھیروں سے روشنی کی طرف نکالنے کے لئے تم پر درود بھیجتے ہیں)

ہمیں یہاں بصیرت سے رسول اللہ صلی اللہ کی محفل کے انعقاد کی عظمت قدر کا مشاہدہ کرنا چاہئے۔ جب ہم آپ پر درود بھیجتے ہیں تو ہمیں یہ خیرات و فضائل حاصل ہوتے ہیں۔ اللہ تعالی ہم پر احسان فرماتا ہے ہمیں تاریکیوں سے روشنی کی طرف نکالتا ہے مصطفیٰ کریم --- علیہ الصلوۃ والتسلیم پر درود بھیجنے سے اللہ کی رحمت ہمارے لئے متحقق ہو جاتی ہے۔ آپ نے کیا سچ ارشاد فرمایا۔

انما انا رحمۃ مھداۃ (۲۱۳)

(میں تو رحمت اور تحفہ ہوں)

و ما ارسلنک الا رحمۃ للعالمین (۲۱۴)

(ہم نے تجھے سارے جہانوں کے لئے رحمت کاملہ بنا کر بھیجا ہے)

پاک ہے وہ ذات جس نے آپکی حیات و ممات کو ہمارے لئے رحمت بنا دیا صلی اللہ علیہ وسلم جس طرح حدیث ابن مسعود میں ہے

حیاتی خیر لکم تحدثون و یحدث لکم و وفاتی خیر لکم تعرض علی اعمالکم فما رائت من خیر حمدت اللہ علیہ وما رائت من شر استغفرت اللہ لکم (۲۱۵)

(میری زندگی تمہارے لئے بہتر ہے۔ تم نئے کام کرتے ہو تو تمہارے لئے نئے حکم نازل ہو جاتے ہیں میری موت بھی تمہارے لئے بہتر ہے۔ تمہارے اعمال مجھ پر پیش کئے جاتے ہیں۔ ان میں جو نیکی دیکھتا ہوں اللہ تعالی کی اس پر حمد کرتا ہوں اور جو برائی دیکھتا ہوں اسکی بخشش کی دعا کرتا ہوں یہاں سے ہم آپ کی محفل کے انعقاد سے آپ پر درود کی کثرت سے عظیم پھل چنتے ہیں۔ آپ کے آداب آپکا راستہ سیکھتے ہیں۔ ان سے پہلا ادب آپکی سنت سے تمسک آپکی ہدایت پر عمل ہے۔ اللہ تعالی نے آپکی سیرت کو ایسا چراغ بنایا جس سے بندہ روشنی حاصل کرتا ہے۔ اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو ایسا قدوہ حسنہ بناتا ہے جسکی اقتدا دنیا اور آخرت کے تمام امور میں واجب ہے۔

لقد کان لکم فی رسول اللہ اسوۃ حسنہ لمن کان یرجو اللہ والیوم الآخر وذکر اللہ کثیرا (۲۱۶)

(بے شک تمہارے لئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں اسوہ حسنہ ہے جو اللہ اور یوم آخرت پر امید رکھے اور اللہ تعالی کا ذکر کثرت سے کرے)

(۴) یادوں کی محفل کا انعقاد ------ امت کا اپنی تاریخ کے ساتھ اتصال۔

اس میں کوئی شک نہیں کہ مناسبات تاریخیہ عظیمہ سے استفادہ ----- لوگوں کی تذکیر کے لئے ۔ آپکے افعال و اقوال سے ----- صلی اللہ علیہ وسلم

----- آپکی سیرۃ معطرہ کے حصول کا اہتمام نفوس کا پسندیدہ امر ہے۔ اور اس میں فوائد عظیمہ ہیں۔

جس طرح سیرت نبویہ کو پڑھنا ۔ آپکی صفات مناقب اور اخلاق کی جہت سے آپکے خصائص سے آشنائی آپکے سید الخلق خاتم الانبیاء والمرسلین اور سید ولد آدم کی جہت سے آپکی حیات شریفہ کا مطالعہ تہذیب نفوس اور اخلاقی بلندیوں کے حصول کے سنہری مواقع فراہم کرتا ہے۔ جب ان کے سامنے اسکے امت کے مثل اعلیٰ سیدنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اس صورت مشرفہ کو رکھا جائے۔

ہر سال جلیل و کریم مناسبات ہم پر سایہ فگن ہوتی ہیں جو عظیم تاریخ کے لئے بنیادیں ہیں یہ میلاد النبی صلی اللہ علیہ وسلم کی یاد۔ مجد اسلامی کی یاد جسکے محل کو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے گچ کیا۔ یہ یاد تفکر کی طرف دعوت دیتی ہے ہم سے توجہ تدبر اور آپ پر محافل کے انعقاد کی خواہاں ہے وہ تو رسول کریم اور نبی عظیم ہیں صلی اللہ علیہ وسلم

بلاشک و شبہ وقتاً فوقتاً سیرت رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف رجوع مناسبات اسلامیہ میں نفوس کا تعلق تاریخ اسلام۔ امہات اسلام اور حیات رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ پختہ کرتا ہے۔

(۵) آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ذکر کی محافل کا انعقاد ---- ہر دور کی اہم ضرورت ہے

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی محفل کا انعقاد ---- ہر دور اور ہر زمانہ کی ضرورت ہے جب کہ ملت اسلامیہ مختلف فتنوں کا شکار ہو چکی ہے ۔ اور نئی فکریں جنم لے چکی ہیں نئے نئے افکار پیدا ہو چکے ہیں جس کا ہدف لوگوں کو صحیح راہ سے پھیرنا مختلف شکوک شبہات اور افترا ات سے ان کے اعتقاد کو لڑکھڑانا اور محبت رسول میں کمی پیدا کرنا ہے جسطرح کہ استاد محدث ڈاکٹر خلیل ملا خاطر اپنی کتاب (عظیم قدرہ صلی اللہ

علیہ وسلم) میں لکھتے ہیں۔

اس پر اضافہ ہے جو کثیر مجتمعات اسلامیہ سے حاصل ہوا۔ مختلف سطحوں پر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت میں نقص کی وجہ سے منتشر تاثرات کا نتیجہ ہے۔ یہ نقص یا کمزوری خلوت میں ظاہر ہے۔ یا مسلمان ملکوں میں نوخیز نوجوانوں کی اپنے دین سے دوری ہے۔ اور اس گروہ اور ان کے سابقین کے ساتھ اتصال ہے۔ عصر سلف کے درمیان النطبار میں فرق واضح ہو جاتا ہے۔ کیونکہ صاحب رسالت کی محبت ہی گردنوں پر سوار ہے۔ اس سے تحفظ اسکا اُٹھانا اور اسکی تبلیغ ہے۔

جب محبت کامل ہو گی۔ فہم سلیم مکمل ہو گی۔ افکار دعوت پختہ ہوں گے تو تبلیغ اس پر صبر اور اسکا تحفظ شدید اور اکثر ہو گا۔

محبت شرعی مطلوب و لازم ہے۔ حتی کہ نبی کریم صلی اللہ صلی علیہ وسلم ایک مسلمان کو اپنی جان مال' اولاد اور تمام لوگوں سے زیادہ محبوب ہو جائیں حتی کہ محب کی خواہشات آپکی لائی ہوئی تعلیمات کے تابع ہو جائیں۔ یہ اللہ تعالی کی اتباع کامل کا ثمرہ ہے' آپکی اتباع بندہ کو اپنے مولی کی محبت عطا کرنے والی ہے۔

قل ان کنتم تحبون اللہ فاتبعونی یحببکم اللہ و یغفرلکم ذنوبکم واللہ غفور رحیم (۲۱۷)

(اگر تم اللہ سے محبت کرتے ہو تو میری اتباع کرو اللہ تعالی تم سے محبت کریگا۔ تمہارے گناہوں کو معاف فرمائے گا اللہ بخشنے والا رحم فرمانے والا ہے

ملاحظہ کریں آپکی اتباع کو دونوں محبتوں کے درمیان رکھا۔

اور محبت اسقدر ہو کہ وہ انسان کے خیالات' آراء' اھواء' رغبات اور خیالات نفس کے لئے فیصلہ کن ترازو ہو

فلا و ربک لا یومنون حتی یحکموک فیما شجر بینھم ثم لا یجدوا فی انفسھم حرجا مما قضیت و یسلموا تسلیما (۲۱۸)

(پس اے مصطفیٰ تیرے رب کی قسم جب تک اپنے درمیان پھوٹ پڑنے والے

جھگڑوں میں اپنا حاکم نہ بنائیں۔ پھر آپکے فیصلہ سے اپنے دلوں میں کوئی تنگی بھی محسوس نہ کریں۔ اور دل و جان سے آپ کے فیصلہ کو تسلیم نہ کرلیں ہرگز مومن نہیں ہو سکتے)

صحیح ہے ذات محبوب کے کمال کی آشنائی۔ اسکی صفات کے امتیازات جمال کمال اور اخلاق کی صفات میں انفراد اور تمام امور میں لوگوں کے لئے پیمانہ ہونا اس محبت کو بڑھاتا ہے ------ زیادہ کرتا ہے (۲۱۹)

اسطرح ہم آپکی سیرت طیبہ کے جلسوں اور آپکی سنت کی اہمیت کو پہچان لیتے ہیں --- اللہ تعالی سے لائی ہوئی آپکی تعلیمات اور اس زمان میں شدت سے اس سے تمسک کی اہمیت سے واقف ہو جاتے ہیں تو آیئے ہم اپنے بیٹوں اور بیٹیوں کے ہاتھ تھامیں انکو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سچی اور خالص محبت کی تعلیم دیں قول فعل اور سلوک میں آپکی اتباع کا درس دیں حتی کہ ان کیلئے آپکی سیرت اسوہ حسنہ ہو جائے۔ آپکے اعمال و اقوال کو اپنائیں۔ اور اس پر چلیں جسکو آپ اللہ تعالی کی بارگاہ سے لائے ہیں۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی محفل کے انعقاد کا مظہریہ ہے کہ ہم آپکو اسوہ حسنہ بنائیں جسکی ہدایت پر ہم چلتے ہیں۔ ہم بھی جانیں اور اپنی اولاد اور اہل خانہ کو بھی جنوائیں۔ کہ آپ اللہ کا انتخاب ہیں۔ خاتم النبین ہیں۔ اللہ تعالی نے آپکو رحمت للعالمین بنا کر بھیجا ہے۔ آپ بعثت سے پہلے ہی سچائی اعانت اور اخلاق عالیہ سے معروف تھے آپ صادق و امین ہیں۔ اللہ تعالی نے آپکو رسالت کے ساتھ سراپا ہدایت اور سارے جہانوں کے لئے پیکر رحمت بنا کر بھیجا ہے۔

آپ ہر پیغام پہنچانے والے سے

امانت ادا کرنے والے سے

امت کو نصیحت کرنے والے سے

اللہ کی راہ میں حق جہاد ادا کرنے والے سے

اپنے وصال تک
بہتر تھے۔

آپکی محبت ہم پر واجب و فرض ہے

من احبنی فقد احب اللہ و من اطاعنی فقد اطاع اللہ

(جس نے مجھ سے محبت کی اس نے اللہ کی محبت کی۔ جس نے میری اطاعت کی اس نے اللہ کی اطاعت کی)

ہم پر واجب ہے کہ ہم اسی عظیم نعمت کا ہروقت ہر جگہ تذکرہ کریں۔ آپکی سیرت معطرہ، ولادت، جوانی، ہجرت جہاد فی سبیل اللہ کا مطالعہ کریں پھر ہم اپنی اولاد کا ہاتھ تھامیں سنت نبویہ۔ اسکی معرفت ہدایت پر عمل سے وابستہ کردیں۔ اللہ تعالی ارادہ کے پیچھے ہے اور وہی صراط مستقیم کی ہدایت دینے والا ہے۔

چھٹی فصل

کسطرح ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر درود بھیجیں

نو مباحث پر مشتمل ہے

پہلی بحث

آپ پر درود پڑھنے کی کیفیت کے بارے میں آپ سے سوال

دوسری بحث

آپ پر درود بھیجنے کا معنی ---- صلی اللہ علیہ وسلم

تیسری بحث

حضرت ابراہیم علیہ الصلوۃ والسلام کو ہی تشبیہ کے ساتھ خاص کیوں کیا؟

چوتھی بحث

آپ پر درود بھیجنے کا ثواب ----- صلی اللہ علیہ وسلم

پانچویں بحث

رسول اللہ ------ ہمیشہ زندہ ہیں --- صلی اللہ علیہ وسلم

چھٹی بحث

جمعہ کے دن آپ پر درود بھیجنا ---- صلی اللہ علیہ وسلم

ساتویں بحث

ہفتہ کے دنوں میں آپ پر درود بھیجنا ----- صلی اللہ علیہ وسلم

آٹھویں بحث

آپ پر درود بھیجنے کے بارے میں ---- احادیث ------ صلی اللہ علیہ وسلم۔

نویں بحث

رسول اللہ -------- صلی اللہ علیہ وسلم پر درود بھیجنے کی فضیلت اشعار میں ۔

۱۔ آپ سے درود بھیجنے کی کیفیت کے بارے میں سوال کرتے ہیں

سب تعریفیں اللہ تعالی کے لئے ہیں جس نے ہمیں نعمت اسلام سے نوازا۔ ہماری طرف خیرالانام کو بھیجا ---- آپ سے محبت کی اور ہمیں محبت کرنے کا حکم فرمایا ------ آپ کی محبت کو تکمیل ایمان قرار دیا --- اللہ تعالی اور اسکے سارے فرشتوں نے آپ پر درود بھیجا اور ہمیں بھی آپ پر درود بھیجنے کا حکم فرمایا۔ سیدنا محمد --- صلی اللہ علیہ وسلم پر اپنا درود دائمی و مستمر کر دیا

ان اللہ وملئکتہ یصلون علی النبی یا ایھاالذین منوا صلو اعلیہ وسلمو ا تسلیما

(۲۲۰) (بے شک اللہ تعالی اور اسکے سارے فرشتے اس نبی پر درود بھیجتے ہیں اے ایمان والو تم بھی آپ پر درود بھیجو اور خوب سلام پیش کرو)

یہ صیغہ تجدد و استمرار کا مقتضی ہے کیوں کہ اسمیں (یصلون علی النبی) ہے۔ اللہ تعالی نے ہمارے لئے درود بھیجنے کا ثواب کئی گنا کر دیا۔ کیونکہ ہم میں سے جو آپ --- صلی اللہ علیہ وسلم پر ایک بار درود بھیجتا ہے اللہ تعالی اس پر دس بار درود بھیجتا ہے

اللہ تعالی کا ہم پر درود بھیجنا نعمت کبری ہے کیونکہ یہ ہمیں ظلمات سے نور کی طرف نکالتا ہے

ھوالذی یصلی علیکم و ملائکتہ لیخرجکم من الظلمت الی النور (۲۲۱)

(وہ ذات اور اس کے سارے فرشتے تمھیں ظلمات سے نور کی طرف نکالنے کے لئے تم پر درود بھیجتے ہیں)

صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین نے اس سوال کی طرف سبقت کی ۔ وہ

آپ کی بارگاہ میں عرض کرتے ہیں کہ ہم آپ پر کیسے درود بھیجیں ۔ آپ نے وضاحت کی اور تعلیم دی کہ وہ کس طرح آپ پر درود بھیجیں

حضرت ابو مسعود البدری ---- رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں۔

ہمارے پاس رسول اللہ ---- صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے ہم سعد بن عبادہ کی مجلس میں تھے آپ سے بشیر بن سعد نے عرض کی

یارسول اللہ لقد امرنا اللہ ان نصلی علیک فکیف نصلی علیک

(ہمیں اللہ تعالی نے آپ پر درود بھیجنے کا حکم دیا ہے ہم کس طرح آپ پر درود بھیجیں)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سکوت فرمایا۔ ہم تمنا کرنے لگے کاش یہ آپ سے سوال نہ کرتے۔ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔ کہو

اللھم صلی علی محمد و علی ال محمد کما صلیت علی ابراھیم وعلی ال ابراھیم وبارک علی محمد و علی ال محمد کما بارکت علی ابراھیم و علی ال ابراھیم انک حمید مجید (۲۲۲)

اسی طرح حدیث ابن ابی لیلی میں ہے فرمایا مجھے کعب بن عجرہ ملے تو کہا۔ کیا میں تجھے تحفہ نہ پیش کروں؟

نبی صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے پاس تشریف لائے تو ہم نے عرض کی

یا رسول اللہ ---- سلام پیش کرنے کی کیفیت کی تو آپ نے ہمیں تعلیم دے دی ہے ہم آپ پر درود کس طرح بھیجیں۔ فرمایا کہو۔

اللھم صلی علی محمد و علی ال محمد کما صلیت علی ابراھیم و علی ال ابراھیم انک حمید مجید۔ اللھم بارک علی محمد و علی ال محمد کما بارکت علی ابراھیم و علی ال ابراھیم انک حمید مجید

اس طرح اللہ تعالی نے ہمیں آپ پر درود بھیجنے کا حکم فرمایا ہم نے اس عظیم القدر حبیب پاک پر درود بھیجنے میں اپنے عجز، کمزوری، عدم قدرت اور عدم اہلیت کا اعلان

کر دیا۔ ہم نے اس امر کو اللہ تعالی کی بارگاہ میں ہی لوٹا دیا اور عرض کی کہ تو ہی اپنے رسول کریم ---- علیہ الصلوۃ والتسلیم پر درود بھیج۔ کئی علماء سابقین نے اس امر میں تحقیق ہے اور ہمارے بلاواسطہ آپ پر درود نہ بھیجنے اور اللہ تعالی کی طرف اس امر کو لوٹانے کی حکمت کی معرفت کا قصد کیا ہے۔

امام سخاوی علیہ الرحمہ ارشاد فرماتے ہیں

اللہ تعالی نے آپ پر درود بھیجنے کا حکم ہمیں دیا۔ اور ہم کہتے ہیں اللھم صلی علی محمد و علی ال محمد۔ ہم اللہ تعالی کی بارگاہ میں ہی سوال کرتے ہیں کہ وہ ہی آپ پر درود بھیجے ہم خود بذاتہ آپ پر درود نہیں بھیجتے کہ ہم کہیں صلی علی محمد

اس میں حکمت یہ ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم تو طاہر ہیں بے عیب ہیں اور ہم میں نقائص و معائب ہیں۔ تو صاحب عیب، پاکیزہ و طاہر پر درود کس طرح بھیجیں؟

اس لئے ہم اللہ تعالی کی بارگاہ میں ہی التجا کرتے ہیں کہ وہ آپ پر درود بھیجے تاکہ طاہر کی طرف سے طاہر درود ہو اسی طرح المرغینانی میں ہے۔

اسی طرح نیشاپوری کی کتاب "اللطائف والحکم" میں منقول ہے کہ بندہ کے لئے یہ کہنا کافی نہیں ہے صلیت علی محمد۔ کیونکہ بندہ کا رتبہ آپ سے کوتاہ ہے بلکہ وہ اللہ تعالی سے سوال کرے کہ وہ آپ پر درود بھیجے تاکہ اس کے غیر کی زبان سے آپ پر درود ہو۔ اس وقت بھیجنے والا حقیقتاً اللہ تعالی ہے اور صلوۃ کی نسبت بندہ کی طرف معنی سوال میں مجازا ہے ابن ابی حجلہ نے بھی اسی طرف اشارہ کیا ہے

امت کو صیغہ اللھم صلی علی محمد کی تعلیم دینے کی حکمت یہ ہے۔ کہ جب ہمیں آپ پر درود بھیجنے کا حکم دیا گیا۔ اور قدر واجب کو بیان نہ فرمایا تو ہم نے اسی کے سپرد کر دیا۔ کیونکہ وہ آپکی شان کو زیادہ جاننے والا ہے اور یہ ہی آپکا ارشاد ہے **(لا احصی ثناء علیک)**۔ اور اس بارے میں ابوالیمن بن عساکر کا قول گزر چکا ہے جب تو نے یہ سب جان لیا۔ تو پھر تیرا درود اسی طرح ہونا چاہئے جس طرح

تجھے حکم دیا گیا ہے۔ اس طرح تو بھی اسکی بارگاہ میں صاحب عظمت ہو گا۔ تجھ پر کثرت درود اس پر دوام اور جمع بین الروایات لازم ہے کیونکہ درود پاک کی کثرت محبت کی علامات سے ہے۔ جو کسی سے زیادہ محبت کرے وہ اس کا ذکر بھی زیادہ کرتا ہے حدیث صحیحہ میں ہے

لا یکمل ایمان احدکم حتی اکون احب الیہ من والدہ وولدہ والناس اجمعین

(جب تک میں اسکے باپ ' اولاد ' مال اور سب لوگوں سے زیادہ اسے محبوب نہ ہو جاؤں۔ تم میں سے کسی کا ایمان مکمل نہیں ہو سکتا)

پاک ہے وہ اللہ جس نے ہمارے درود بھیجنے کو نیکیاں کمانے خطائیں مٹانے اور درجات بڑھانے کا سبب بنایا۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے مرفوعا روایت کرتے ہیں

من صلی علی صلوہ واحدہ صلی اللہ علیہ عشر صلوات وحطت عنہ عشر خطیئات ورفعت لہ عشر درجات (۲۲۳)

(جس نے مجھ پر ایک بار درود بھیجا۔ اللہ تعالی نے اس پر دس بار درود بھیجا۔ دس خطائیں معاف کیں۔ دس درجات بلند کئے)

۲۔ آپ پر درود بھیجنے کے معنی ——— صلی اللہ علیہ وسلم

بعض اہل علم نے نبی کریم علیہ الصلوۃ والتسلیم پر اللہ تعالی کے درود بھیجنے کے معنی "باری تعالی کی اپنے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی تعظیم کرنا ہے۔ ان کے نزدیک صلوۃ باللسان وہ تعظیم ہی ہے ہمارے قول اللھم صلی علی محمد کا مطلب ہے۔ اے اللہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی دنیا میں ان کے ذکر کی بلندی۔ ان کے دین کے اظہار اور انکی شریعت کے بقاء اور آخرت میں ان کی امت کیلئے ان کی شفاعت ان کے اجر اور

ثواب کی بخشش اور مقام محمود سے اولین و آخرین پر ان کے فضل و شرف کے اظہار سے تعظیم فرما۔

اس طرح ہمارا درود تو دعا ہے کہ اللہ تعالی نبی کی ہر شان میں اضافہ فرمائے۔ ہم اس درود اور اسکی ادائیگی سے اللہ تعالی کی بارگاہ میں تقرب حاصل کرتے ہیں۔ ہم نہیں جانتے کہ اسکے ایصال سے آپکی شان کو عظمت بخشی جاتی ہے اور اس کے سبب آپکی قدر و منزلت بلند ہوتی ہے۔ یہ سب کچھ تو دست الہی میں ہے۔ ہماری دعا تو فقط اللہ تعالی کی بارگاہ میں التجا ہے کہ وہ آپ پر درود بھیجے۔ اور اس نبی کریم علیہ والصلوۃ والتسلیم کے بلندی فضل اور قرب میں اضافہ فرمائے

اس طرح ہمارا وہ درود جو آپ کی آل آپکی ازواج اور آپکی ذریت پر عطف کی صورت میں ہوتا ہے۔ یہ انکی تعظیم کی دعا سے مانع نہیں ہے کیونکہ ہر ایک کی تعظیم اسکے شایان شان ہے۔

بعض اھل علم نے کہا ہے ان میں شیخ حمیمی بھی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تعظیم ایمان کا حصہ ہے۔ اور تعظیم کا درجہ محبت سے اوپر ہے ہم پر واجب ہے کہ ہم ان سے محبت اور انکی تعظیم و تبجیل ہر غلام و فرزند سے بڑھ کر کریں جو وہ اپنے آقا اور باپ کی کرتے ہیں۔ پھر صحابہ کرام کے رسول اللہ صلی اللہ وسلم کے ساتھ معاملات میں ادب کا ذکر کیا ہے۔ ان صحابہ کرام کو تو اللہ تعالی نے کرامت اوز آپکے دیدار پر انوار سے نوازا۔ آجکل ہمارے ساتھ کیا حال ہے؟

ملا کہ اور ہم اکٹھے عقیدہ توحید سے مقید ہیں مگر وہ ہماری شریعت کے پابند نہیں ہیں۔ وہ اسکے باوجود آپ پر صلوۃ وسلام سے تقرب حاصل کرتے ہیں تو پھر ہم تو اسکے زیادہ حق دار ہیں (۲۲۴)

امام سخاوی نے ابوذر کے حوالے سے ذکر کیا ہے کہ نبی کریم علیہ الصلوۃ والسلام پر درود بھیجنے کا حکم دو ہجری میں نازل ہوا ایک قول معراج کی رات اور دوسرا ماہ

شعبان کے بارے میں بھی ہے۔

۳۔ حضرت ابراھیم علیہ السلام کو تشبیہ کے ساتھ خاص کیوں کیا؟

امام سخاوی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ یہ تشبیہ سیدنا ابراھیم علیہ السلام کے اکرام اور مکافاۃ کے لئے ہے کیونکہ انہوں نے امت محمدیہ کے لئے دعا کی ------ صلی اللہ علیہ وسلم

ربنا اغفر لی ولوالدی وللمومنین یوم یقوم الحساب (۲۲۵)

(اے ہمارے پروردگار حساب کے قائم ہونے کے دن میری، میرے والدین کی اور اھل ایمان کی بخشش فرما)

یا اس لئے کہ وہ خلیل اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم حبیب ہیں یا اس لئے کہ اللہ تعالی کے حکم سے آپ شریعت کا اعلان کرنے والے ہیں۔ **واذن فی الناس بالحج یاتوک رجالا وعلی کل ضامر (۲۲۶)**

(لوگوں میں حج کا اعلان عام کردو۔ وہ آپکے پاس پاپیادہ یا دبلی اونٹنی پر سوار ہو کر آئیں گے) اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم دین کے منادی ہیں۔

ربنا اننا سمعنا منادیا ینادی للایمان (۲۲۷)

(اے ہمارے پروردگار ہم نے ایمان کی ندا دینے والے منادی کو ضرور سنا ہے)

یا اس لئے کہ آپ نے جب جنت کو اپنی خواب میں دیکھا اور مشاہدہ کیا کہ اسکے درختوں پر لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ لکھا ہے۔ تو اس کے بارے میں جبرائیل سے پوچھا۔ جبرائیل نے وضاحت کی تو آپ نے عرض کی

یارب اجر ذکری علی لسان امۃ محمد۔ صلی اللہ علیہ وسلم

(اے میرے پروردگار امت مصطفوی کی زبان پر میرا ذکر جاری کردے) یا آپکی اس دعا کی وجہ سے

واجعل لی لسان صدق فی الاخرین (۲۲۸)

(اور آئندہ آنے والوں میں میرے لئے سچی ناموری بناوے)

یا اس لئے کہ باری تعالی نے آپکو ابو المومنین فرمایا

ملۃ ابیکم ابراھیم (۲۲۹) (تمھارے باپ ابراہیم کی ملت)

امام سخاوی نے اسکے بعد لکھا کہ ان تمام جوابات میں سے اکثر صحت نقل کے محتاج ہیں (۲۳۰)

امام نووی رحمہ اللہ نے اس ضمن میں کہا ہے۔ کہ سب سے بہتر اس بارے میں امام شافعی رحمہ اللہ سے منسوب قول ہے کہ تشبیہ فقط اصل صلوۃ میں ہے علامہ ابن قیم رحمہ اللہ فرماتے ہیں

کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم آل ابراھیم سے ہیں۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنھما سے اس آیت

ان اللہ اصطفی اوم ونوحا وال ابراھیم وال عمران علی العلمین (۲۳۱)

(بے شک اللہ تعالی نے آوم۔ نوح۔ ال ابراھیم اور ال عمران کو عالمین سے منتخب فرمایا ہے)

کی تفسیر میں کہا ہے کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم ال ابراھیم سے ہیں (۲۳۲) امام سخاوی ارشاد فرماتے ہیں۔

صلوۃ کا یہاں یہ معنی بھی ہو سکتا ہے کہ باری تعالی ہمارے سردار محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی اپنی امت کے بارے میں دعا اسی طرح قبول فرمائے۔ جس طرح آپکے باپ ابراھیم کی دعا قبول فرمائی (۲۳۳)

(اللھم صلی علی محمد) کا معنی ہے آپکی امت سے اس طرح علماء و صلحا بنا جس طرح تو نے ابراھیم پر صلوۃ بھیجی کہ آپکی آل کو انبیاء اور مرسلین بنایا اور آل محمد پر جسطرح تو نے صلوۃ بھیجی آل ابراھیم پر کہ ان کو تشریع اور وحی عطا کی ان میں سے محدثین بنائے۔ اسکے لئے اجتہاد کو مشروع رکھا۔ اور اسکو حکم شرعی قرار دیا

واللہ اعلم بالصواب

۴۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر درود بھیجنے کا ثواب

بلا شک و شبہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر درود دین و دنیا میں مبارک ترین ۔ افضل ترین اور اکثر النفع عمل ہے۔ جو شخص اس کے اداب کو ملوظ خاطر رکھتا ہے اسکے حق کو پہنچانتا ہے اور اسی صحیح طریقہ سے ادا کرتا ہے جسکا حکم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دیا ہے اور جسطرح صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین آپکی حیات طیبہ اور آپکے وصال کے بعد ادا کرتے رہے ہیں اس کے لئے اسمیں عظیم ثواب ہے۔

اس میں فوائد کبیرہ اور منافع کثیرہ ہیں۔ یہ اعمال کا تزکیہ کرتا ہے۔ خطاؤں کو مٹاتا ہے درجات بلند کرتا ہے اس میں امور دنیاو آخرت سے کفایت ہے جسطرح آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس صحابی سے ارشاد فرمایا جس نے عرض کی کیا میں سارا ہی آپ پر درود بھیجتا رہوں۔

امام سخاوی علیہ الرحمہ نے اپنی کتاب "القول البدیع فی الصلوۃ علی الحبیب الشفیع" میں رسول اللہ صلی علیہ وسلم پر صلوۃ کے فوائد اور ثواب جمع کیا ہے۔

آپ رقمطراز ہیں اللہ اور اسکے تمام فرشتوں کا اور تمام رسولوں کا آپ پر درود بھیجنا۔ خطاؤں کا مٹ جانا۔ اعمال کا پاکیزہ ہونا درجات کا بلند ہونا۔ گناہوں کی بخشش ہونا۔ اسکے پڑھنے والے کیلئے استغفار۔ احد پہاڑ جتنے اجر کا لکھا جانا۔ امور دنیوی واخروی میں کافی ہونا۔ گناہوں کا مٹ جانا۔ غلام کی آزادی سے زیادہ اجر ہونا۔ اسکے ذریعے مصائب سے نجات پانا رسول اللہ کا گواہی دینا۔ صلی اللہ علیہ وسلم۔ شفاعت کا واجب ہونا۔ اللہ کی رضاء و رحمت۔ اسکی ناراضگی سے امان ملنا۔ عرش کے سایہ تلے داخل ہونا۔ میزان کا بھاری ہونا' حوض پر وارد ہونا۔ پیاس سے محفوظ ہونا۔ دوزخ سے آزادی۔ پل صراط سے گزرنا۔ موت سے پہلے ہی جنت میں اپنا مقام دیکھ

لینا۔ جنت میں کثرۃ ازواج۔ بیس غزوات سے زیادہ ثواب۔ تنگدست کو صدقہ دینے والے کے قائم مقام ہونا ہے۔

پاکیزگی ہے طہارت ہے۔ اسکی برکت سے مال بڑھتا ہے۔ سو سے زیادہ حاجات اس کے صدقہ سے پوری ہو جاتی ہیں۔ یہ عبادت ہے۔ اللہ کی بارگاہ میں محبوب ترین عمل ہے۔ مجالس کی زینت ہے۔ غربت ختم کرتا ہے۔ تنگدستی دور کرتا ہے۔ نیکی کی جگہیں تلاش کرتا ہے۔ درود بھیجنے والا اس سے فائدہ حاصل کرتا ہے اسکے بیٹے۔ اسکے پوتے اس سے نفع حاصل کرتے ہیں۔ اسکے صحیفہ میں اسکے ثواب کا تحفہ ہو گا۔ اللہ اور اسکے رسول کی بارگاہ کے قریب کرتا ہے۔ یہ نور ہے۔ دشمن پر نصرت عطا کرتا ہے۔ دل کو نفاق و کینہ اور زنگ سے پاک کرتا ہے۔ لوگوں کی محبت واجب کرتا ہے۔ دیدار رسول صلی اللہ علیہ وسلم نصیب کرتا ہے۔ اپنے بھیجنے والے کی غیبت سے روکتا ہے۔ یہ دین و دنیا میں مبارک ترین۔ افضل ترین اور کثیرا النفع عمل ہے۔ اس کے علاوہ ذخائر اعمال کو جمع کرنے والے عقل مند حریص کیلئے تروتازہ اعمال کے پھل چننے والے کے لئے اس عمل میں جو ان فضائل عظیمہ' مناقب کریم اور فوائد کثیرہ عمیمہ پر مشتمل ہے اسکے علاوہ اور بھی مرغوب ثواب ہے۔ جو کسی اور عمل میں آپکو نہ ملے گا۔ اور نہ اسکے سوا کسی اور قول و فعل میں ملے گا۔

صلی اللہ علیہ وسلم تسلیما

الشیخ ابو تراب ظاہری کے والد شیخ محدث ابو محمد عبدالحق ہاشمی رحمہ اللہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر درود بھیجنے کے فوائد امام ابن قیم کی کتاب جلاء الافہام سے جمع کیے ہیں' یہ مندرجہ ذیل ہیں

(۱) حکم الٰہی کی تعمیل

(۲) درود میں اللہ تعالیٰ کی موافقت

(۳) تمام ملائکہ کی موافقت

(۴) اللہ تعالیٰ سے دس صلوات کے حصول کا سبب

(۵) دس درجات کی بلندی کا سبب

(۶) دس نیکیوں کی کتابت کا سبب

(۷) دس برائیوں کے مٹنے کا سبب

(۸) دعا کی قبولیت کا سبب

(۹) شفاعت مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے حصول کا سبب

(۱۰) گناہوں کی بخشش کا سبب

(۱۱) بندہ کے لئے اللہ تعالیٰ کی کفایت کا سبب

(۱۲) قیامت کے دن نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے قرب کا سبب

(۱۳) درود کا صدقہ کے قائم مقام ہونا

(۱۴) حاجات براری کا سبب

(۱۵) اللہ اور اسکے فرشتوں کے درود کا سبب

(۱۶) درود پڑھنے والے کے تزکیہ اور طہارت کا سبب

(۱۷) موت سے پہلے جنت کی بشارت کا سبب

(۱۸) قیامت کے دن کے احوال سے نجات کا سبب

(۱۹) درود بھیجنے والے پر سلام نبی صلی علیہ وسلم کا سبب

(۲۰) بھولی ہوئی چیز کے یاد آنے کا سبب

(۲۱) مجلس کی خوشبو اور حسرت کے نہ لوٹنے کا سبب

(۲۲) غربت کے دور ہونے کا سبب

(۲۳) بندے سے بخل دور ہونے کا سبب

(۲۴) بددعا سے نجات کا سبب

(۲۵) جنت کے راستے کا سبب

(۲۶) مجلس کی بدبو سے نجات کا سبب

(۲۷) خطبوں میں کلام کے اہتمام کا سبب

(۲۸) بندے پر پل صراط سے گزرتے ہوئے وفور نور کا سبب

(۲۹) بندے کے جفاء سے نکلنے کا سبب

(۳۰) اس کی تعریف کے ابقاء کا سبب

(۳۱) درود بھیجنے والے پر برکت کا سبب

(۳۲) رحمت الٰہی کے حصول کا سبب

(۳۳) محبت رسول کے دوام کا سبب۔ صلی اللہ علیہ وسلم

(۳۴) ہدایت عبد کا سبب

(۳۵) درود بھیجنے والے سے محبت رسول کے دوام کا سبب۔ صلی اللہ علیہ وسلم

(۳۶) درود بھیجنے والے کے نام سرکار پر پیش ہونے کا سبب۔ صلی اللہ علیہ وسلم

(۳۷) پل صراط پر ثبیت قدم کا سبب

(۳۸) بعض حقوق مصطفیٰ کی ادائیگی کا سبب

(۳۹) اللہ کے ذکر اور شکر کو متضمن ہے

(۴۰) یہ دعا ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ کے خلیل اور حبیب کی ثنا ہے

سب تعریفیں اس اللہ کے لئے ہیں جس نے اس رسول کریم۔ نبی عظیم سے ہمیں عزت دی۔ آپ کو رحمت للعلمین بنایا۔ آپ پر صلوۃ وسلام کا حکم دیا۔ پھر اس سارے ثواب کا ہم پر انعام کیا۔ ان حسنات، فضائل اور مکرمات کا اور آپ پر درود کو احسن لقربات بنایا فالحمدللہ علی ھذہ النعمات

بلاشک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر پڑھا جانیوالا درود و سلام آپکی بارگاہ میں پہنچتا ہے چاہے روضہ انور کے سامنے ہو چاہے کسی جگہ۔ رات میں ہو یا دن میں

۵۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہمیشہ زندہ ہیں۔

اس موضوع میں تحقیق سے پہلے اس ضمن میں وارد ہونے والی بعض احادیث نبویہ صحیحہ تحریر کرتے ہیں۔ جو انشاء اللہ مفید ثابت ہوں گی اور اس حقیقت پر

روشنی ڈالیں گی کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم ہمیشہ زندہ ہیں
تو رسول اللہ علیہ افضل الصلوۃ والتسلیم فرماتے ہیں

صلوا علی حیث ما کنتم فان صلا تکم تبلغنی (۲۳۴)

(تم جہاں بھی ہو مجھ پر درود بھیجو۔ تمھارا درود مجھ تک پہنچتا ہے)

اور حدیث صحیح میں ہے

ما من مسلم یسلم علی فی لیل او نہار الا رد اللہ علی روحی فارد علیہ السلام (۲۳۵)

(جو مسلمان مجھ پر رات یا دن میں سلام پڑھتا ہے اللہ تعالی میری روح مجھ پر لوٹاتا ہے اور میں اس کے سلام کا جواب دیتا ہوں)

امام بخاری فرماتے ہیں ان احادیث سے ثابت ہوتا ہے کہ آپ ہمیشہ زندہ ہیں۔ کیونکہ کوئی وقت ایسا نہیں جب کوئی نہ کوئی آپ پر سلام نہ پڑھ رہا ہو۔ ہم ایمان رکھتے ہیں اور تصدیق کرتے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم زندہ۔ اپنے مزار پر انوار میں رزق دیئے جاتے ہیں۔ آپکے جسم اقدس کو زمین نہیں کھائے گی۔ اسی پر اجماع ہے۔ بعض علماء نے شہداء اور موذنوں کا اضافہ کیا ہے اور صحیح ہے کئی علماء اور شہداء کی قبور کھولی گئیں۔ تو انکے اجسام حتی کہ حنا بھی ہرگز متغیر نہ ہوئی تھی۔ اور بعض کی تو حالت بھی تبدیل نہ ہوئی تھی۔ اور انبیاء تو یقیناً شہداء سے افضل ہیں۔ امام بیہقی (حیات الانبیاء فی قبورھم) کے موضوع پر مواد جمع کیا گزشتہ اور حدیث انس سے استدلال کیا **الانبیاء احیاء فی قبورھم یصلون۔ اخرجہ من طریق یحی بن ابی بکر و ھو من رجال صحیح**

(انبیاء اپنی قبور میں زندہ ہیں نماز ادا کرتے ہیں)

باری تعالی کا یہ قول بھی دلیل ہے

و لا تحسبن الذین قتلوا فی سبیل اللہ امواتا بل احیاء عند ربھم یرزقون

(اللہ کی راہ میں شہید ہونے والوں کو ہرگز مردہ گمان نہ کرو۔ وہ تو زندہ ہیں۔ اپنے

پروردگار کے ہاں رزق دیئے جاتے ہیں)۔ (۲۳۶)

شہادت تو آپکو کامل طور پر حاصل ہے کیونکہ آپ شہید الشہداء ہیں۔

ابن عباس۔ ابن مسعود اور دوسرے صحابہ نے تصریح کی ہے کہ آپ نے شہادت کی موت پائی ہے۔

بلاشک آپ پر درود و سلام تمام جگہوں میں مطلوب ہے تمام اوقات اور تمام ازمنہ میں مقصود ہے۔ جو جس قدر زیادہ کریگا۔ زیادہ بھلائی پائے گا۔ زیادہ فضل رحمت اور غفران حاصل کریگا۔

امام سخاوی علیہ الرحمہ نے ایک الگ باب ذکر کیا ہے جسکا نام ہے "**الصلوہ علی رسول اللہ فی اوقات مخصوصہ**" (۲۳۷) اور ان اوقات کو شمار کیا ہے جن کے بارے میں احادیث معتمدہ وارد ہوئی ہیں۔ اسطرح ہی ابن القیم رحمہ اللہ نے کیا۔ شیخ ابو محمد عبدالحق الھاشمی نے ان اوقات و مواطن کو الار لعینین میں جمع کیا ہے۔

یہ مندرجہ ذیل ہیں

(۱) تشہد اخیر کے آخر میں مسلمانوں کا اسکی مشروعیت پر اجماع ہے اور اس ضمن میں احادیث کثیرہ ہیں۔

(۲) تشہد اول کے آخر میں۔ امام شافعی کا مذہب ہے۔ آپ نے ابن عمر رضی اللہ عنھما کی حدیث سے استدلال کیا ہے۔ ابو حنیفہ امام مالک اور امام احمد نے اسکو بھی تشہد اخیر پر محمول کیا ہے۔

(۳) قنوت کے آخر میں۔ حضرت حسن رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ کلمات مجھے وتر کے اخیر میں سکھائے۔ اللھم اھدنی ---- قنوت کے آخر تک اور اسکے آخر میں ہے وصلی اللہ علی النبی (النسائی)

(۴) نماز جنازہ میں کسی صحابی سے روایت ہے۔ ان السنۃ فی الصلوۃ علی الجنازۃ ---- الی اخر الحدیث اس میں ہے (**ثم یصلی علی النبی**) پھر اس نبی صلی اللہ علیہ

وسلم پر درود بھیجو (اخرجہ الشافعی)

(۵) خطبے ۔ حضرت علی المرتضیٰ ۔ ابن مسعود اور عمر بن العاص رضی اللہ عنھم سے روایت ہے کہ وہ خطبات میں تحمید کے بعد نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر درود بھیجتے تھے۔ (اخرجہ الدار قطنی و عبد اللہ بن احمد)

(۶) اذان اور اقامت کے بعد۔ عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنھما سے روایت ہے کہ آپ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا۔ جب تم موذن کو سنو جو وہ کہے تم کہو پھر مجھ پر درود پڑھو (اخرجہ مسلم)

(۷) دعا کے وقت ۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے ہے دعا موقوف رہتی ہے حتی کہ تو اپنے نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر درود بھیجے۔

(۸) مسجد میں داخل ہوتے وقت۔ ابو ھریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا جب تم میں سے کوئی مسجد میں داخل ہو تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر درود بھیجے۔ (اخرجہ ابن خزیمہ)

(۹) صفا و مروۃ پر۔ ابن عمر رضی اللہ عنھما سے روایت ہے ۔ کہ وہ صفا پر تکبیر کہتے پھر کہتے **لا الہ الا اللہ وحدہ لا شریک لہ** پھر نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر درود بھیجتے (اخرجہ اسماعیل) اسطرح عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے **(اخرجہ ابو ذر الھدوی)**

(۱۰) حضرت عائشہ رضی اللہ عنھا سے روایت ہے ۔ اپنی مجالس کو صلوۃ علی النبی صلی اللہ علیہ وسلم سے مزین کرو **(اخرجہ عبد اللہ بن ادریس الاودی)**۔ ابو امامہ رضی اللہ عنہ سے ہے **ما جلس قوم مجلسا ۔ الحدیث۔ (اخرجہ ابن حبان و الحاکم)**

(۱۱) ذکر نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے وقت ۔ حضرت ابو ہریرۃ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے **رغم انف رجل الحدیث (اخرجہ الحاکم وصححہ وحسنہ الترمذی)**

(۱۲) تلبیہ سے فراغ کے وقت۔ قاسم بن محمد سے روایت ہے ۔ آدمی کے لئے مستحب ہے جب تلبیہ سے فارغ ہو تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر درود بھیجے۔ **(اخرجہ الدار قطنی)**

(۱۳) حجر اسود چومتے وقت ۔ ابن عمر رضی اللہ عنھما سے استلام حجر کے وقت دعا مروی ہے جس میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر درود بھیجنے کا ذکر ہے

(۱۴) بازار نکلتے وقت۔ عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے جب آپ بازار نکلتے تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر درود بھیجتے اور دعائیں پڑھتے ۔ **(اخرجہ ابن ابی حازم)**

(۱۵) دعوت کے وقت ۔ اس ضمن میں ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے **(اخرجہ ابن ابی حازم)**

(۱۶) رات کی نیند سے بیداری کے وقت ۔ ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے **یضحک اللہ الی رجل الحدیث (اخرجہ النسائی فی الکبری)**

(۱۷) ختم قرآن کے وقت ۔ مجاھد نے کہا ۔ ختم قرآن کے وقت رحمت نازل ہوتی ہے

ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے کہا جس نے قرآن ختم کیا ۔ اس کے لئے دعا مستجاب ہے ابن قیم نے کہا ۔ ختم قران جب بہترین دعا کا موقع ہے تو وہ صلوۃ علی النبی صلی اللہ علیہ وسلم کا بھی بہترین موقعہ ہے

(۱۸) جمعہ کے دن ۔ اسمیں ابو امامہ رضی اللہ عنہ کی روایت ہے **(اخرجہ البیھقی)**

(۱۹) مجلس سے اٹھتے وقت ۔ سفیان بن سعید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ وہ جب کھڑے ہونے کا ارادہ فرماتے ۔ تو وہ نبی کریم علیہ الصلوۃ والتسلیم ۔ سارے انبیاء اور سب ملائکہ پر درود بھیجتے **(اخرجہ ابن ابی حاتم)**

(۲۰) مسجد سے گزرتے وقت ۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا جب تم سے کوئی مسجد کے قریب سے گزرے وہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر درود بھیجے **(اخرجہ القاضی اسمعیل)**

(۲۱) غم اور تکالیف کے وقت ۔ اسمیں ابی بن کعب رضی اللہ عنہ کی روایت ہے **(اخرجہ ابن ابی شیبہ)**

(۲۲) آپکا اسم مبارک لکھتے وقت :۔ اسمیں ابو ہریرۃ رضی اللہ عنہ کی مرفوع روایت ہے **اخرجہ ابو الشیخ وفی الباب عن ابی بکر و عائشہ و ابن عباس رضی اللہ عنہ)**

(۲۳) تبلیغ علم تذکیر اور درس کے وقت۔ اس میں عمر بن عبدالعزیز کی اپنے بعض گورنوں کی طرف خط ہے (اخرجہ اسمٰعیل القاضی)

(۲۴) دن کے اول و آخر میں اسمیں ابو الدردا کی حدیث ہے **(اخرجہ الطبرانی)**

(۲۵) گناہ کے بعد جب اس کے کفارا کا ارادہ کرے اسمیں حدیث انس رضی اللہ عنہ ہے مرفوعا

(۲۶) فقرو حاجت کے وقت۔ اسمیں حدیث سمرۃ رضی اللہ عنہ ہے۔

(۲۷) خطبہ نکاح کے وقت۔ اسمیں ابن عباس رضی اللہ عنھما سے موقوف حدیث ہے **(اخرجہ ابن ابی زیاد)**

(۲۸) وضو سے فراغت کے وقت۔ ابو الشیخ ابن مسعود سے مرفوعا ذکر کیا ہے۔ رضی اللہ عنہ

(۲۹) گھر میں داخل ہوتے وقت۔ اس میں سہل بن سعد رضی اللہ عنہ کی حدیث ہے **(اخرجہ ابو موسی المدینی)**

(۳۰) ذکر اللہ کے اجتماع کی جگہوں میں۔ ابو ہریرۃ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے **(اخرجہ ابو سعید القاص واصلہ فی صحیح مسلم)**

(۳۱) کسی شے کے بھول جانے کے وقت۔ انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے **(اخرجہ ابو موسی المدینی)**

(۳۲) کان کے بجتے وقت۔ ابو رافع رضی اللہ عنہ سے مرفوعا روایت ہے ' **(اخرجہ ابن خزیمہ)**

(۳۳) حاجتمندی کے وقت۔ جابر رضی اللہ عنہ کی مرفوع حدیث ہے **(اخرجہ ابن خزیمہ)**

(۳۴) نمازوں کے بعد۔ ابوبکر بن مجاہد رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ نبی صلی اللہ

علیہ وسلم کو خواب میں دیکھا۔ آپ شبلی کی آنکھوں کے درمیان بوسہ لیتے ہیں عرض کی یارسول اللہ۔ آپ ایسے کررہے ہے ہیں؟ فرمایا یہ اپنی نماز کے بعد پڑھتا ہے **لقد جاء کم رسول ---- الایہ** پھر مجھ پر درود بھیجتا ہے **(اخرجہ الحافظ ابو موسی المدینی)**

(۳۵) ذبح سے فراغت کے وقت۔ امام شافعی نے اسے مستحب قرار دیا ہے۔ ابو حنیفہ رحمہ اللہ تعالی مکروہ جانتے ہیں۔ جن کو الخلال نے معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ چھینک اور ذبح میں مرفوعا روایات کیا اس سے احتجاج کیا ہے۔ لیکن اس میں کلام ہے۔ **(اخرجہ ابن عساکر)**

(۳۶) نماز میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ذکر سنتے وقت۔ الحسن رضی اللہ عنہ سے روایت ہے جب ایسی آیت سے گزریں جسمیں نبی کریم علیہ الصلوۃ والسلام کا ذکر ہو اور نفلی نماز ہو تو رک جایئے اور آپ پر درود پڑھتے **(اخرجہ اسماعیل)**

(۳۷) درود صدقہ کا بدل ہے جس کے پاس مال نہ ہو۔ ابن وھب نے ابو سعید رضی اللہ عنہ سے مرفوعا ذکر کیا ہے **(اخرجہ ابو الشیخ بسند ضعیف)**

(۳۸) ہر کلام ذی شان کے وقت۔ اسمیں ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی مرفوعا حدیث ہے۔ **(اخرجہ ابو موسی المدینی)**

(۳۹) سوتے وقت۔ ابو قرصافہ رضی اللہ عنہ سے مرفوعا روایت ہے **(اخرجہ ابو الشیخ والدیلمی والضیاء بسند ضعیف)**

(۴۰) تکبیرات عیدین کے درمیان۔ علقمہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے ابن مسعود ابو موسی اور حذیفہ رضی اللہ عنھم کے پاس ولید بن عقبہ عید سے ایک دن پہلے آئے۔ تو ان سے کہا۔ عید قریب آگئی ہے۔ اسمیں تکبیر کس طرح ہے۔ عبداللہ نے کہا۔ تو شروع کرتا ہے۔ نماز کی افتتاحی تکبیر کہتا ہے اپنے رب کی تعریف کرتا ہے اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر درود بھیجتا ہے۔ صلی اللہ علیہ وسلم۔ حزیفہ اور ابو موسی نے کہا۔ ابو عبدالرحمن نے سچ کہا۔ **(اخرجہ اسماعیل)**

۶۔ جمعہ کے دن آپ پر درود ـــــ صلی اللہ علیہ وسلم

کوئی شک نہیں کہ تمام اوقات و احوال میں رسول اللہ ـــ صلی اللہ علیہ وسلم پر درود بھیجنا مقصود ہے۔ لیکن لعادیث مصطفیٰ آپ کے آثار۔ افعال اور اقوال کی اتباع کرنے والا ملاحظہ کرتا ہے کہ آپ نے جمعہ کو کثیر فضائل کے ساتھ مخصوص فرمایا۔ ان میں سے جمعہ کے دن آپ پر درود بھیجنے کی فضیلت ہے **علیہ افضل الصلوۃ واتم التسلیم**

امام سخاویؒ نے اپنی کتاب "**القول البدیع فی الصلوۃ علی الحبیب الشفیع**" میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے کئی طرق سے احادیث وارد کی ہیں جو آپ پر جمعہ کے روز درود بھیجنے کی فضیلت کو موکد کرتی ہیں۔ (۲۳۸)

اوس بن اوس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔ تمہارے دنوں میں سے افضل دن جمعہ ہے۔ اس میں آدم علیہ السلام کی تخلیق ہوئی۔ اس میں ہی آپ کی روح قبض ہوئی۔ اس میں نفخہ ہوگا۔ اسی میں نفخہ ہوگا۔ اس دن مجھ پر کثرت سے درود بھیجا کرو بے شک تمہارا درود مجھ پر پیش ہوتا ہے

عرض کی یارسول اللہ آپ پر ہمارا درود کس طرح پیش ہوتا ہے آپ تو بوسیدہ ہو چکے ہوں گے۔ فرمایا

ان اللہ عزو جل حرم علی الارض ان تاکل اجساد الانبیاء (۲۳۹)

(اللہ تعالیٰ نے زمین پر انبیاء کے جسم کو کھانا حرام کر دیا ہے)

اسکو احمد نے اپنی مسند میں ابن عاصم نے الصلوۃ میں۔ بیھقی نے حیاۃ الانبیاء اور شعب الایمان میں اور اپنی دوسری تصانیف میں روایت کیا ہے ابو داؤد۔ النسائی۔ ابن ماجہ نے اپنی سنن میں طبرانی نے اپنی معجم میں۔ ابن حبان ابن خزیمہ اور حاکم نے اپنی صحاح میں روایت کیا ہے۔ اور کہا ہے یہ حدیث شرط بخاری پر صحیح ہے لیکن

آپ نے اس کو ذکر نہیں کیا۔ اسطرح امام نووی نے الاذکار میں اسے صحیح قرار دیا ہے۔ الحافظ عبدالغنی نے کہا ہے یہ حسن صحیح ہے منذری نے کہا یہ حسن ہے ابن دحیہ نے کہا۔ اس کے تمام راوی عادل ہیں اور صحیح محفوظ ہے

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا

جس نے جمعہ کے دن مجھ پر درود بھیجا۔ قیامت کے دن میں اسکی شفاعت کروں گا (۲۴۰)

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا جمعہ کے روز مجھ پر کثرت سے درود بھیجو۔ ابھی جبرائیل اپنے رب کی طرف سے میرے پاس آیا ہے۔ آپ پر جو مسلمان بھی ایک بار درود بھیجے گا میں اور میرے فرشتے اس پر دس بار درود بھیجیں گے

(رواہ الطبرانی بسند لا باس بہ فی المتابعات)

اسکے لفظ اسطرح بھی ہیں

جمعہ کے دن اور جمعہ کی رات مجھ پر کثرت سے درود بھیجو۔ جس نے ایسے کیا قیامت کے دن میں اسکا شہید یا شفیع ہونگا

الاربعین فی الصلوۃ علی سید الثقلین میں ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔

جمعہ کے دن مجھ پر کثرت سے درود بھیجو۔ یہ یوم مشہود ہے۔ ملائکہ اسکی گواہی دیں گے۔ جہاں بھی کوئی بندہ مجھ پر درود بھیجے گا اسکی آواز مجھ تک پہنچے گی۔ ہم نے عرض کیا اور آپکی وفات کے بعد۔ فرمایا میرے وصال کے بعد بھی۔ اللہ تعالیٰ نے زمین پر انبیاء کے اجسام کو کھانا حرام کر دیا ہے

(اخرجہ الطبرانی و ذکرہ المنذری فی الترغیب ورواہ ابن ماجہ باسناد جید عن ابی الدرداء رضی اللہ عنہ) (۲۴۱)

ہم نے ان احادیث کو بیان نہیں کیا جن کو علماء نے ضعیف قرار دیا ہے۔ اور جن کی سند موقوف نہیں ہے۔ یہ احادیث جن کو ہم نے منتخب کیا ہے ان احادیث سے جو جمعہ کے دن آپ پر درود بھیجنے کی فضیلت کو واضح کرنے کے لئے کافی ہیں کیونکہ انکی صحت کا وثوق ہے اور اس میں محققین کو شک نہیں ہے۔

ہم اللہ تعالیٰ سے دعا کرتے ہیں کہ ہم اللہ تعالیٰ کو شایان شان ذکر کرنے والوں سے ہوں۔ اسکے حکم کی تعمیل کر کے اسکی نعمتوں کا شکر بجالانے والے ہوں۔ کیونکہ باری تعالیٰ نے ارشاد فرمایا۔

ان اللہ وملائکتہ یصلون علی النبی یایھا الذین امنوا صلوا علیہ وسلموا تسلیما

(بے شک اللہ تعالیٰ اور اسکے سارے فرشتے اس نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر درود بھیجتے ہیں اے ایمان والو تم بھی ان پر درود بھیجو اور خوب سلام پیش کرو)

ہم دعا کرتے ہیں کہ وہ ہمیں جمعہ اور غیر جمعہ میں آپ پر کثرت سے درود بھیجنے کی توفیق عطا فرمائے اور ہم عظیم اجر و ثواب حاصل کریں۔

واخر دعوانا ان الحمد للہ رب العلمین۔

۷۔ ہفتہ کے دنوں میں آپ پر درود ---- صلی اللہ علیہ وسلم

دوسرے دنوں مثلاً ہفتہ۔ اتوار۔ سوموار اور منگل کی رات درود بھیجنے میں جو احادیث وارد ہیں ان کے بعض میں شک ہے اور بعض میں عدم صحت کے ساتھ درجہ جزم کو پہنچتا ہے۔ اس لئے ہم ان کا ذکر نہیں کر رہے تاکہ وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت رکھنے والے قاری کے ذہن سے چمٹ نہ جائیں۔ اور وہ ان کی صحت کا اعتقاد کر بیٹھے اور ان کے مطابق نفس کو مشقت میں ڈالے کیونکہ افضل ذکر حسن اتباع میں اور افضل صلوۃ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر یہ وہی ہے جو آپ سے وارد ہوا ہے

اللہ تعالیٰ ہمیں اور مسلمانوں کو آپ کی صحیح اتباع۔ آپ کی منہاج پر چلنے کی توفیق عطا فرمائے حتی کہ ہم اللہ تعالیٰ کے فضل و احسان سے آپ سے ملیں جس دن لوگ رب العالمین کی بارگاہ میں حاضر ہوں گے۔ جب ہمارے لئے سید الاولین والاخرین سیدنا محمد النبی الامی الامین شفاعت کریں گے تو اللہ تعالیٰ ہم پر اپنی رحمت عام فرمائے گا۔

بہرحال اصل یہ ہے کہ تمام احوال و اوقات میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر درود بھیجنا چاہیے۔ جس طرح کہ اسکا ذکر گذرا۔ آپ پر درود بھیجنے والے کے لئے سب بھلائی۔ دنیا و آخرت میں نفع اور برکت ہے۔ ہمیں یہ ہی شرف و فضل کافی ہے کہ جس طرح ہم سیدنا محمد صلی اللہ علیہ پر درود بھیجتے ہیں اللہ تعالیٰ ہم پر درود بھیجتا ہے یہ نص سے ثابت ہے۔ اور باری تعالیٰ کا درود ہمیں ظلمات سے نور کی طرف نکالتا ہے۔ حدیث شریف کی نص سے ہمیں کئی گنا اجر و ثواب ملتا ہے اس نعمت پر اللہ کا لاکھ لاکھ شکر ہے۔ اللہ تعالیٰ سے ہم توفیق۔ صواب۔ قیامت تک۔ آپ کی محبت پر ثبات اور اللہ تعالیٰ کی محبت پر استقلال۔ آل بیت طیبین طاہرین۔ صحابہ کرام تابعین تبع تابعین کی محبت کا سوال کرتے ہیں۔ اور ہم عرض کرتے ہیں کہ وہ ہمیں تمام مسلمانوں کی محبت سے نوازے

(انہ سمیع مجیب)

(۸) آپ پر درود بھیجنے کے بارے میں احادیث طیبہ

یہ ان احادیث نبویہ شریفہ کا مجموعہ ہے جو مختلف اسناد سے درود کی فضیلت کیفیت، افضل دنوں اور وقتوں کے بارے میں وارد ہوئیں۔ امید ہے یہ احادیث ہمیں نفع دیں گی۔ آپکی پیروی کا ذوق عطا کریں گی۔ اور آپکی محبت باقی رکھیں گی۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

۱۔ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ سے ہے۔ میں نے رسول اللہ صلی اللہ

علیہ وسلم کو فرماتے سنا جس نے مجھ پر درود پڑھا قیامت کے دن میں اسکی شفاعت کروں گا۔

(اخرجہ ابن شاھین فی الترغیب وابن بشکوال)

۲۔ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔ جس نے مجھ پر ایک بار درود بھیجا اللہ نے اس پر دس مرتبہ درود بھیجا اور دس درجے بلند کئے

(اخرجہ البخاری فی الادب المفرد وابن ابی شیبہ والبزار وابن شاھین ولا سمعیلی معلولا)

۳۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

جب وہ ہم پر درود بھیجے تو کہے **اللھم اجعل صلواتک و برکاتک علی محمد النبی الامی وازواجہ امہات المومنین وذریتہ واہل بیتہ کما صلیت علی ابراہیم انک حمید مجید (اخرجہ النسائی)**

۴۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔ جو مسلمان بھی مجھ پر سلام کہتا ہے۔ اللہ تعالیٰ مجھ پر میری روح کو لوٹا دیتا ہے حتی کہ میں اسکے سلام کا جواب دیتا ہوں۔ (اخرجہ احمد و ابوداود)

۵۔ حضرت سھل بن سعد رضی اللہ عنہ سے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد

فرمایا۔ میرے پاس جبرائیل امین آئے اور کہا اے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) جس نے آپ پر ایک مرتبہ درود بھیجا۔ اللہ تعالیٰ نے اسکی دس نیکیاں لکھیں۔ دس برائیاں دیں۔ دس درجات بلند کئے اور ملائکہ نے اس پر دس مرتبہ درود بھیجا

(رواہ البغوی و سعید بن منصور و ابن النجار) (۲۴۲)

۶۔ حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔ قیامت کے روز مجھ سے سب سے زیادہ وہ شخص قریب ہو گا۔ جو مجھ پر سب سے زیادہ درود پڑھے گا۔ (اخرجہ الترمذی) (۲۴۳)

۷۔ آپ سے ہی۔ جب تم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر درود بھیجو تو خوب اچھے انداز سے درود بھیجو۔ تم تو نہیں جانتے امید ہے وہ تم پر پیش کیا جائے گا۔ انھوں نے آپ سے کہا۔ ہمیں سکھائیے تو فرمایا تم کہو۔

اللھم اجعل صلواتک ورحمتک و برکاتک علی سید المرسلین وامام المتقین وخاتم النبین محمد عبدک ورسولک امام الخیر ورسول الرحمہ اللھم ابعثہ مقاما محمودا یغبطہ بہ الاولون والاخرون۔ اللھم صلی علی محمد و علی ال محمد کما صلیت علی ابراہیم وعلی ال ابراھیم انک حمید مجید و بارک علی محمد و علی ال محمد کما بارکت علی ابراھیم و علی ال ابراھیم انک حمید مجید

(اخرجہ ابن ماجہ والدیلمی) (۲۴۴)

۸۔ آپ سے ہی۔ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔ بے شک اللہ تعالیٰ کے کچھ گھومنے والے فرشتے ہیں۔ وہ میری امت کا مجھے سلام پہنچاتے ہیں۔ (رواہ النسائی و ابن حبان باسناد صحیح) (۲۴۵)

۹۔ حضرت فضالہ رضی اللہ عنہ سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔ جب تم میں سے کوئی نماز پڑھے اللہ تعالیٰ کی حمد و ثنا سے آغاز کرے۔ پھر نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر درود بھیجے پھر جو چاہے رب سے مانگے (اخرجہ احمد و ابو داود والترمذی والنسائی و ابن خزیمہ و ابن حبان) (۲۴۶)

۱۰۔ حضرت ابو طلحہ رضی اللہ عنہ سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔ میرے رب کی طرف سے آنے والا میرے پاس آیا اور کہا۔ آپکی امت میں سے جس نے آپ پر ایک مرتبہ درود بھیجا۔ اللہ تعالیٰ نے اسکی دس نیکیاں لکھیں۔ دس غلطیاں معاف کر دیں۔ دس درجے بلند کئے اور اسی طرح اس پر درود بھیجا (اخرجہ احمد والنسائی و ابن حبان) (۲۴۷)

۱۱۔ اوس بن اوس رضی اللہ عنہ سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔ تمہارے دنوں سے بہترین جمعہ ہے۔ اس میں آدم علیہ السلام پیدا ہوئے۔ اس میں ان کی روح قبض ہوئی۔ اسی میں نفخہ ہو گا۔ اسی میں صعقہ ہو گا۔ اس دن مجھ پر کثرت سے درود بھیجو۔ بے شک تمہارا درود مجھ پر پیش کیا جاتا ہے۔ عرض کی یا رسول اللہ کیسے آپ پر ہمارا درود پیش کیا جائیگا حالانکہ آپ تو بوسیدہ ہو چکے ہوں گے فرمایا اللہ تعالی نے انبیاء کا کھانا زمین پر حرام کر دیا ہے۔(اخرجہ احمد والحاکم والنسائی وابن حبان والطبرانی وابن خزیمہ) (۲۴۸)

۱۲۔ حضرت ابو امامہ رضی اللہ عنہ سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔ ہر جمعہ مجھ پر کثرت سے درود پڑھو۔ بے شک میری امت کا درود ہر جمعہ مجھ پر پیش کیا جاتا ہے۔ تو جو جس قدر مجھ پر کثرت سے درود پڑھے گا اسی قدر از روئے منزلت میرے قریب ہو گا۔(اخرجہ البیہقی) (۲۴۹)

۱۳۔ حضرت ابو الدرداء رضی اللہ عنہ سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔ جمعہ کے دن مجھ پر کثرت سے درود بھیجو۔ یہ تو یوم مشہود ہے اس دن فرشتے اترتے ہیں۔ جو بھی مجھ پر درود بھیجتا ہے۔ اسکا درود مجھے پہنچاتے ہیں اسکے فارغ ہونے تک۔ عرض کی۔ وصال کے بعد۔ فرمایا انبیاء کے اجسام کا کھانا اللہ تعالی نے زمین پر حرام کر دیا ہے اللہ کا نبی زندہ ہوتا ہے اسے رزق دیا جاتا ہے (اخرجہ ابن ماجہ والطبرانی) (۲۵۰)

۱۴۔ حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے فرمایا۔ اے زید بن وھب۔ جمعہ کے دن ہزار بار نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم پر یہ درود بھیج۔ اللھم صلی علی محمد النبی الامی (اخرجہ الطبرانی) (۲۵۱)

۱۵۔ حضرت ابن ابی اوفی رضی اللہ عنہ سے۔ فرمایا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا جسکو اللہ تعالیٰ یا کسی انسان سے کوئی حاجت ہو وہ عمدہ طریق سے وضو کرے پھر دو رکعتیں نفل ادا کرے۔ اللہ کی ثنا کرے اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر

درود بھیجے پھر کہے

لا الہ الا اللہ الحلیم الکریم سبحان اللہ رب العرش العظیم (اخرجہ الترمذی والحاکم) (۲۵۲)

۱۶۔ حضرت ابو بردہ بن نیار رضی اللہ عنہ سے رسول اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔ میری امت سے جس نے خلوص دل سے درود بھیجا۔ اللہ تعالی نے اس پر دس بار درود بھیجا۔ اسکے دس درجات بلند کئے۔ اسکی دس نیکیاں لکھیں۔ دس خطائیں معاف کیں (اخرجہ النسائی والطبرانی والبزار والبیھقی فی الدعوات) (۲۵۳)

۱۷۔ حضرت عمار بن یاسر رضی اللہ عنہما سے فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔ اللہ تعالی کا ایک فرشتہ ہے اسے اللہ تعالی نے اسماع الخلائق عطا کیئے ہیں۔ یہ میری قبر پر کھڑا ہو گا جب میرا وصال ہو گا۔ جب کوئی مجھ پر درود بھیجے گا یہ کہے گا۔ اے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) فلان ابن فلاں آپ پر درود بھیجتا ہے فرمایا اللہ تعالی پھر اسکے ہر درود کے بدلے میں اس پر دس بار درود بھیجتا ہے (اخرجہ الطبرانی وابو الشیخ الاصفہانی) (۲۵۴)

۱۸۔ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے آپ نے نبی کریم علیہ الصلوۃ والتسلیم کو فرماتے سنا۔ جب تم موذن کو سنو۔ تو موذن کی طرح ہی کہو۔ پھر مجھ پر درود بھیجو۔ جس نے مجھ پر ایک بار درود بھیجا۔ اللہ تعالی نے اس پر دس مرتبہ درود بھیجا۔(اخرجہ مسلم) (۲۵۵)

۱۹۔ حضرت ابو الدرداء رضی اللہ عنہ سے فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔ جمعہ کے دن مجھ پر کثرت سے درود پڑھو۔ یہ یوم مشہود ہے۔ اس دن ملائکہ اترتے ہیں۔ جو بھی بندہ جہاں بھی مجھ پر درود بھیجے۔ اسکی آواز مجھ تک پہنچتی ہے۔ ہم نے عرض کی اور آپکی وفات کے بعد فرمایا۔ میری وفات کے بعد بھی بے شک اللہ تعالی نے انبیاء کے اجسام کو کھانا زمین پر حرام کر دیا ہے۔ (اخرجہ الطبرانی وذکرہ المنذری فی الترغیب ورواہ ابن ماجہ باسناد جید) (۲۵۶)

۲۰۔ حضرت عمیر بن نیار الانصاری سے فرمایا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔ جس نے مجھ پر خلوص دل سے درود بھیجا۔ اللہ تعالیٰ نے اس پر دس بار درود بھیجا۔ دس درجات بلند کئے۔ اسکے لئے دس نیکیاں لکھیں۔ دس اس سے برائیاں مٹائیں۔ (اخرجہ ابن قانع والنسائی فی عمل الیوم واللیلہ والبزار وابو نعیم) (۲۵۷)

۲۱۔ حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے فرمایا۔ جس کو اللہ تعالیٰ سے کوئی حاجت درپیش ہو وہ بدھ۔ جمعرات۔ جمعہ کو روزہ رکھے۔ جمعہ کے دن طہارت کرے اور مسجد کی طرف روانہ ہو۔ صدقہ کرے تھوڑا یا زیادہ جب جمعہ پڑھ لے تو کہے۔

اللھم انی اسئلک بلسمک بسم اللہ الرحمن الرحیم الذی لا الہ الاھو الحی القیوم لا تاخذہ سنۃ ولا نوم الذی ملئت عظمتہ السموات و الارض والذی عنت لہ الوجوہ و خشعت لہ الاصوات و وجلت القلوب من خشیتہ ان تصلی علی محمد و ان تعطینی حاجتی و ھی کذا وکذا اسکی دعا انشاء اللہ تعالیٰ قبول ہو گی (۲۵۸)(اخرجہ ابو موسیٰ المدینی)

۲۲۔ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا جو بندہ بھی مجھ پر درود بھیجتا ہے۔ ایک فرشتہ اس کو لیکر بارگاہ کبریائی میں حاضر ہوتا ہے۔ رب العزت ارشاد فرماتا ہے۔ اسکو لیکر میرے بندے کی قبر کے پاس جاؤ اور درود بھیجنے والے کے لئے استغفار کرو اور اسکی آنکھوں کو ٹھنڈا کرو۔ (۲۵۹)

۲۳۔ حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا۔ جس نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر ایک بار درود بھیجا۔ اللہ تعالیٰ اور اسکے فرشتے اس پر ستر بار درود بھیجیں گے چاہے وہ تھوڑا کرے۔ چاہے وہ زیادہ کرے۔ (اخرجہ احمد وابن زنجویہ وابو نعیم) (۲۶۰)

۲۴۔ حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا سے۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔ جب تو مسجد میں داخل ہو تو کہہ۔

بسم اللہ والحمد للہ اللھم صل علی محمد وسلم اللھم اغفرلی وسھل لی ابواب رحمتک۔

اور جب تو مسجد سے نکلے۔ تو اسی طرح کہہ مگر یہ **وسھل لی ابواب رزقک** (اخرجہ ابو العباس الثقفی والترمذی وابن ماجہ) (۲۶۱)

۲۵۔ حضرت کعب بن مالک رضی اللہ عنہ سے فرمایا۔ ہر صبح جب طلوع ہوتی ہے۔ ستر ہزار فرشتے اترتے ہیں اور قبر انور کو گھیر لیتے ہیں اور اس پر اپنے پر مس کرتے ہیں اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر درود بھیجتے ہیں۔ شام کے وقت یہ چلے جاتے ہیں اور نئے ستر ہزار اترتے ہیں۔ قبر انور کو گھیرے میں لے کر اپنے پر اس پر مس کرتے ہیں اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر درود بھیجتے ہیں۔ ستر ہزار رات کو۔ ستر ہزار دن کو۔ حتی کہ جب زمین پھٹے گی تو آپ ستر ہزار فرشتوں کے جھرمٹ میں باہر تشریف لائیں گے۔ (اخرجہ الدارمی) (۲۶۲)

۲۶۔ حضرت عبد اللہ بن بشر رضی اللہ عنہ سے فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہر دعا محجوب ہے حتی کہ اسکی میں ابتدا اس باری تعالیٰ کی ثنا اور اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر درود بھیجا جائے۔ پھر دعا کی جائے تو وہ قبول ہوتی ہے (اخرجہ النسائی)

۲۷۔ حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے فرمایا۔ اللہ تعالیٰ ایسے شخص پر ہنستا ہے جو رات کے درمیان میں اٹھتا ہے۔ کوئی اسوقت اسکو جانتا بھی نہیں۔ یہ خوب وضو کرتا ہے۔ پھر اللہ تعالیٰ کی تحمید و تمجید بیان کرتا ہے نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر درود بھیجتا ہے اور قرآن حکیم کھولتا ہے۔ (اخرجہ النسائی)

۲۸۔ حضرت عبد الرحمن بن سمرہ بن حبیب رضی اللہ عنہ سے فرمایا۔

مدینہ المنورہ میں ہم مقام صفہ پر تھے ایک دن نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم باہر

تشریف لائے اور ہم میں جلوہ افروز ہو کر فرمانے لگے۔ میں نے گذشتہ شب عجیب معاملہ دیکھا ہے۔ میرے ایک امتی کے پاس ملک الموت اسکی روح قبض کرنے کے لئے آیا۔ تو اسکا والدین کے ساتھ حسن سلوک آڑے آیا۔ تو ملک الموت واپس لوٹ گیا۔ اپنے ایک امتی کو دیکھا عذاب قبر اس پر مسلط کر دیا گیا۔ اسکا وضو آڑے آیا۔ اور اس کو نجات دلادی۔ اپنے ایک امتی کو دیکھا شیاطین نے اس کو گھبرا دیا۔ تو اسکا رب کو یاد کرنا آڑے آیا۔ اور شیطان کو اس سے مار بھگایا۔ اپنے ایک امتی کو دیکھا عذاب کے فرشتوں نے اسکو گھبرا دیا۔ تو اسکی نماز آڑے آئی اور ان سے بچا لیا۔ اپنے ایک امتی کو دیکھا پیاس سے بلک رہا ہے جب حوض پر وارد ہوتا ہے دھتکار دیا جاتا ہے۔ تو ماہ رمضان کے روزے آئے اسکو پانی پلایا اور سیراب کر دیا اپنے ایک امتی کو دیکھا۔ انبیاء حلقہ میں تشریف فرما تھے۔ جب انکے قریب جاتا ہے دھتکار دیا جاتا ہے تو جنابت کا غسل آڑے آیا۔ اسکے ہاتھ کو تھاما اور ان کے پہلو میں بٹھا دیا۔ اپنے ایک امتی کو دیکھا اسکے آگے پیچھے دائیں بائیں اندھیرا ہی اندھیرا ہے وہ اس میں حیراں پریشاں ہے اسکا حج اور عمرہ آیا اندھیرے سے اسکو نکالا اور روشنی میں داخل کر دیا، اپنے ایک امتی کو دیکھا دوزخ کی تپش اور شراروں سے بچ رہا ہے۔ اسکا صدقہ آڑے آیا۔ اسکے اور جہنم کے درمیان پردہ بن گیا۔ اپنے ایک امتی کو دیکھا۔ اہل ایمان سے گفتگو کرتا ہے اور وہ اس سے گفتگو نہیں کرتے اسکی صلہ رحمی آئی اور اس نے پکار کر کہا۔ اے گروہ مسلمان یہ صلہ رحمی کرنے والا ہے اس سے گفتگو کرو۔ تو اہل ایمان اس سے گفتگو کرنے لگے۔ انھوں نے اس سے مصافحہ کیا۔ اس نے ان سے مصافحہ کیا۔ اپنے ایک امتی کو دیکھا داروغائے جہنم نے اس کو ہراساں کر رکھا ہے۔ اس کا امر بالمعروف اور نہی عن المنکر آڑے آئی۔ اور ان سے اس کو چھڑا لیا۔ اپنے ایک امتی کو دیکھا۔ گھٹنوں کے بل بیٹھا ہے۔ اسکے اور اللہ کے درمیان ایک حجاب ہے۔ اس کا حسن خلق آیا۔ اسکا ہاتھ تھاما اور بارگاہ رب العزت میں داخل کر دیا۔ اپنے ایک امتی کو دیکھا۔ نامہ اعمال بائیں ہاتھ میں دیا گیا۔ تو خوف الٰہی

آڑے آیا۔ اسکے نامہ اعمال کو تھاما اور دائیں ہاتھ میں دے دیا۔ اپنے ایک امتی کو دیکھا اسکا میزان ہلکا ہے۔ اسکی اولاد صغار آئی اور میزان بوجھل کر دیا اپنے ایک امتی کو دیکھا۔ کنارہ جہنم پر کھڑا ہے۔ اللہ کی امید آڑے آئی۔ اس کو نجات عطا کی اور چل گئی۔ اپنے ایک امتی کو دیکھا۔ اسکو جہنم میں پھینک دیا گیا۔ تو خشیت الٰہی میں بہنے والے آنسو آئے۔ اور اسکو اس سے بچا لیا۔ اپنے ایک امتی کو دیکھا پل صراط پر کھڑا کانپ رہا ہے جس طرح تیز آندھی میں تنکا کانپتا ہے۔ تو اسکا اللہ تعالیٰ کی نسبت حسن ظن آیا۔ اسکو اطمینان عطا کیا اور چلا گیا۔ اپنے ایک امتی کو دیکھا۔ پل صراط پر رینگ رہا ہے۔ سرین کے بل گھسٹتا ہے اور کبھی معلق ہو جاتا ہے تو اسکا مجھ پر بھیجا جانیوالا درود آیا۔ اسکو اسکے پاؤں پر کھڑا کیا اور واپس آ گیا اپنے ایک امتی کو دیکھا جنت کے دروازوں تک پہنچ گیا تو دروازے بند کر دیئے گئے۔ تو لا الٰہ الا اللہ کی گواہی آئی اسکے لئے دروازوں کو کھول دیا اور جنت میں داخل کر دیا۔

(اخرجہ ابو سی اعدینی فی کتاب الترغیب فی الخصال المنجیۃ والترھیب من الخلال المردیہ و قال حسن جدا۔ واورده السیوطی فی الجامع الکبیر وعزاہ للحکیم الترمذي والطبرانی فی الکبیر)

۹۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر صلوٰۃ وسلام کی فضیلت پر اشعار

بلاشک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر صلوٰۃ وسلام ثواب، خیر اللہ تعالیٰ اور سیدنا محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے قرب کا اہم ترین وسیلہ ہے۔ کیونکہ اللہ عزوجل نے اس کا ہمیں حکم دیا۔ اس نے اپنی ذات سے اس کا آغاز کیا۔ پھر ملائکہ مقربین کا ذکر کیا۔ پھر تیسرے درجہ پر ہمیں حکم دیا۔ یہ سیدنا محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ دنیا اور آخرت میں قربت کو خاص کرتا ہے۔ یہ نور ہے ——— یہ برکت ہے ——— نفع بخش تجارت ہے ——— جس میں کبھی خسارہ نہیں ہوتا ——— اللہ تعالیٰ

اسکے وسیلے سے ہمیں تاریکیوں سے اجالے کی طرف نکالتا ہے ہمارے بھیجے ہوئے درود سے کئی گنا ہم پر درود بھیجتا ہے اسکے تصدق سے ہماری عیوب سے تطہیر کرتا ہے۔ ہمارے دلوں کو روشن کرتا ہے۔ ہم اسکی خوشنودی حاصل کرتے ہیں۔ اپنے غم غلط کرتے ہیں۔ اس میں پریشانیوں خوفوں اور خطرات سے امان ہے۔

ہمارے آقا و مولا محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر ہر درود بھیجنے والے کے لئے فرحت کبیرہ اور بشارت عظیمہ ہے۔ محمد بن ابراہیم التیمی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر درود بھیجنے کی فضیلت کے بارے میں کہتے ہیں۔

نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر درود بھیجنا ایسی پسندیدہ سیرت ہے جس سے گناہوں کو مٹایا جاتا ہے۔

اس کے تصدق سے آدمی آپ کی شفاعت عظمیٰ حاصل کرتا ہے۔؟ اس کے توسل اعزاز و اکرام کا حصول ہوتا ہے۔

نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر درود بھیجنا لازم جان۔ آپ پر درود بھیجنا تیرے لئے ڈھال بھی ہے سلامتی بھی ہے۔

ابو حفص عمر بن عبداللہ بن یزال کے اشعار ہیں

اے گناہ کرنے والے لغزشیں کرنے والے اور اللہ تعالیٰ کے رحم اور قرب کی امید رکھنے والے۔ بہترین مبعوث ہونے والے اور کریم نبی پر ہر گھڑی درود کی عادت بنالے یہ تمہیں ہر خوفناک دکھ سے کفایت کرے گا۔ ادھ گناہ کی بخشش کا سامان ہوگا جو اس وظیفہ کو نہ اپنائے گا وہ اپنی دعا کے لئے اپنے رب کے حضور پہنچتے ہیں حجاب موجود پائے گا۔

جب تک بجلی چمکتی رہے حجاج بیت اللہ کا طواف کرتے رہیں اور لبیک لبیک کی صدائیں آتی رہیں درود الٰہی مجھ پر لازم ہے۔

رشید العطار الحافظ نے کہا

اے ثواب و اجر کی امید رکھنے والے اور کمر توڑ گزرے ہوئے گناہوں کا کفارہ تلاش کرنے والے ساری کائنات کی شفاعت کرنے والے ہدایت دینے والے نسل آدم میں ساری مخلوق الٰہی سے افضل۔ فرع کے اعتبار سے پاکیزہ ترین اور فخر کی جہت سے اشرف احمد پر کثرت سے ہمیشہ درود بھیج صحیح ہے جس نے آپ پر ایک مرتبہ درود بھیجا اللہ تعالیٰ اس پر دس مرتبہ درود بھیجتا ہے

جب تلک تاریکی چھائی رہے اور افلاک اپنے افق سے فجر سے طلوع کرتے رہیں درود بھیجتا رہ

یحییٰ بن یوسف الصرصری کہتے ہیں

آپ کے اسم گرامی کے ذکر کے وقت جس نے آپ پر درود نہ بھیجا وہ بخیل و بزدل ہے کسی انسان نے دنیا کے کسی گوشہ میں بھی جب ایک مرتبہ درود بھیجا اللہ تعالیٰ نے اس پر دس مرتبہ درود بھیجا۔ تو اس کے شمار کو اور زیادہ کر اور کمی کی طرف مائل نہ ہو۔

بلا شک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہر سلام کہنے والے کا سلام لوٹاتے ہیں آپ کا سلام لوٹانا صرف آپ کی زیارت کرنے کے ساتھ ہی خاص نہیں ہے بلکہ ہر سلام کرنے والے سے ہے۔ آپ فرماتے ہیں تم جہاں پر بھی ہو مجھ پر سلام بھیجو تمہارا سلام مجھے پہنچتا ہے۔

بے شک اللہ تعالیٰ اور اس کے سارے فرشتے نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر درود بھیجتے ہیں اے ایمان والو تم بھی درود بھیجو اور خوب خوب سلام کہو۔

جب میں اپنی تکلیف سے مایوس ہوگیا اور ڈاکٹر نے میرے علاج سے ناامیدی کا اظہار کردیا۔

دوست حسرت و یاس میں سر ہلانے لگے آنسو پھوٹ پڑے جنھوں نے پلکیں جلا دیں۔

مجھے یاد آیا کہ اللہ تعالیٰ صبح و شام آپ پر درود بھیجنے کا حکم دے کر برا نیکیہ کیا ہے میں نے دل کی گہرائی سے آپ پر درود بھیجا میں اب رحمٰن سے اپنی نجات کی امید رکھنے لگا۔

میں نے آسمان سے ایک بجلی اور کڑک دیکھی جو رات بھر رونے والے دل میں سرایت کر گئی۔

رحمتیں برسنے لگیں جو اس کی پیاس کو سیراب کرنے لگیں۔ قحط سالی کے بعد امید پھلنے پھولنے لگی۔

ہر درود کی جزا میں رحمت الٰہی پھوٹی اور ہر سلام کے بدلے میں سلام آیا جب مایوسی ہمیں لپیٹنے لگے آپ پر سلام درود ہر مایوسی کو غمگسار خوش خبری میں بدلتا ہے۔

جب دشمن ہمیں تکلیف دیں تو آپ پر درود و سلام ان کے مکر و فریب پر غالب نصرت عطا کرتا ہے۔

جب آنسو بہنے لگیں تو آپ پر درود و سلام آنسو خشک کرتا ہے اور دل کو راضی کرتا ہے جب دوست چھوڑ جائیں تو آپ پر درود و سلام سدا بہار محبتیں عطا کرتا ہے جب اذان سنائی دے تو آپ پر درود و سلام میں تیزی کرتا اور اپنے عمل کی قبولیت کی امید کرتا ہوں۔

آپ پر اس دن تک درود ہو جب میں آپ کو ایمان کی حالت میں ملوں گا تو آپ حوض کوثر سے بھر بھر کر جام پلائیں گے۔

میں اپنے رب کا شکر گزار ہوں جس نے مجھے اسلام کی ہدایت دی اور آپ کے تصدق سے نور اور ہدایت سے نوازا۔

ابو طالب نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی تعریف کرتے ہوئے کہتے ہیں روشن رو آپ کے چہرے سے بادل کے پانی کی خیرات مانگی جاتی ہے یتیموں کے فریاد رس اور کمزور لوگوں کی حفاظت فرمانے والے۔

یہ ابو طالب کے اس قصیدہ سے ہے جب قریش آپ کے پاس جمع ہوئے اور

آپ سے نفرت دلانے لگے تو آپ نے کہا اسکی ابتداء یوں ہے۔

میں نے جب قوم کو دیکھا کہ ان کے دلوں میں محبت نہیں اور انھوں نے ہر تعلق و رشتہ کو کاٹ دیا ہے۔

وہ کھلم کھلا دشمنی کرنے لگے اور اذیتیں دینے لگے اور سخت ترین دشمن کی اطاعت کرنے لگے۔

گندم گوں سماحت کے سنگت میرا دل صبر کر گیا اور سفید کاٹ تو گفتگو کا ورثہ ہے۔

بیت اللہ کے قریب میں نے اپنا قبیلہ اور بھائی جمع کئے اور اس کے یمنی دھاری دار پردوں سے لپٹ گیا۔

ہم پر ہر برے طعنہ زن اور باطل سرکش سے لوگوں کے رب سے پناہ مانگتا ہوں

وہ جانتے ہیں کہ ہمارا فرزند نہ تو کاذب ہے اور نہ ہی اس کو باطل اقوال سے کوئی سروکار ہے۔

رب عرش کی قسم! تم نے جھوٹ بولا کہ ہم محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں مغلوب ہو جائیں گے حالانکہ ابھی تک ہم نے آپ کے لئے نہ نیزہ بازی کی نہ تیر زنی

اور یہ کہ ہم ان کو آپ کے سپرد کر دیں گے حتی کہ ہم ان کے گرد پچھاڑ دیئے جائیں اور بیٹوں اور بیویوں کو بھول جائیں۔

اسلحہ سے لیس تمہاری طرف ایک قوم اٹھے گی کم پانی والی اونٹنیوں کے نیچے سے اٹھنے والی اونٹنیوں کی طرح اور تمہاری طرف ایک مسلح قوم ایسی تلواروں کے ہمراہ اٹھے گی جو قریب زمانہ میں ہی صیقل کی گئی ہیں تیرا باپ نہ رہے۔ قوم نے ایسا سردار نہیں چھوڑا جو قابل حفاظت چیزوں کی حفاظت کرے فحش گو نہ ہو اور اپنے کام دوسروں کے سپرد نہ کرے روشن رو کہ آپ کے چہرہ کے تصدق سے بارش طلب کی جاتی ہے یتیموں کے فریاد رس اور بیواؤں کی پناہ گاہ ان بنی ہاشم کے مفلس آپ کی پناہ میں آتے ہیں اور وہ آپ کی بارگاہ میں رحمتوں اور نعمتوں میں ہیں میری زندگی کی قسم

میں مسلسل چاہنے والے کی طرح احمد اور آپ کے بھائیوں کی محبت کی تکلیف دیا گیا ہوں جب فیصلہ کرنے والے فضیلت کے موازنہ میں قیاس کریں تو لوگوں میں کون آپ کی طرح امیدوں کا مرکز ہے بردبار ہدایت یافتہ عدل کرنے والے ہیں جلد باز نہیں ایسے معبود سے وابستہ ہیں جو ان سے غافل نہیں حق کا ترازو ہیں جو برابر کم نہیں کرتا اور حق کا بہت زیادہ وزن کرنے والے ہیں اور آپ کا وزن ناقص نہیں ہے اللہ کی قسم اگر میں ایسی شرمندگی نہ لاتا جو محفلوں میں ہمارے بزرگوں پر گھسیٹی جاتی تو ہم زمانہ بھر ہر حالت میں آپ کی اتباع کرتے یہ بات ازراہ مذاق نہیں ہے ہم احمد صلی اللہ علیہ وسلم ایسے صاحب اصل ہیں جن سے دست درازوں کے ظلم قاصر ہیں میں نے اپنی جان سے آپ کی حفاظت کی آپ کی حمایت کی اور اپنی پناہ اور سینہ سے آپ کا دفاع کیا ایسے رب العباد نے اپنی مدد سے آپکی تائید فرمائی اور ایسے دین کو غالب کیا جس کا حق باطل نہیں ہے۔

حبیبی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

دنیا والوں سے پاکباز سب سے عظیم' سارے انسانوں سے اعلیٰ

آپ کے تصدق سے اللہ تعالیٰ نے لوگوں کو ہدایت عطا کی کائنات میں حق کی روشنی آپ سے ہی ظاہر ہوئی بابرکت ہے میرا رب جسنے آپ کی پرورش کی تقویٰ علم اور خیر سے آراستہ کیا۔

عقیدہ حق پر استقامت آپ کی عادت ہے بندگان الٰہی میں بہترین صبر قادر ترین امر الٰہی کا ڈنکا بجانے والے خوشخبریوں کے سنگ دعوت دینے والے ہر ملنے والے کو آیات و نذر سے نصیحت کرنے والے۔

اصلاح فساد کے لئے لائق نیکی کی راہوں کی طرف راہنمائی کرنے والے شہروں اور دیہاتوں میں لوگوں کو توحید محبت اور وفا کا درس دیا نیک عادات سے معاملہ کیا؟ اور طاقت پر قناعت کی اسباب خلود سے خبردار و متلاشی۔ انسان کے لئے اسی چیز کو

پسند کرنے والے جو کا قدر تقاضہ کرے ہمت کی بلندی آپ کی صفت ہے ہر پیش رو کے پیش رو اور اندازے سے زیادہ بردبار رب کائنات نے آپ کی عمدہ پرورش کی کہ آپ عمدہ اصل اور پھل کے سنگ پروان چڑھے آپ کی اصل اور افعال میں پاکیزگی پیدا فرمائی۔ عزم میں کوشش کی تو اس کو بوسیدہ کردیا اور مدد کئے گئے۔

شب معراج ارض مقدس کی سیر کی اور کائنات میں فکر و بصر کے ساتھ پرواز کی آپ کے مشاہدات پر قرآن حکیم نے اپنی عظیم سورتوں میں مہر تصدیق ثبت کی رسول اللہ کی صفات بلندیوں میں ہیں جن کو انوار۔ ضیا۔ اور چاند نے گھیر رکھا ہے۔

آپ کی ولادت طیبہ کی علامات سے کائنات میں ایک روشنی سرایت کر گئی جس نے تاریکی کو دھتکار دیا۔

چٹانیں روشنی اور چمک سے دمکنے لگیں تاکہ ہر ظلمت کو بھاگنا پڑے آپکے اخلاق کے ظواہر خوش کن اور نور بخش ہیں اور ان کا باطن حیران کردینے والا اخلاص اور حق ہے۔

لوگوں کے پاس راہنما بن کر آئے انکو جہالت اور خطرات سے محفوظ کرلیا۔

دین الٰہی اور ہدایت ربی پر غیرت مند ہیں اللہ کے لئے توحید اور اللہ ہی کے لئے حکم ہے اے رب' کائنات میں جو خلل اندازی کرے اس کو اصلاح فرمادے تیری ذات کے علاوہ ہمارے لئے کوئی پناہ گاہ نہیں ہے۔

قریب ہے مجیب ہے جہر و خفا کو سننے والا ہے اور اعمال کے مطابق اجر سے نوازتا ہے خطائیں جہالت اور خواہشات کثیر ہیں تیرے احسان سے امید ہے اور تیری بخشش کا منتظر ہے۔ ہمارے لئے رسول اللہ میں اسوۂ حسنہ ہے آپ نے اخلاق' فضل اور اچھائیوں کو جمع کرلیا آپ کی تعریفیں ہر امت پر واضح ہیں۔ قیامت کے دن ہر اٹھنے والے کی شفاعت کریں گے۔ آپ ایسے نبی ہیں جن کے ہر کام میں ہدایت ہے۔ بتوں کو توڑنے والے ہیں اور ان پر لوگ فخر کرتے ہیں آپ کی ہدایت میں شعائیں برساتی بجلی ہے جو ظلمتوں کی گہرائیوں کو ختم کرنے کے لئے بکھرنے والی ہے

آپ رحمت اور سعادت ہیں ہر جگہ ہمیشہ اچھائیاں کرنے والے ہیں بلندیوں احسان اور تقوی میں انتہائی ہدایت یافتہ ہیں نصیحتوں اور امور الٰہی کی حد درجہ تبلیغ فرمانے والے ہیں۔

صراط مستقیم پر گامزن ہیں۔ نیکی کی ہدایت کرتے ہیں اور ہر آنے والے کو راہ دکھاتے ہیں جب تلک بجلی گونجے اور بادل برسے آپ پر درود الٰہی ہو۔ شیخ یوسف بن محمد صرصری رحمہ اللہ نے فرمایا۔

محمد صلی اللہ علیہ وسلم مخلوق کے لئے رحمت بن کر تشریف لائے۔ ضلالت کے ہاتھوں تباہ شدہ عمارت کی اصلاح کرتے ہیں اس کو پختہ کرتے ہیں۔

اگر ٹھوس پہاڑوں نے حضرات داؤد کے ہمراہ تسبیح پکاری اور سخت لوہا نرم ہوگیا

تو سخت ترین چٹانیں آپ کی ہتھیلی سے نرم پڑ گئیں اور سنگریزے آپ کے دست اقدس میں تسبیح کرنے لگے۔ اگر حضرت موسی علیہ السلام نے پتھر سے پانی نکالا تو آپ کی ہتھیلی سے پانی بہنے لگا۔

اگر ہوا سبک رفتار حضرت سلیمان علیہ السلام کی فرماں بردار تھی کہ آپ صبح و شام اس پر سفر فرماتے تو ہوا ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا ایک ماہ بھر کی مسافت پر دشمن پر رعب ڈال کر مدد کرتی اور وہ گھبرانے لگتا ہے۔

اگر آپ کو ملک عظیم عطا فرمایا اور جنات آپ کے لئے مسخر کردئے جو آپ چاہتے کردیتے تو ساری کائنات کے خزانوں کی چابیاں آپ کے دامن میں ڈال دیں۔

اگر ابراہیم علیہ السلام کو خلت عطا فرمائی اور موسی علیہ السلام کو کوہ طور پر ہمکلامی سے نوازا تو یہ حبیب ہیں بلکہ خلیل ہیں ہمکلام ہونے والے ہیں اور آپ کو رویاء صادقہ اور واضح حق کے ساتھ مخصوص فرمایا۔

اور آپ کے اپنے حضور قرب کی اعلیٰ ترین منزلت عطا کی اور خوش کردیا۔

اور وسیلہ کے رتبہ علیا سے نوازا۔ کہ جہاں صاحبان عطیات کے مراتب نظر رشک ڈال رہے ہیں اور جنت الفردوس میں سب سے پہلے آپ ہی داخل ہوں گے

۔ اور بھلائی کے سارے دروازے آپ کے لئے کھول دیے جائیں گے۔

میرے والدین آپ پر فدا ہوں۔ یا رسول اللہ